...ھے وغالب علیٰ امرہ

...ار شکر خداوند قدیر کہ جلد ثانی دیوان منیر بعہد معدلت مہد
...علیحضرت قدر قدرت جناب نواب محمد حامد علیخاں صاحب بہادر

تنویر الاشعار

...ہتمام اور سرپرستی جناب محمد مصطفی علیخانصاحب
...تمام خصوص صادق حسین صاحب واحقر زمان محمد سعید اللہ خان عیش

...طبع سعید مطبوع گردید

ھ ۱۳۲۴

دیوان نعتیہ

دیوان دوم قصیدہ بمدح حضرت صاحب

علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شعبان مین طلوع ہے بدر کمال کا
ہے دل مین دہیان قامت طوبیٰ مثال کا

یہ بارہوان ہے چاند امامت
سایہ ہے مرغ سدرہ ہمارے

یوسف کی دہوم آیت منسوخ ہوگئی
فصل الخطاب یہ ہے تو وہ اِہدِنا الصراط

اُترا فلک سے آج صحیفہ
کس سے رقم ہو وصف تری

روح القدس کی گود مین پائی ہے پرورش
کیا مدح ہو خزانۂ فیض حضور کی

ہے عرش کا ہوارہ
ہر ایک آسمان ہے

دنیا بہشت ہوگی ترے عہد پاک مین
حکم حضور سے حق و باطل مین فرق ہو

کپڑا غریب پہنین گے طوبیٰ کی
چھٹ جائے اختلاط حرا

یکسان رہین گے گلشن عالم مین سرد و گرم
ہوگا یہ عہد پاک مین رنگ اعتدال کا

کہین پڑھتے ہین دفع سحر ترے نام کے فقیر
ہے پوستین اثر در موسیٰ کی کھال کا

بے نقص ہون گے عہد مبارک مین مہر و ماہ
گھٹنا کمال کو نہ رہے گا زوال کا

وقت ظہور نقش کف پاے پاک مین
آئینہ لوگ دیکھین گے حسن مثال کا

بے نور تیرے ہجر مین ہے آفتاب چرخ
گویا نمونہ ہے رخ زنگی کے خال کا

تو حکم دے جو ترک طمع کا جہان مین
ممکن نہین جو صید ہو پابند جال کا

پاتے ہین تیرے فیض سے اسنے دُر نجوم
گردون ہے دست دہر مین کاسہ سوال کا

ہوگا زمانہ تیرے دور پاک مین غنی
ڈھونڈھے سے نہ پائین گے کہین دامن سوال کا

دشمن کو سیف قہر سے ممکن نہین پناہ
تیغ قضا ہے اُسکے لئے چاند ڈھال کا

ہر شب شب چہار دہم ہوگی دہر مین
ہوگا یہ تیرے دور مین رتبہ کمال کا

افسردگی سے تیرے فقیرون کو ہے امان
رخت حیات جسم مین جبہ ہے شال کا

سرسبز تیرے فیض سے ہر خاکسار ہے
ریحان سے اتفاق ہے جام سفال کا

تیرے گداے در کو ہے چارو طرف عروج
حاکم ہے شرق و غرب و جنوب و شمال کا

گردون ہے فیضیاب ترے نخل جود سے
ہے اسمین رنگ سبزۂ پاے نہال کا

سرو قد حضور کی الفت نہو اگر
سبزہ نہ لہلہاے مرے بال بال کا

دولت سے اجتناب ہے تیرے فقیر کو
اکسیر پر یقین ہے گرد ملال کا

پڑ جاے جان پاؤن جو خوان کرم سے کچھ
تار نفس بنے مجھے ڈور احتلال کا

ہین تیرے پیشوا ترے کوچہ کے خاکسار
مین مقتدی بنا ہون صفوف نعال کا

اعجاز دیکھ کر ترے اے صاحب الزمان
منکر نہین ہے کوئی وقوع محال کا

قدر یقین بڑھے گی یہ تیرے زمانہ مین
اُٹھ جائیگا جہان سے نام احتمال کا

موسیٰ ہین تیرے طالب دیدار دہر مین
لاریب فیہ نور ہے تو ذوالجلال کا

ظلمات دہر کھوئے نورِ ظہور سے
اچھا نہین ہے ابر مین پرتو جمال کا

دنیا کو شانِ جلوۂ یوسف دکھائے
عودِ شباب ہو کہین اِس پیرزال کا

وقتِ ظہور شانِ مسیحا نظر پڑے
سِنّ شریف سمجھون مین چالیس سال کا

اتبو دکھاؤ سورۂ نورِ جمال پاک
تا چند مشغلہ رہے مصحف کی فال کا

یک رنگ کر دے اول و آخر کو دہر مین
پردا اُٹھو زمانہ سے ماضی و حال کا

سورج ہو جیسے ابر مین پرتو فشان خلق
غیبت مین یون ہی فیض مہ بیہمال کا

جینا اُسے عذاب جہنم سے کم نہین
کافر کی گور دل ہے ترے بدسگال کا

دجّال کو ہے قہر خدا تیری ذو الفقار
محشر ہے نام عرصۂ جنگ و جدال کا

ہون گے مسیحؑ و خضرؑ نمازون مین مقتدی
تو مقتدا ہے جادۂ حسنِ مآل کا

صاحب زمان و قایم و مہدی و منتظر
ہر اک لقب ہے بادشہِ بے مثال کا

تحریر وصف آل پیمبر محال ہے
ہر اک ہے آفتاب خدا کے جلال کا

طوفان کا خطر نہین دریاے دہر مین
پایا سفینہ مین نے پیمبر کی آل کا

اے کردگار جلوۂ خورشید صبح سے
مژدہ سنون ظہور شہِ باکمال کا

روح القدس کو حکم ہو لیجائے آپ تک
زینہ بہت بلند ہے بام وصال کا

نقل مکان کی فکر ہے بلوا لو اپنے پاس
ہے دردِ ہجر مین مجھے خوف انتقال کا

بھجوائے سفینہ عفو خطا کو مے ؟
دریا ہے موجزن عرقِ انفعال کا

داغِ جگر مرے مہ کنعان سے کم نہین
دلبر ہے نقش تیرے رخ بے مثال کا

تعریف کیا کرون تیری اولاد پاک کی
محبوب ہے ہر ایک پیمبر کی آل کا

نور جمال حضرت طاہر زمانہ مین
آئینہ ہے امام زمان کے کمال کا

شان بلند حضرت قاسمؑ کے مین نثار
سر پر عمامہ ہے کرم ذو الجلال کا

کیا مدحت جناب براہیمؑ ہو سکے
پرتو ہے جس مین سرو رحید مثال کا

کیون ہون نہ مدح حضرت ہاشم سے مستفیض
میوہ ہے یہ ریاض نبیؐ کے نہال کا

ان مین سے ایک کی بھی زیارت جو ہو نصیب
دیکھون مین چاند جلوۂ حسنِ ہلال کا

سرمایہ کے طواف سے بڑھ جائے آبرو
جام مراد کاسہ ہو آبِ زلال کا

بیت الحرم مین مسجد سہلہ ہین یا کہین
یارب دکھا دے جلوہ شہِ باکمال کا

ربان دیدۂ پسرِ مہزیار پر
دیکھا جمال جس نے شہ بے مثال کا

مست برنگ غانم ہندی جو ہو رہا
مین بھی جمال شہِ بے ہمال کا (دیکھون)

قاسم بن علا کی ہوئین آنکھین جلوہ گر
پایا جو فیض نور خدا کے جمال کا

اعجاز تیرے نائبون کے کیا رقم کرون
ایک ایک ان مین خضر ہے راہِ مآل کا

ئے باغ دین ہین شہیدان اہلبیتؑ
عالم مین سرخ رو ہو کیون رنگ آل کا

مولا ترا فقیر منیر حقیر ہے
بھر اپنے دست فیض سے کاسہ سوال کا

بے رنج انتظار مرادین مری ملین ...
آئینہ تیرے سامنے ہے میرے حال کا

مولا مرے مجھے نہیں اب تاب صبر کی
کوہ گران اٹھا مرے دل سے ملال کا

تاریخ اس قصیدہ کی تصنیف کی سنو
قائم ہے وصف پاک شہِ بےمثال کا
۱۲۷۴

غزلیات

جب تیری گرد راہ کو حکم شمیم تھا
میرا بھی دودِ آہ جوابِ نسیم تھا

درد فراق سینہ مین جب تک مقیم تھا
دوزخ کو اشتیاق عذابِ الیم تھا

آغاز مفلسی مین بہار شباب تھی +
ہر ریشہ نخل عیش کا نبض سقیم تھا

ئے تیغ یار تجھسے ملے کوئی کس طرح
جس مین تری جگہ تھی وہی دل دو نیم تھا

ب وہوائے عشق کی پوچھو نہ کیفیت
ہمصحبت آہِ سرد سے اشکِ یتیم تھا

اس قید سے کتاب جنون پڑھ کے چھٹ گئے
کوچہ ترا شکنجۂ امید و بیم تھا

بے پردہ تم گئے نہ شبستان طور مین
محتاج اس چراغ کا دستِ کلیم تھا

ساقی مزیلِ عقل نہ تھی پیش ازین شراب
ہر شیشہ میکدہ مین دماغ حکیم تھا

معراج تھی حصیرِ قناعت کو جن دنون
زیر زمین سہیل فلک پر ادیم تھا

ہشیار ہو کے ظلمت افکار مین پہنسے
میدان بیخودی کفِ دستِ کلیم تھا

بے آبرو تھی ہجر کی برسات اے فلک
ابرِ سیاہ میری نظر مین گلیم تھا

اوقات تلخ کام ادہورے رہے مرے
نخلِ مراد گلشنِ ہستی مین نیم تھا

طفلی سے مین وہ مصحفِ الفت پڑہا کیا
ہر ایک پارہ جس مین الف لام میم تھا

تخمِ امید بوتے رہے ہم وہان عبث
جو دشت شورہ زارِ عظام رمیم تھا

جس کو چراغ گور سمجھتے ہے صبح ہجر
یہ داغ شب کو لالہ باغ نعیم تھا

سرگشتگی سے کوئے بتان مین نہ کچہ ملا
قسمت کا پہیر جائے طوافِ حریم تھا

نکلی جو اُن کی تیغ جفا مل گئی مراد
بے فیض آستین مین دستِ کریم تھا

ابرِ سفینہ ہجر مین کہوئے مرے حواس
گویا غبار آمدِ فوجِ غنیم تھا

دنیا مین رہ کے مشق جنون کرتے کس طرح
یہ دشت تنگ تر ز صفت چشم میم تھا

کیون کر نہ دل دون ایک بتِ رامپور کو
ہندی نویس کاتبِ عہدِ قدیم تھا

پہنچے حرم سے تا نجفِ پاک اے منیر
ہر سنگِ کعبہ میل رہِ مستقیم تھا

غزل

در ذکر تولد جناب امیر علیہ السلام

آج کعبہ مین شہنشاہِ ولی پیدا ہوا
خانۂ حق مین درِ علمِ نبی پیدا ہوا

حضرتِ بنتِ اسد مریم سے رتبہ مین بڑہ
خانہ زادِ حق امامِ متقی پیدا ہوا

آبروئے چاہ زمزم اب سوا ہو جائیگی
چشمۂ آب حیاتِ سرمدی پیدا ہوا

شادی میلاد حیدر کی مچی کعبہ مین دہوم
ہنس کے کہتے ہین نبی میرا اخی پیدا ہوا

سرنگون بت ہو گئے پنہان ہوا کفر و نفاق
پردۂ توحید کا سرِ خفی پیدا ہوا

آج نقشہ اسم اعظم سنگ اسود پر کھدا
نورِ حق تعویذ بازوئے نبیؐ پیدا ہوا

آج خلقت کو کھلینگے معنیٔ ہُم راکِعُونَ
ناصرِ حق والی شرع نبیؐ پیدا ہوا

کعبہ مین نازل ہوا قران ناطق عرش سے
حافظ اسرار اللہ و نبیؐ پیدا ہوا

جسکو فرمایا خدا نے بَعضُهُم اَولیٰ بِبَعض
مژدہ اے دل آج کعبہ مین ہی پیدا ہوا

اَنتَ مِنّی کیون نہ فرمائین رسولِ کردگار
فخر ہارون نورِ شمع ایزدی پیدا ہوا

جسکی طاعت سے ہے اک ضرب اسکی افضل حشر تک
حامیٔ اسلام دستِ ایزدی پیدا ہوا

حضرت آدمؑ سے تا عیسیٰؑ یہ افضل سب سے ہے
جانشینِ مصطفےٰ نفسِ نبیؐ پیدا ہوا

رحم ارباب مصیبت پر کیا اللہ نے
ناصرِ کل مطالب نادِ علی پیدا ہوا

جس کے حق مین خالق عالم نے مَن یَشرِی کہا
اسمان شرع کا وہ مشتری پیدا ہوا

راہ حق مین مال و جان اپنا لٹایا بارہا
غالب کل نور حق عادل سخی پیدا ہوا

کعبہ کو سجدہ کرین گے اہل ایمان آج سے
قبلۂ دین خضر راہِ راستی پیدا ہوا

لافتےٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار
مرد میدانِ جہاد اشجع جری پیدا ہوا

عرش سے تا فرش چرچا ہے مبارکباد کا
منتظر جس کے پیمبرؐ تھے وہی پیدا ہوا

نزع مین بھی قبر مین بھی دیکھ لینا اے منیر
مرشد روح الامینؑ مولا علیؑ پیدا ہوا

غزل

روئے وہ حال سنتی ہی عجز و نیاز کا
تھام مرثیہ سلام ہماری نماز کا

افسانہ کہنے دو مرض جان گداز کا
کچھ تعجب نکلے دلِ عشق باز کا

اسباب رقص کیون نہو قربان ناچ مین
پھرتا ہے گرد گھیر تری پیشواز کا

صحرا نورد قیس ہے فرہاد کوہ کن
عالم جدا ہے میرے نشیب و فراز کا

وجدان سر ہوا ہے مجھے بزم رقص مین
چکرا رہا ہے گھیر تری پیشواز کا

بہروپ ہین یہ حسن حقیقی کے غافلو
دھوکا نہ کھائیو کہین حسنِ مجاز کا

رسوا ہوئی ہے گشتیِ مے اہل زہد مین
جھنڈی چڑھا ہے نام و نشان اس جہاز کا

طوبا کیطرح گنبدِ گردان مقام ہے
تھالا ہے فورِ چرخ مرے سرو ناز کا

مصنوع مین حقیقتِ صانع ہے مندرج
دستِ ادب سے کھول لفافہ مجاز کا

وہ کوستے ہین تا نہو نالون سے کشف حال
نکلے جو گانٹھ حلق مین عقدہ ہو راز کا

پہونچا کمند زلف سے بالائے بام عرش
اللہ رے دماغ بتِ سرفراز کا بلا

کرتا ہون نالے دلمین جو لیتے ہین چٹکیان
صاحب کی چھیڑ چھاڑ مین ہے لطف ساز کا

چھوٹی حضور اپنی جو کھولین شبِ وصال
دو ہاتھ سلسلہ بڑھے عمرِ دراز کا

پوشیدہ مُنہ کیا ہے رضائی مین اندنون
پردہ ہے پنبئی ترے خفائے راز کا

منظور قتل عام عبادت سے ہے نہین
چھاپا جو مارتے ہین وہ مہرِ نماز کا

پیدا کیا ہے لطف مشعبد نے دلمین گھر
شیشہ مین ہے مقام مرے شیشہ باز کا

چھانا تمھین حسینون مین اہل نگاہ نے
صدقہ اُتارئے نظرِ امتیاز کا

نسخہ مین ہمسے یار کشیدہ ہے کس لئے
اے دخت رز سبب نہ کھلا احتراز کا

رعشہ ہے تیرے خوف سے ہر سرو باغ کو
اے سرو قد گمان نکر اہتزاز کا

کی مہر اُس حسین نے پہچان کے لئے
دلبر ہمارے داغ دیا امتیاز کا

پرہیز آپ کیجئے نرگس کی سیر سے
بیمار سے خیال رہے احتراز کا

ساقی نے مرغ روح لیا جان کے عوض
رنگ بطِ شراب بھی روغن ہے قاز کا

اپنا غبار آپ کے گھوڑے سے بڑھ گیا
میدان ہمنے جیت لیا ترکتاز کا

صانع کی قدر حسن کی صنعت سے کھل گئی
نقشہ تجھی مین ہے تری صورت طراز کا

رکھی ہین ہڈیان سگِ جانان کے واسطے
مدت سے دانت ہی دہن حرص و آز کا

درگاہون مین جو شمع چڑھاتا ہون کہتی ہین
روشن ہے حال آپ کے سوز و گداز کا

سوداے خال بحرِ جہان مین ہے راہ بر
رستہ کھلا ہے قطب نما سے جہاز کا

سرکہ جبین شراب کے پینے سے ہوتے ہو
جاری کیا ہے خوب طریقہ جواز کا

کھینچا ہے پوست تیرے پیازی ڈوپٹہ نے
ہردم چھری کے نیچے گلا ہے پیاز کا

چوٹی گوندھی تو طائرِ جان ہو گیا شکار
کنگھی تمہارے بالون کی پنجہ ہے باز کا

تجھ سخت جان سے ملنے کی پوری ہوئی مراد
تلوار تیر ہی بن گئی دونا نیاز کا

ہوتا ہے حسن و عشق کے ہاتھون سے خون دل
اِس شہر مین وہ عملہ ہے ناز و نیاز کا

مین جانتا ہون آج مجھے ملگیا جواب
اب حوصلہ نہین ہے سلام و نیاز کا

مینائے دل کو ٹھونک بجا کر اُٹھا لیا
ممنون ہون مین اُس صنمِ دل نواز کا

اشعار ہین ترانے عروسانِ فکر کے
غُل ہے صریرِ خامۂ معنے طراز کا

تو نے تو رقص مین بدن اپنا چرا لیا
سب دیکھتے ہین ناچ تری پیشواز کا

مینائے دل جو ٹوٹے تو نکلے شرابِ عشق
پڑ جائے پاؤن بھولے سے اُس مست ناز کا

کاغذ کے گھوڑے دوڑتے ہین راہِ عشق مین
لکھ بھیجتے ہین حال مجھے ترکتاز کا

خالی سراغِ کشتیٔ مے سے ہے یہ غزل
اِس بحر مین نشان نہ دیکھا جہاز کا

بیٹھا ہے جو سبق کو تو اے طفلِ خوبرو
محمود نامہ پڑھ خطِ روے ایاز کا

ڈرتا نہین ہون قبر مین جانے سے اے منیرؔ
مشتاق ہون زیارتِ شاہِ حجاز کا

مرضِ عشق کے بدلے مرضِ سل ملتا
کاش پھر مجھے یا رب عوضِ دل ملتا

یون تو قائل نہین ہم آپ کے اے حضرتِ خضر
بوسے لیتے پاؤن اگر کوچۂ قاتل ملتا

متحد ہونے سے بھی ہم کو تردد رہتا
دو دلی ہوتی اگر ہم سے ترا دل ملتا

قلزمِ عشق مین کیون ڈوبتے بیکس ہو کر
باتین کرنے کو جو کوئی لبِ ساحل ملتا

کعبہ و دیر سے اُٹھ جاتے دوئی کے پردے
میرے دل سے جو دمِ وصل ترا دل ملتا

جو روز حشر ہے تشبیہ آنکے رخ کو دی
تو آفتاب کی صورت انہین جلال آیا

بلا لیا مجھے عشق دہن نے خط لکھہ کر
عدم سے ڈاک مین فرمان انتقال آیا

محال تھا گذر اس شیشہ مین ہوا کا بھی
دل جناب مین کس راہ سے ملال آیا

یہان تو موت کو بھی راستا نہین ملتا
اندھیری رات مین کیون کر ترا خیال آیا

خطا تھی آنکھون کی دل تیغ یار کو سونپا
کسی کی بات کسی کی طرف مین ڈھال آیا

شکست دل ہوی سرکار کے عتاب کے ساتھہ
پڑی جو چین جبین آئینہ مین بال آیا

رخ لطیف کی تصویر بھیجی پیک کے ہاتھہ
فرشتہ لیکے یہان مصحف جمال آیا

ہمارے دل کے تیر سے اسقدر حیرت
نہیں ہیں آئینہ صاف تیرے گال آیا

بھوؤن کی یاد نہ تڑپائیگی مہینے بھر
ہمارے ہاتھہ اگر خنجر ہلال آیا

رقیب لیگئے چھپ چھپ کے پان انگیا کر
ہمارے حصہ مین انگل ترا اوگال آیا

ستارہ سحری کو چھپانے گی شب تار
ہوا سے گیسوئے مشکین قریب گال آیا

وہ کیا خطا ہوی آنکھین ملائیے ہم سے
ادھر تو دیکھئے کس بات پر ملال آیا

نظارے روزن دیوار سے کئے مینے
پرائی آنکھون سے مین تمکو دیکھہ بھال آیا

ہمیشہ پنجۂ رنگین کے وصف نظم کئے
حواس خمسہ مین کس روز اختلال آیا

کلام عاشق و معشوق کا ہے رتبہ اور
مرا جواب حدیث آپ کا سوال آیا

خدا کے واسطے کہئے جواب کیا دون مین
مزاج پوچھتے ہین دل مین جب ملال آیا

ابھی وہ ماہ دو ہفتہ بنا نہین ساقی
ہماری آنکھون مین کیون نشۂ کمال آیا

بڑا ہے جوش جنون دل مین سر مرا کاٹو
اٹھا لو دیگ سے سرپوش اب ابال آیا

چڑھائین ناک بھوین اختلاط مین معقول
ہم ایسے پیار سے گذرے اگر ملال آیا

نہ چلنے دے انھیں رفتار حشر فتنہ ہی سے
ذرا سی بات مین آئی ہوئی کو ٹال آیا

شب فراق مین گاتے ہوے چلے آئے
پھر سے نصیب تو سمجھے کہ اس کو حال آیا

عمر یکہفتہ مین اپنا نہوا ایک حسین
جیتے دو ہفتے تو کوئی مہِ کامل ملتا

کثرتِ غم سے سماتا نہ کبھی سینہ مین
چھاتی پھٹ جاتی جو پتھر کو مرادِ دل ملتا

دل مین لیلی کے جو اے قیس ترا گھر ہوتا
تیرے تربت کے لئے گنبدِ محمل ملتا

نقد جان نذرِ شہادت مین حوالے کرتے
سرخرو ہاتے جو ہمین خنجرِ قاتل ملتا

راہ کر لیتے ترے دل مین کسی صورت سے
کوئی رستہ اگر اے صاحبِ محمل ملتا

عید کرتا طپشِ غم سے رہائی پا کر
موت آتی تو تڑپ کر دلِ بسمل ملتا

پاؤن تھک جانے سے دلگیر نہوتی عاشق
ہاتھ دوڑاتے اگر دامنِ قاتل ملتا

خوب خشک و ترِ عالم کی اُٹھاتے لذت
عوضِ دل جو ہمین کاسۂ سائل ملتا

تلخ کامی کے بھروسے نے بڑہائی ہمت
کھا ہی جاتے جو ہمین زہرِ ہلاہل ملتا

دل مین لیتا مین تجھے کھول کے چھاتی کی کواڑ
تو اگر میرے گلے سے مہِ محفل ملتا

شرم آتی ہے ہمین عشق مین ڈوبا نگیا
منہ چھپا لیتے اگر دامنِ ساحل ملتا

شہدا دیکھکر کہتے ہین مرے بت کا حسن
جان پڑ جاتی جو ایسا کوئی قاتل ملتا

سب سے پہلے دلِ بیتاب کو کرتا ٹکڑے
یا الٰہی مجھے ایسا کوئی قاتل ملتا

اے منیر اپنے لئے زہر ہوا ہجر طبیب
کاش رویا ہی مین وہ شاعرِ کامل ملتا

جنون زدون کے لئے موسمِ کمال آیا
برہی بھیس مین نوروز اب کے سال آیا

رولا کے مجکو ترے ہجر کا خیال آیا...
تری کی راہ یہان لشکرِ ملال آیا

سبھون سے پہلے لئے بوسہ اونکے ہونٹونکے
اچھوتے شیشے مین جاکر مین ہاتھ ڈال آیا

تپ فراق کی روداد اُسلئے ظاہر کی
بخارِ سینۂ مجروح کا نکال آیا

فروغِ ہجر مین کیا آفتابِ عمر کو ہو
ادہر تو دوپہر آئی ادہر زوال آیا

کفن مجھے بتِ محمل نشین نے بھجوایا
شتر سوار لئے خلعتِ وصال آیا

جو آئینہ بہی ہوگے تو منہ نہ دیکہین گے
خدا نخواستہ ہمکو اگر ملال آیا

منیر خون ہے رومال طفلنون کا کیا
تری مدد کے لئے شیر ذو الجلال آیا

سنتے ہین شور سبزۂ مینا نگار کا......
دار الشفا ہے ہجر مین گوشہ مزار کا
چھونا محال کیون نہو دامانِ یار کا
کیا باد پر سوار ہے توسن بہار کا
وعدہ کسی سے کیجیے ہم دیکہتے ہین راہ
اس زور سے لپیٹئے کہ پسجائے دل مرا
مین کون ہون مزاجِ کہان کا ہے بس کرو
احسان کیا زمین سے لین بعد مرگ ہم
مان گی کی جیز پہ کوئی اکڑتا نہین گہمنڈ
رومال آنکہہ سے نہ ہٹا ہجر یار مین
صدمے نہ خاکساریون کی غیرت سے اُٹھے
اے روح قیس مجکو کفن بہی نہو نصیب
بیپیا ہے مجکو سرمۂ چشم حضور نے
گہر تو کہان لحد مین بہی ملتی نہین جگہہ
ہم ہین غلام احسن سشرِ معجز کلام کے
نکلا نکالتے ہی بلاتے ہی آگیا
دردِ جگر کی اُن کو شکایت ہے غیر سے
اے دل ہین خاک چہان چکا تیرے ہاتہہ سے

طوطی چمن مین بول رہا ہے بہار کا
کہوتا ہے درد دل کو دبانا فشار کا
اے جبر ہاتہہ ٹوٹ گیا اختیار کا
گذرا ہوا کیطرح زمانہ بہار کا
اچہا مرض ہوا ہے ہمیں انتظار کا
کچہہ تو علاج کیجئے درد کنار کا
کیا پوچہتے ہو شکر ہے پروردگار کا
جسمِ گلی سے کام نکالین مزار کا
بیجا ہے فخر زندگیٔ مستعار کا
پردا کبہی اُٹھا نہ درِ انتظار کا
گہونسا نہ کہا سکے مری مشتِ غبار کا
شرمندہ ہون یہان کے اگر ایک تار کا
پامال ہون مین رنگ کی ابلق سوار کا
خانہ خراب ہو دلِ بے اختیار کا
رتبہ جہان مسیح کو ہے چوبدار کا
کیا اختیار عاشقِ بے اختیار کا
بڑہتا چلا ہے صبر دلِ بیقرار کا
کمبخت تو نہین ہے مرے اختیار کا

اکسیر سے سوا ہے مری قدر بلائے منیر
مین خاک راہ ہون شہ دلدل سوار کا

امکان نہین ہے بخت ہو بیدار کسی کا
کیا خواب مین دیکھے کوئی دیدار کسی کا

کیون چھوڑ کے تجکو ہون خریدار کسی کا
صدقے کرون ان ٹھوکرون پر پیار کسی کا

مطلوب کسیکا ہی طلبگار کسی کا
یوسف وہ کسیکا ہے خریدار کسیکا

شب کو جو گرے چاندنی کے کھیت بر آوے
کیا لوٹ گیا موتیون کا ہار کسی کا

بوسون کی مٹھائی لئکے مزے خوب اڑائے
جھوٹھا نہ ہوا لعل شکربار کسی کا

کیون لاغرون پر گالیون کے پڑتے مین پتھر
شاید کہ طمنچہ نہین تیار کسی کا

سجدے جو کئے اور بھی سرکش ہوئین پریان
سر چڑھ نے لگا سایۂ دیوار کسی کا

تھی سبکو محرم مین تمنائے زیارت
حصہ نہوا شربت دیدار کسی کا

کچھ غم نہین رویا کرے کوئی صفت ابر
سرسبز رہے گلشن رخسار کسی کا

مین عرض کرون چال قیامت کی نہ چلیئے
چلتی ہے چلن آپ کی تلوار کسی کا

کہدو نکرے فکر مسیحا کی بلا سے
مرجائے کہ جیتا رہے بیمار کسی کا

غیرون مین اوسے دیکھ کے کرتی ہین دعا ہم
کانٹون مین نہ الجھے گل بے خار کسی کا

ان پیار کی باتون سے مجھے رکھئے معاف آپ
بندہ کو نہین عشق سزاوار کسی کا

گیسو کہین خوش آئے کہین قامت موزون
آزاد کسی کا ہون گرفتار کسی کا

اورون کے لئے مشعلہ ہو میرے لئے بجلی
جلتا ہے کوئی گرم ہے بازار کسی کا

الحمد کی قدرت سے نہ ادمی ہستی کی سنی ایک
بندہ مین کسی کا ہون گنہگار کسی کا

حقیقت کی ہے کہین بعد فنا سے ہے
تابوت کسی کا ہے ہوادار کسی کا

کیون رہتی ہو ہر وقت منیر ایسی تردد
کب بند رہا کام مری یار کسی کا

گھر سے جو آئے جانب مسجد تو کیا ملا
اللہ کے بھی گھر مین ہمین بوریا ملا

بعد شباب وہ بت ناآشنا ملا
جب پیاس مر گئی ہمین آب بقا ملا

قد خمیدہ سے ترے گھر کا پتا ملا
ہم جب سے اپنے پاؤن پڑے راستا ملا

دل جانتا ہے عشق مین جو کچھ مزا ملا
کیا جانے کوئی مجکو خدا جانے کیا ملا

کیا خوش ہوئی جو راہِ عدم کا پتا ملا
گویا خضر ملے جو ہمین راستا ملا

ترکیب سے وصال جدائی مین ہو گیا
مین پیچھے پیچھے مثل ضمیر اُس سے جا ملا

دل کی تلاش آپ کے کوچہ مین کی عبث
مدت سے خاک چھانتے ہین کبھی کیا ملا

دنیا کی دیکھنی کو عدم سے چلے تھے ہم
پہونچے نہ تھے کہ راہ مین پیک قضا ملا

اک بوسہ کا سوال بھی پورا نہین ہوا
کہتا ہون منہ پر آپ سے بندہ کو کیا ملا

اس شیشۂ شکستہ کی خاطر ضرور ہے
چارون طرف سے ٹوٹ کی دل تسو آ ملا

اے موت آفرین ہے تری اس تلاش کو
ہم بے نشانون کا تجھے کیون کر پتا ملا

آنکھون کے بند ہوتے ہی دل صاف ہو گیا
اندھے ہوئے تو دیکھنے کو آئینہ ملا

نکلے جو صید آہوے مضمون کر واسطے
باندھا جگر کے راہ مین جو قافیا ملا

خالی مکان دیکھ کے ناحق اداس ہے
سب کچھ ملا اگر دل بے مدعا ملا

سینہ کو چاک کر کی مرے دل مین آ گئے
چھاتی کے جب کواڑ کھلے راستا ملا

معدوم ہو کے پا گئے یاران رفتہ کو
ہم گم ہوی تو قافلہ پھر قافلا ملا

کیا پوچھتے ہو بوسۂ لب دیکھ بار بار
بس بس خدا کی واسطے ہان ہان ملا ملا

مجھکو مٹا کے اور مکدر ہوئے حضور
ایک مشت خاک ہاتھ لگی اور کیا ملا

ثابت ہوا وہ تھا رگ جان سے قریب تر
نکلی بدن سے جان تو فوراً پتا ملا

کیون ہمکنار غیر سے دیکھا غضب کیا
کھوئے گئے حضور ہمین کھوئے کیا ملا

بھاگی اجل سے ڈر کی تو پہونچی مزار مین
اُٹھے جدھر کو پاؤن وہی راستا ملا

کہتے ہین وہ اگال سے کیا پیٹ بھر گیا
کہائین جو گالیان تو کچھ مزا ملا

دیوار بیچ مین رہیں پر وصل ہو گیا
پردے پڑے رہے دل بیتاب جا ملا

دشمن کی آنکھہ مین بہی نہ ڈالے یہ خاک مشت
مٹی مری خراب جو کی تم کو کیا ملا

دل کو گلے لگا کے کلیجہ مین رکھ لیا
مدت کے بعد آج یہ بچھڑا ہوا ملا

ہونٹون کو ہمنے چوم لیا غیر خوش ہو کر
بوسہ لیا کسی نے کسی کو مزا ملا

منہ کہولتے ہی بات مرے دل کی پا گئے
ڈہونڈا چراغ سے تو مرا مدعا ملا

پتہر پڑین بتون کی محبت پر اے خدا
دلبر ہمارے چوٹ لگی یہ مزا ملا

خدام بارگاہ کو دل کیا سمجھے دون
ایسا فقیر کو در دولت سے کیا ملا

بیدار سے ترے جو ہوا اب ہی دل کو چین
تہوڑا ہے یہ کہ چومنے کو نقش پا ملا

بس بس ابہی ہین خیر ہے دل پہیر دیجئے
نثر صفت مین جو تمنے بڑھا یا تو کیا ملا

اپنے لئے ہے جو کوئی مجرا ہے زاہدو
توبہ کرو کسیکو برا کہکے کیا ملا

سر صدقے دین و دل مگر اتنا بتائیے
دونون جہان سے ہمین کہو یا تو کیا ملا

اکسیر اوسنے پہینکدی ہاتہون سے اپنے
جسکو غبار راہ شہ لافتا ملا

نظارون سے کہلتا ہے جو لپکا مری دلکا
آنکھون مین چرا لیتے ہین گوشا مرے دلکا

تم ہو کہ کوئی اور ہے جویا مرے دل کا
للہ اوٹہا دیکھئے پردا مرے دلکا

ارباب صفا جانتے ہین پوچھئے اُن سے
سینہ کی طرح صاف ہے صحرا مرے دلکا

چونک اوٹہتی ہین ہر وقت کلیجے کی دہڑ کسے
سونے نہین دیتا اُنہیں کہٹکا مرے دلکا

جو منزلے پر چڑہ کے نگاہون سے اُتارا
باقی نہ رہا ایک بہی درجا مرے دلکا

کیا تنگ کیا ہے غم فرقت نے الٰہی
ہمسایہ کی گت دشت ہے صحرا مرے دلکا

ایسی خلش خار محبت نہین دیکھی
پہلی تری پالے کی ہے کانٹا مرے دلکا

لپٹا ترے سینہ سے بڑی بیجگری سے
کیا دن تھے کہ دریا بھی سما جاتے تھے اسمین
چھاتی سے لپٹ کر خلش عشق سی جھجکی...
جلوہ سے حسینون کے ہے فانوس خیالی۔
منظور جو ہے سیر طلسمات محبت
دیوانہ بنایا ہے تلون نے تمہارے۔۔
سینہ مین سماتا نہین اب مارے خوشی کے
دن رات تڑپتا ہون انہین دونو کے ہاتھون
ہو دفتر وحشت مین کہ اجزای وفا مین۔۔
چڑھ جائگی مستی جو الفت کی انہین کو
حیرت ہے طبیبون کو بھی تشخیص مین یارب۔۔
ئے جوش غم ہجر نکرنا کبھی رسوا۔۔۔
بازار مین مجکو ہدف سنگ نہ کرنا۔۔
صد شکر کہ ابتک کوئی غوطہ نہین کھایا۔
بیتاب ہین کیون سیم بدن اسکی طلب مین۔
پہلو مین ہین پر سامنے آنکھون کے نہین ہین
سُن لیجئے انگیا کی محبت کی حقیقت
زہر سخن تلخ نہ بوسون کی مٹھائی۔۔۔
آنکھین جو ہوئین چار تو بیمار ہوا مین۔۔
ہوتا ہے شگفتہ یہ تبسم سے تمہارے۔۔
بڑھ جائے تو برچھی سے سوا ہے خلش عشق

چھاتی مرے دل کی یہ کلیجا مرے دل کا
اب پوند کے لایق نہین شیشا مرے دل کا
شاید کہ نشینہ مین کانٹا مرے دل کا
دیکھو تو پریخانہ ہے شیشا مرے دل کا
دیکھو مری آنکھون سے تماشا مرے دل کا
بن بن کے نہ بگڑے کہین سودا مرے دل کا
ناحق کو مزاج آپ نے پوچھا مرے دل کا
آنکھون مین بھرو کوٹ کے شیشا مرے دل کا
نکلے کسی قانون مین نسخا مرے دل کا
دیکھین تو ذرا توڑ کے شیشا مرے دل کا
مجموعۂ امراض ہے نسخا مرے دل کا
کیا نام ڈبونے کو ہے دریا مرے دل کا
پتھر کی تجارت نہین سودا مرے دل کا
نیچا ابھی چھاتی سے ہے دریا مرے دل کا
اکسیر کی پڑیا نہین نسخا مرے دل کا
مجھ سے بھی تو پوشیدہ ہے گوشا مرے دل کا
چڑیا کی کہانی نہین قصّا مرے دل کا
اللہ کسی مین نہین حصّا مرے دل کا
چوزا ہے مین رکھوائے صدقا مرے دل کا
گویا دہن تنگ ہی غنچہ مرے دل کا
گھٹ جائے تو پھر سانس ہی کانٹا مرے دل کا

سب فصل کہلے اوسکو نہ کہلتے ہوئے دیکھا
خالِ رخِ پرنور ہوا ہے مجمع خوبی ٭ ٭
اے پردہ نشین زخم کی رخنے نہین اچھے
یکدست بڑہا ورد جگر غم کی گرہ سے
کج اپنی طبیعت نہین ابروسی تمہاری
دو حرف نہین پہچانئے تو نام ہے کس کا
تصویر تری آنکھون کی سینہ سے لگی ہے
ایجان خدا کے لئے اتنا نہ جلاؤ
بتخانہ بتون کو ہے خدا کے لئے کعبہ
ہر حال مین رہتا ہے یہ آئینہ مع عکس
اللہ کی قدرت سے ہوا عشق بتان ترک
چلتی تہی اس طرح زبان آپ کے آگے
برہم جو ہوئے آپ رکی اپنی طبیعت
کہلتا نہین کچہ عشق کی پردے جو پڑے ہین
خلوتکدۂ خاص کو بدنام نہ فرمائین
چہیڑے ہی تو ٹوٹ نہین سہنے کی جہنکار
گو جان غم عشق نکلی چین تو آیا
نظارے حسینون کے پریزادون کی ہیبت جا
مین آگ ہون دیکہو مری سینہ سے نہ لپٹو
کعبہ ہے کہ بتخانہ ہے کچہہ ہمکو نہین کیا کام
کانٹے سے بھی تشبیہ نہ دو مین ہون وہ لاغر

مشکی کسی مساک کی ہے عقدا مرے دل کا
تل سے ہی جگہہ پاے جو نقطا مرے دل کا
پیوند جگر ہو کہین پہاہا مرے دل کا
چہوڑا ہے بغل کے لیے عقدا مرے دل کا
سیدہا اسی مسجد سے ہے قبلا مرے دل کا
کہو لین تو سہی آپ معما مرے دل کا
کاجل کی سیاہی ہے سویدا مرے دل کا
دیکہوا ابہی پہوٹا ہے پہپہولا مرے دل کا
کیا شیخ و برہمن سے ہے جہگڑا مرے دل کا
تو آپ سے کہنچتا نہین نقشا مرے دل کا
دیکہون کسے ہوتا ہے علاقا مرے دل کا
منہ سے نکل آتا ہے یہ شعلا مرے دل کا
تیوری کی گرہ ہوگئی عقدا مرے دل کا
پوشیدہ ہے جسسے ہی ارادا مرے دل کا
محفل مین مناسب نہین چرچا مرے دل کا
مشہور ہے اندوہ سے شیشا مرے دل کا
کیا فکر ہے لیجانے دو صدقا مرے دل کا
آنکہون کی وہ عادت ہے یہ لپکا مرے دل کا
ٹہیرو ابہی جل گئی لینے دو غصا مرے دل کا
اللہ کو معلوم ہے رتبا مرے دل کا
دامن مین چہپالے مجھے صحرا مرے دل کا

در دِ سرِ اقدس کے بہانے ہین ابہی سے
منہ تک ابہی آیا نہین شکوا مرے دل کا

ایمان اسے کہتے ہین باطن کی کرامت
دل بول اُٹہا حال جو پوچہا مرے دل کا

ہر طرح جگہ آپکی خالی ہی رہے گی ......
سو زنگ سے پہر دیکہئے نقشا مرے دل کا

سائل ہو جب مجہسے سگِ جانان اُسے کیا دون
فرقت نے نہ رکہا کوئی ٹکڑا مرے دل کا

پہر دیکہئے کام ایک نظر مین نہین ہوتا
دو تیر کے پلے سے ہے تودا مرے دل کا

معلوم نہین تمکو ابہی عشق کی گہاتین
دلمین رہے پر چیو رنہ بگڑا مرے دل کا

مایوس ہون جینے سے منیر اور کہون کیا
اندوہ سے یہ مرتبہ پہونچا مرے دل کا

سینہ سے عیان ہے دل دیوانہ ہمارا
دیوار سے وان چہپتا نہین ویرانہ ہمارا

ہے دشت جنون مین دل دیوانہ ہمارا
دیکہو نئی بستی مین ہے ویرانہ ہمارا

در گذرے ہم اس وسعت مشرب سے الٰہی
دریا سے بہی بہرتا نہین پیمانہ ہمارا

ایسے نہین بچہڑے ہین کہ پہر آکے ملین گے
آباد نہو گا کبہی ویرانہ ہمارا

معشوق کوئی فصلِ جوانی مین نہ پایا
بے شمع رہا رات کو پروانہ ہمارا

کیا کیا دلِ وحشی مین تصور کے ہین جلسے
آباد الٰہی رہے ویرانہ ہمارا

دل رنج سے معمور ہے کیون کر اوسے دیدین
کہدو ابہی خالی نہین پیمانہ ہمارا

کیون شہر خموشان مین پتا پوچہہ رہی ہین
ڈہونڈہین عدم آباد مین ویرانہ ہمارا

جانے کو تو جاؤ گے ذرا اور ٹہر جاؤ
ہشیار تو ہو لے دل دیوانہ ہمارا

کیا خاک کبہی دور کسی سے دل وحشی
ہر شہر سے نزدیک ہے ویرانہ ہمارا

دل ٹوٹ کے تقسیم ہوا شعلہ رخون مین
ہر شمع کے پہلو مین ہے پروانہ ہمارا

کیون آنکہون کی رستے نہین آجاتی ہو دلمین
ہے دو قدم اس راہ سے غمخانہ ہمارا

فرصت کبہی دل کو نہ ملی بخت سیہ سے
واقف نہ ہوا شمع سے پروانہ ہمارا

ہمنے تری خدمت سے اگر منع کیا ہو
تو کام نہ آئے دل دیوانہ ہمارا

دل اسکو ہوا پر کبھی آنے نہیں دینا
بے پر کے اُڑاتا نہیں پروانہ ہمارا

دیوانہ ہے دل اس سے جو توقع کوئی رکھے
سب کہنے کی باتیں ہیں نہ اونکا نہ ہمارا

ہم ہوتے ہیں کافر تو وہ ہوتے ہیں مسلمان
کعبہ کبھی اونکا کبھی بتخانہ ہمارا

پڑھنے نہیں دیتے خط قسمت کو فرشتے
جعلی تو نہیں ہے کہیں پروانہ ہمارا

لیلے کہیں مجنوں ہمیں اپنا نہ سمجھ لے
ایک روز تو فرمائے دیوانہ ہمارا

اُس شمع کے ملنے کی بہت دلکو ہے جلدی
جاتا ہے وہاں ڈاکہ میں پروانہ ہمارا

ہر پہر کے بہت ٹھوکریں کھاتا ہے بتوں کی
پسجائے الٰہی دل دیوانہ ہمارا

دیکھیں گے بہار اگلی برس کی جو جئیں گے
اب کے تو نہ خالی رہے پیمانہ ہمارا

چشم و مژہ تر میں کرو شوق سے آرام
کچھ دہوکی کی ٹٹی نہیں غسخانہ ہمارا

دل آپسے لوٹے تو یہ کچھ اور ہی جا ہے
کعبہ نہ بنے لوٹ کی تبخانہ ہمارا

دل عشق کے قبضہ میں ہے دلمیں ہے طلسمات
ہے دیو کے پھیری میں پریخانہ ہمارا

کاشانۂ دلمیں تو کبھی جھانک کے دیکھو
اک نور کی ٹکڑی ہے پریخانہ ہمارا

جلوہ در و دیوار میں ہے دختر رز کا
ہے شیش محل دیکھئے میخانہ ہمارا

بیتابیوں سے کاتب اعمال نہ ٹھہرے
مدت سے سبکدوش ہے ہر شانہ ہمارا

اپنا نظر آتا ہے یہی باغ جہاں میں
سرسبز رہے سبزۂ بیگانہ ہمارا

ایجان شراب اور یہی ساغر دل میں
دعوے ہے تو پیجائے پیمانہ ہمارا

دل خط غلامی نہیں کسواسطے لکھے
بندہ یہ خدا کا ہے نہ انکا نہ ہمارا

ای بت ترے ہاتھوں سے دل اپنا نہ رہیگا
پتھر کے تلے خاک جمے دانہ ہمارا

بالیدہ ہو کاندہ پر اگر ہاتھ وہ رکھے
دو ہاتھ ابھی سر سے بڑھے شانہ ہمارا

دل کو بہت آزار دیا نفس شقی نے
کیا تیر ہوا ہے سگ دیوانہ ہمارا

دل کیا ہے کہ ایمان دیکو دیتے ہیں عاشق
پہچاننے لئے ہاتھوں میں پر یاں نکل آئیں
لاکھوں ہی خریدار نظر آتے ہیں ولکے
دل لیجئے ہو جان بہی دیدیں گی شب وصل
بوسہ بہی تو دو کہا کے گز بک لخت جگر کی
کچھ اور نہیں ہے وہی قصہ دل وجاں کا
منہ سے نکل آیا ہے جگر اُف نہیں کرتے
دیکھو کہے دیتے ہیں ادہر سو نہ نکلنا
کچھ قحط زمانہ میں نہیں شعلہ رخوں کا

ہمت سے کہیں بڑہ کے ہی بیعانہ ہمارا
خالی نہ گیا نعرہ مستانہ ہمارا
کس کس کی مقدر میں ہے اک دانہ ہمارا
بس اب نہ پہریگا کبھی بیعانہ ہمارا
یوں ہضم نہو گا کبھی نذرانہ ہمارا
سُن لیجئے دو بول ہے افسانہ ہمارا
دل دیکھہ لے اے ہمت مردانہ ہمارا
قابو میں نہیں ہے دل دیوانہ ہمارا
اے شمع سلامت رہے پروانہ ہمارا

حیدرؑ کے غلاموں میں منیر اپنی ہے گنتی
جبرئیل کی تسبیح میں ہے دانہ ہمارا

ہیں کہاں وہ لوگ اگلا کارخانہ کیا ہوا
ماہرویوں کا یہاں راتوں کو آنا کیا ہوا
سجدہ کرتی تہے جہاں وہ آستانا کیا ہوا
نالۂ دل کی صدا آتی نہیں رفتار میں
خواب میں بہی اب نظر آتی نہیں تہا ہے وصل
چھپ گیا دعوے رفعت کرتے کرتے اے فلک
کس طرف گم ہو گیا عہد جوانی اے فلک
کیا ہوا دل کیوں معطل پہرتی ہے ہم جس میں
خوب ڈہونڈہ آئے جوانی کو از لسے تا ابد
ڈہیر بوسوں کا ادہر انبار سجدوں کا ادہر

اِس نئی دنیا میں پوچھو وہ زمانہ کیا ہوا
جن دنوں دور قمر تہا وہ زمانا کیا ہوا
ہر طرف ہے پائینتی یارب سرہانا کیا ہوا
آپ کی پازیب میں کا ایک دانا کیا ہوا
میری آنکھیں ڈہونڈہتی ہیں وہ زمانا کیا ہوا
سر سے اونچا ہو گیا اونچا استانا کیا ہوا
ہم تلاشی تیری لیں گے وہ زمانا کیا ہوا
خانہ ساماں تو نسی پوچھو کارخانا کیا ہوا
اے فلک اب تو بتا دے وہ زمانا کیا ہوا
دو پہاڑ و نہیں ہمارا آستانا کیا ہوا

ایک ہمصورت نظر آتا نہیں اس عہد میں
حشر میں دست گریباں ہونگی تجھسے دیکھنا
اب غم ماضی بھی ہے امید استقبال بھی
اہل غفلت کہتے تھے یوں ہی رہیگا دور عیش
قبر کیسی کوئی جاناں میں جگہ ملتی نہیں
تیرہ روز ہیں نظر آتیں نہیں شبہای وصل
خواب تھا یا سیمیا تھا دورۂ عیش و طرب
ڈھونڈھتے پھرتے ہیں تیر اُنکے نہیں ملتا ہے دل
یوں اشاروں سے سمند عمر چلنے کا نہیں
تم رہے پردہ میں دل تیر نظر نے کھو دیا
ابر رحمت ہے نہ میخانہ کی بھٹی کا دھوال
پھیر لی اپنی نظر تمنے مگر دل کھو دیا
کیوں نہیں سوتے ہو شبنم کا دوپٹہ تان کر
اپنی قسمت کیسے لیجا کی پھوڑوں اے فلک
خار صحرا بھی جگہ بلبل کو اب دیتے نہیں
خاک بھی باقی نہ چھوڑی اسقدر سجدے کئے
نقد دل کا یوں پتا ہم پوچھتے ہیں زلف سے
جنت شداد پر دنیا کو کیا کیا فخر تھا
ہڈیاں بھی اہل دولت کی نظر آتی نہیں
کعبہ مقصود کہتے تھے جسے اہل جہاں
عذر بیجا سنکے مرجاتی ہیں اب ہم پر اجل

تھے ہمیں ہم جسمیں یارب وہ زمانا کیا ہوا
اے تباہی سچ بتا وہ کارخانا کیا ہوا
جس میں تھا ایک ہی نسانہ وہ زمانا کیا ہوا
جسکی ضامن مست تھی وہ کارخانا کیا ہوا
ہم کہاں کھوئے گئے اپنا بیگانا کیا ہوا
شمع لیکر ڈھونڈتے ہیں وہ زمانا کیا ہوا
آنکھیں کھلتے ہی ہمارا کارخانا کیا ہوا
انگلیاں اٹھتی ہیں جسپر وہ نشانا کیا ہوا
سب ہیں چوٹی کا جو تھا وہ تازیانا کیا ہوا
جس کو بے دیکھے ڈرایا وہ نشانا کیا ہوا
سائباں یارب کہاں ہے شامیانا کیا ہوا
تیر تو ہاتھ آگیا کہئے نشانا کیا ہوا
اوس کیسی پڑگئی وہ شامیانا کیا ہوا
سر ہمارا ہے کہاں وہ آستانا کیا ہوا
پھول جسپر چڑھتے تھے وہ آشیانا کیا ہوا
کہتے ہیں گھبرا کے میرا آستانا کیا ہوا
سانپ کا تھا دانت جسپر وہ خزانا کیا ہوا
یا الٰہی وہ خدائی کارخانا کیا ہوا
خاک اُڑاتی ہے زمیں اسکا خزانا کیا ہوا
قبلہ حاجات اب وہ آستانا کیا ہوا
موت پھر جاتی تھی جس سے وہ بہانا کیا ہوا

لوٹتے تھے میکدہ میں دین و دنیا کے مزے
دونوں عالم تھے جہاں وہ کارخانا کیا ہوا

سب سے پہلے گالیاں غیروں کو اب ملنے لگیں
آتی تھی جس کی جھڑک ہمکو وہ کھانا کیا ہوا

تیرے آتے ہی جوانی آگئی اے جان جاں
ڈھونڈھتا ہوں میں مرا جامہ پرانا کیا ہوا

کیمیا ہے اب کی دیوانوں میں پختہ مغز عشق
رہ گئے کچھ سر تڑے بہلول دانا کیا ہوا

آج اے منعم لباسِ زیست میلا ہو گیا
فخر تھا جس پر وہ اُجلا کارخانا کیا ہوا

دل نظارہ نہیں ان روزوں حسن عشق میں
اس دو عملہ میں ہٹایا تھا جو تھانا کیا ہوا

ہمنے مانا صحبتیں اگلی فسانہ ہو گئیں
اے فلک یہ تو بتا دے وہ فسانا کیا ہوا

واہ ری غفلت کہ ابتک کو سنی سے کام ہے
ہو گیا میں خاک پر تمنے نہ جانا کیا ہوا

چھپ گئے کیوں مدحِ آلِ پیمبر سے منیر
بلبل گلزارِ جنت کا ترانا کیا ہوا

شعلۂ آہ کبھی دل سے نکلنے نہ دیا
اک چراغ آپ نے اس شہر میں جلنے نہ دیا

گال چکنے ہیں مگر دل کو پھسلنے نہ دیا
کوئی پہلو در غلطاں کو بدلنے نہ دیا

مرے تابوت کو کوچہ سے نکلنے نہ دیا
غیروں کے پانوں سے بھی راستہ چلنے نہ دیا

دل مرا جلوۂ عارض سے بہلنے نہ دیا
چاندنی چوک سے زخمی کو نکلنے نہ دیا

دل پر نور کو انگیا میں نہ رکھا تم نے
راستہ شمع تجلی کو کنول نے نہ دیا

سر اُٹھا بھی نہ سکے ہو گئے پیوند زمیں
تم نے یوں دل سے گرایا کہ سنبھلنے نہ دیا

چوڑیاں کو تکے کھا جائیگو فقرہ سمجھی
جوڑ سچا بھی مجھے آپ نے چلنے نہ دیا

نشہ میں آپ جو غیروں کے سہارے اُٹھے
ایسا مجکو یہ غش سے کہ سنبھلنے نہ دیا

لاش مشتاق کفن کوچۂ جاناں میں رہی
ایک جوڑا بھی قسمت نے بدلنے نہ دیا

دل کو ٹھکرا کے دئے غیروں کو بوسے تمنے
ہے یہی چوٹ مزا در دبغل نے نہ دیا

غیر کے دھوکے میں شاید وہ کبھی ملجاتے
کثرت ضعف نے نقشہ بھی بدلنے نہ دیا

بوسہ کی بات کبھی ہضم نہونے پائی
یہ نوالہ بھی مجھے قسمت نے نگلنے نہ دیا

خود بخود خاک نشینوں میں چھری چلجاتی
ہائے کیوں تمنے قرولی کو اُگلنے نہ دیا

کیا قیامت ہے کہ بڑھتا ہی گیا رنج اپنا
ہجر نے روز مصیبت کبھی ڈھلنے نہ دیا

ایک ٹکڑا بھی کمبند کر دوں ہلتا
تمنے جی بھر کے کلیجے کو اُچھلنے نہ دیا

زاہدوں کے بھی گلے پڑ گئی دنیا کی کمند
ہمکو دہاکا رسنِ طولِ امل نے نہ دیا

مول لیکر کبھی دنیا میں نہ پی ہمنے شراب
ایک کوڑی کو بھی تیزاب میں گلنے نہ دیا

وصل جاناں کی تمنا ہی رہی بعد وفات
مژدۂ وصل ہمیں ہائے اجل نے نہ دیا

مانگ لائے جو خدا سے وہ بتوں نے چھینا
قہر ہے بھیک کی ٹکڑوں سے بھی پلنے نہ دیا

نام کو بھی نہ اُسے شادئ عاشق بھائی
یار نے عطر دلہن کا کبھی ملنے نہ دیا

شدت درد میں کیوں شعر کہے تمنے منیر
مفت نادم ہوئے کچھ لطف غزل نے نہ دیا

کوتاہ کوئی دست رسا ہو نہیں سکتا
لپٹا ہوں میں ایسا کہ جدا ہو نہیں سکتا

کیونکر ہو عوض زندگئ عاریتی کا +
وہ قرض لیا ہے کہ ادا ہو نہیں سکتا

دھوتا ہے مری خون کو ناحق وہ یم حسن
پانی سے کبھی رنگ جدا ہو نہیں سکتا

ہے نزع میں بھی قاتل بیرحم کی تعریف
مرتے ہیں مگر ہمسے گلا ہو نہیں سکتا

ہو حکم تو میں توڑوں ابھی عرش کے تارے
مجھسے بھی تو فرمائیے کیا ہو نہیں سکتا

راہ طلب زر میں نگاپو نہیں لازم
یہ راستہ کھوٹا ہے کھرا ہو نہیں سکتا

دیوانہ کو زلفوں میں عبث پھانس رہے ہو
آسیب گرفتار بلا ہو نہیں سکتا

گو دھوپ قیامت کی ہے پر اے فلک حسن
سایہ کی طرح تجھسے جدا ہو نہیں سکتا

اُمید ہے راحت کی عبث بخت رسا سے
یہ دودِ سیہ ظل ہما ہو نہیں سکتا

جب تک نہ رولاؤ گی مجھے بال دکھا کر
گیسو کوئی ساون کی گھٹا ہو نہیں سکتا

عشقِ دہنِ یار میں جبتک نہو کامل
آئینۂ دل غیب نما ہو نہیں سکتا

کب تک رہو گے دور کنارِ رفقا سے
کیا طوقِ کمر دستِ دعا ہو نہیں سکتا

اُمید نہیں وصل کی خط لاکھہ نکل آئے
سبزۂ خضرِ راہ وفا ہو نہیں سکتا

وہ دور رہوں یا پاس ہوں پر دلمیں ہیں میرے
آئینہ سے یہ عکس جدا ہو نہیں سکتا

باتونمیں اُڑاتے ہو عبث مجکو جلا کر
میں آگ بگولا ہوں ہوا ہو نہیں سکتا

کیوں بھیجتے ہو سوے عدم اپنی گلی سے
میں خاک ہوں ایجاں ہوا ہو نہیں سکتا

تابع نہیں جو شخص منیر آلِ نبیؐ کا
زنہار وہ مقبول خدا ہو نہیں سکتا

ہمت بلند چاہیے فخر حضور کیا
کوتاہ بخت ہو تو ہمارا قصور کیا

زلفوں سے ہے نمودِ جمالِ حضور کیا
کالی گھٹا سے آج برستا ہے نور کیا

چلتے ہوئے یہ وعدۂ فردا ضرور کیا
کل پھر قیامت آئیگی اے رشک حور کیا

دنیائے دوں میں دل مجھے لایا بہشت سے
خانہ خراب اور کریگا قصور کیا

دم دیکے اتھو آپ بغل سے نکل گئے
قابو میں پھر نہ آئیں گے میری حضور کیا

آنکھیں نکالتے ہو جب آتے ہو خواب میں
ایسا کیا ہے مینے تمہارا قصور کیا

جاؤں بہشت میں در دولت سے واہ وا
سمجھے ہوئے ہیں دلمیں الٰہی حضور کیا

دی اتھو جان آپکی خاطر غلام نے
فرمائے معاف نہوگا قصور کیا

آپہونچی جاں ہونٹھوں پہ اب قصد ہی فضول
دم بھر کے واسطے کہو آنا ضرور کیا

دل پیستے ہو چال سے خوف خدا نہیں
سمجھے ہوئی ہو روز قیامت کو دور کیا

سردار کو غلام سے لازم نہیں گریز
بندہ سے آپ بھاگتے ہیں دور دور کیا

کہتے ہیں بیٹھے بیٹھے برا مجھکو بے قصور
دیں گے جواب آپ خدا کی حضور کیا

شہر عدم کے پاس جو لیجائے ہجر میں
اے ہمدم یہ تیری مروت سے دور کیا

ہم تھگئے اب آپ کی رونے سے فائدہ
بربادکر کے خاک اُڑانا ضرور کیا

کیفیت شراب مرے دل میں خاک ہو
جو ٹوٹ جائے نشہ میں ہو چور چور کیا

دم ہو کا ترا ہو مجھے نشہ میں اے پری
میری خطا ہے جو حنا کا قصور کیا

تپ آگئی ہے جب مری سینے سے لپٹے ہو
دیکھا نہیں ہے سوز جگر کا وفور کیا

آتی ہے آج بوے کباب شراب سے
شیشہ کے ساتھ دل بھی ہوا چور چور کیا

بجلی سمجھکے بھاگتے ہو میری آہ سے
کم سن ہو اے صنم ابھی تمکو شعور کیا

ہوگا نصیب بوسہ رُخ یا جواب صاف
ارشاد میرے حق میں کریں گے حضور کیا

بے منفعت ہے زیست تو مرنا ہے کب مضر
اِسکا قلق نہیں ہے تو اوس کا سرور کیا

میں ہی نہیں دبا ہوں تجلی کے بوجھ سے
دوہری نہیں ہوئی کمر کوہ طور کیا

دنیا نہیں ہے جائے توقف چلے چلو
اجڑی ہوئی سرا میں ٹھہرنا ضرور کیا

دنیا کی سلطنت نہیں کچھ مال غافلو
اتنی سی کائنات پر اتنا غرور کیا

دل میں بھرے ہوے ہیں پریخانے سیکڑوں
اِس پردہ طلسم سے ہوگا ظہور کیا

بھولا ہوا ہے کسکے بھروسہ پر آدمی
اِس مشت خاک کو ہے الٰہی غرور کیا

پہنچا دے ہند سے جو مدینہ میں اے منیر
یہ بات ہے عنایت خالق سے دور کیا

رخنہ پڑا حجاب میں عاشق کو تاک گیا
دل پھٹ گیا جو دامن دولت مسک گیا

آغاز عاشقی میں کلیجا دھڑک گیا
سر پھوڑنے سے پہلے ہی ماتھا ٹھنک گیا

بھالا جو تیرے زخم جگر سے سرک گیا
چھاتی پکڑ کے بیٹھ گئے دل دھڑک گیا

کوٹھے سے اُس پری نے سنا اشتیاق وصل
پیغام بوسہ آج لب بام تک گیا

روز سیاہ ہجر ڈھلا شکر کردگار
کالا پہاڑ اپنی جگہہ سے سرک گیا

ہر چند وہ کہے نہ بچے دست شوق سے
گستاخیوں میں ہاتھ مرا دور تک گیا

آخر تو جذب عشق میں تاثیر کچھ نہیں
تم کیوں اچھل پڑے جو مرا دل دھڑک گیا

کس آرزو سے پای شراب وصال یار
اُتری گلے سے بوند تو منکا ڈھلک گیا

تیرے فراق میں یہ بڑھیں ناتوانیاں
دنیا سے ہاتھہ اُٹھاتے ہی پہونچا فلک گیا

پہونچا میں تیرے کوچہ میں رہ رہ گیا رقیب
کوئی پیادہ راہ چلا کوئی تھک گیا

جلوہ سے تیرے چھاگئی زردی سی چاند پر
اللہ ری دہوپ چاندنی کا کھیت پک گیا

دل نے بھی ساتھہ چھوڑ دیا ہجر یار میں
کیسا بہادر آنکھہ بچاکر کھسک گیا

میرا سیاہ خانہ ہوا تنگ اِسقدر
بجلی گری اگر کوئی جگنو چمک گیا

دیکھو تو کسکی وضع نوکیلی ہے شہر میں
کانٹے کی طرح چبھکے مرے دل میں کھٹک گیا

بے نور اُس کے آگے ہوے صبح دم حسین
ڈوبا کبھی کبھی کوئی تارا چمک گیا

پھیلائے پاوں دل نے در یار دیکھکر
منزل قریب آئی تو میں اور بہک گیا

اللہ رے جذب جلوۂ عارض دلوں میں ہے
ہر آئینہ میں عکس تمہارا چمک گیا

آتی ہے ہر طرف سے صدای جگر خراش
یارب کہاں کہاں دل وحشی بھٹک گیا

دل پانی ہوکے عشق در گوش میں بہا
شبنم کے ایک قطرہ سے ساغر چھلک گیا

غصہ کو ہضم کرلینگا کوئی دہر میں
دنیا کے حلق میں یہ نوالہ اٹک گیا

اوس بت کی گھر سے آہ مری عرش پر گئی
تیر دعا پہنچ کے ہدف تک بہک گیا

یاد بہا تیری سواری غلط نہیں
ڈنکا ہوا جو باغ میں غنچہ چٹک گیا

تیرا فروغ دیکھہ کی ہر شمع جل گئی
فانوس کے دماغ میں شعلہ بھڑک گیا

ہر مست کی خودی سے مجھے بیخودی بڑھی
اترا ذرا ابھی نشہ کیسا میں چھک گیا

مرنیکے وقت بھی ہوے روپوش آشنا
ہنگام نزع یار بھی منہ آکے ڈھک گیا

وحشت میں اوسنے ہاتھہ عبث ہاتھہ میں لیا
جنبش جو نبض کو ہوی پہونچا ٹھٹک گیا

بس بس اسی میں خیر ہے دل کو نہ چھیڑنا
بہاگوگے تم کہاں جو یہ شعلہ بھڑک گیا

کیا کیا اذیتیں سہیں آنکھوں کی ہاتھ سے
جو چبھ گیا نگاہ میں دلمیں کھٹک گیا

افسردگی بھی پھر بھی دیکھا شب وصال
تیور کبھی بجھے کبھی شعلہ بھڑک گیا

سمجھے کہ راز عشق کہیں فاش ہو نجائے
گھبرا کے اُٹھ گئے جو مرا دل دھڑک گیا

بجلی ہوی نمود حسینوں کی خاک سے
پریاں سی ہوئیں تو یہ شعلہ بھڑک گیا

گھبرا کے دیکھنے لگے منہ ایک ایک کا
صدمہ اُنہیں ہوا جو مرا دل دھڑک گیا

کب وصل میں بھی دیکھ سکے روے یار ہم
آنکھیں چھپا گئیں جو نصیبا چمک گیا

کس کس کا خون کرکے وہ بت سرخ رو ہوا
سو دل جلے تو ایک یہ شعلہ بھڑک گیا

لاکھوں شہید ہو گئے گلنار نیفہ پر
دریاے خوں بڑھا کمر یار تک گیا

آخر دل شکستہ سے نکلی ہواے عشق
ٹوٹا جو عطر دان زمانہ مہک گیا

یارب وہ دن دکھا کہ یہ چرچا ہو شہر میں
سر سے منیر روضۂ شبیر تک گیا

تمہارے گھر سے پس مرگ کس کے گھر جاتا
بتاؤ آپ سے جاتا تو میں کدھر جاتا

وطن کو چھوڑ کے وحشت میں میں اگر جاتا
ہر اک مکان کو بالاے طاق دھر جاتا

جگہہ جو داغ نمک سود دلمیں کر جاتا
فقیر نان جوین کھا کے پیٹ بھر جاتا

کفن وہ دیتے تو میں زیست سے گذر جاتا
لباس عاریتی جسم سے اُتر جاتا

جو تم نہ آتے تو میں روتے روتے مر جاتا
تری کی راہ سے سیدھا خدا کے گھر جاتا

فراق یار میں ہر طرح دن گذر جاتا
قضا جو رحم نہ کھاتی تو کیا میں مر جاتا

زبان تیغ چکا دیتی زیست کا جھگڑا
وہ آکے بات میں قصہ تمام کر جاتا

کمند عشق سے فرمائیے کہاں بچتا
حضور کھینچکے لی آتے میں جدھر جاتا

تمہارے کہنے سے وحشت میں رہ گیا مجبور
نہ روکتے تو ابھی عرش سے اُدھر جاتا

نہیں ہے کوئی بھی ساتھی تمہارے مجرم کا
پکار اُٹھو سب اعضا جو میں مکر جاتا

اجل کے بھیس ہیں میری تلاش کر لیتے
وہ آپ ڈھونڈھ کے ڈاتے ہیں جدھر جاتا

روا نہیں لب جاں بخش پر غرور اتنا
نہ ہوتے آپ مسیحا تو کون مر جاتا

خفا ہوئے جو کہا میں نے وصل کا قصہ
زبان منہ میں جو دی ہوتی میں مکر جاتا

غبار آئینہ حسن کو صفا کرتا
جو دل میں میل بھی آتا تو وہ نکھر جاتا

جلاتے آپ جو چھپکر رقیب کا مُردا
یقین جلنے جیتے ہی جی میں مر جاتا

چراغ حسن نہ شمع غضب سے بڑھ جلتے
حضور ناک چڑھاتے تو میں تو منہ اتر جاتا

تمہیں تمہیں ہو زمانہ میں جس طرف دیکھا
تمہارے ہاتھ سے جاتا تو میں کدھر جاتا

حضور آتے تو خط روز کیوں لکھے جاتے
ہمارے سر سے بڑا جن اُتر جاتا

مرے سوا نہیں دنیا میں کوئی سینہ سپر
نشانہ چھوڑ کے تیر آپ کا کدھر جاتا

مرا خطاب بھی دیتے تو آبرو بڑھتی
وہ نام رکھتے تو لاکھوں میں نام کر جاتا

کبھی تو بوجھ سے ملتی مجھے سبکدوشی
تمہارے صدقہ میں سر ایک دن اُتر جاتا

جو حکم دیتے پس ذبح بھی تڑپنے کا
حضور دیکھتے جو کچھ میں کام کر جاتا

تعلقات محبت نے قید کر رکھا
ہر ایک سمت تھی دیوار میں کدھر جاتا

یہ آرزو تھی کہ پھانسی وہ دیتے زلفوں کی
ہوس تو دل کی نکلتی بلا سے مر جاتا

کبھی نہ سامنے آتا ذلیل کہلا کر
جو وہ بلاتے تو میں اپنے نام پر جاتا

بلا سے پیار کے بھوکوں کو گالیاں ملتیں
فقیر منہ کی بھی کھاتے تو پیٹ بھر جاتا

نہ اٹھیں بھولے سے پریاں جو صدقے ہوتے ہم
بلائیں لیتے تو آسیب سب اُتر جاتا

ذرا سی خلق کی باتوں میں دل غنی ہوتا
وہ منہ لگاتے تو فوراً یہ جام بھر جاتا

جلا کے عاشقوں کے قصر دل کہاں چھپتا
لگا کے چاروں طرف آگ تو کدھر جاتا

کسی سے دل نہ صفا رکھتے فاقہ مستی میں
یہ جام شیشوں سے لڑتا اگر نہ بھر جاتا

ہر ایک راہ سے نزدیک ہے در دولت
تمہارے گھر میں پہنچتا جدھر جدھر جاتا

ذرا نہ آنکھ جھپکتی جو کھول دیتے مُنہ
زمانہ دیکھتے ہی دیکھتے گذر جاتا

بلائے زلف سے بچتے تو رتجگا کرتے
چراغ گھی کے جلاتے جو دن گذر جاتا

وہ آفتاب کی صورت چھپے ہیں شام کو وقت
چراغ لیکے اُنہیں ڈھونڈھنے گدھر جاتا

ہیں تلخکام ہوا جب تو سے باتیں کیں
مٹھائی کا ہی کو بٹتی جو زہر اُتر جاتا

شب فراق کے صدمہ نہ دیکھے شکر خدا
قیامت آتی جو دن ہجر کا گذر جاتا

تہ نقاب گلابی سی تہ نظر آتی +
شراب پیتے ہی رنگ اور بھی نکھر جاتا

ہم آہیں بھرتے تو ہوتی نمود جوبن کی -
ہر اک حباب ہوا کے سبب اوبھر جاتا

تمام یاروں میں پھرا ہمارے سر رہتا
شب وصال جو گیسو ترا بکھر جاتا

بگڑ کے آئینۂ دل جو دیکھتا شب وصل
دولہن کی طرح ترا عکس بن سنور جاتا

مین وہ نہ تھا جو اوٹھاتا فراق کی ایذا
اجل نہ آتی تو میں زہر کھاکے مر جاتا

تلون آپ دکھاتے اگر طبیعت کا
بگڑ بگڑ کے زمانہ سنور سنور جاتا

جگر میں داغ ہی رہتا جو روح اڑ جاتی
چراغ بڑھ کے ہوا سے کہو کدھر جاتا

ہمیں نے توڑے ہیں مستی میں ایسے سو شیشے
جو آسمان بھی گرتا تو کون ڈہ جاتا

بھلا ہوا جو جنون کا علاج کر نہ سکے
ہم اور سر کو پٹکتے جو درد سر جاتا

وہ ایک جام بھی دیتے تو مجکو کافی تھا
اِسی پیالہ میں دن زندگی کے بھر جاتا

پری و حور کے دھڑکے سے میں اُدھر میں رہا
اِدھر بلا اودھر آفت تھی میں کدھر جاتا

ہمارے سینے سے باہر نہیں ہے کوئی شئے
خدنگ ناز کہاں دل کو توڑ کر جاتا

نہ سنتے مجھسے جو اوصاف ابروِ پرخم
پڑھی چھری سے گلا کاٹ کر میں مر جاتا

فساد دیدہ و دل نشہ میں بڑھا کے اُٹھا
نہ لڑتے شیشہ و ساغر جو تو ٹھہر جاتا

دم عتاب جو چلتی زبان قینچی سی + + +
چمک چمک کے نیا با دلا کتر جاتا

جو آپ جاتے سوئے دیر غیر کے ہمراہ
خطا معاف ہو میں بھی خدا کے گھر جاتا

شراب وصل کو پینے کی نذر مانی تھی +
سبیل رکھتے جو جام مرادبھر جاتا

زمانہ کیں نہ ٹھہرا وہیں کے رُکنے سے
جگہہ وہ دل میں جو دیتے تو میں ٹھہر جاتا

حرم میں دیر میں بالائے عرش ہر دل میں
جدہر جدہر وہ بلاتی ادہر ادہر جاتا

شہ آتے آپ جو خط دیکھتے ہی شام کو وقت
پیام رات کو تاروں کی ڈاک پر جاتا

بھلا چھپائے سے چھپتا لہو شہیدوں کا
یہ خون بول ہی اُٹھتا جو چھُوٹ کر جاتا

منیر فضل جو کرتا مسبب الاسباب
میں کربلائے معلیٰ میں جلد تر جاتا

راز توحید زمانے نے ترا کیا جانا
کچھ نہ جانا جو تجھے بیکس و تنہا جانا

کل کی کل پر ہے گھڑی بھر کو ذرا آجانا
ای مرے وعدہ فراموش ضرور آج آنا

لاکھ پردوں میں بھی بہتر نہیں تنہا جانا
تو جہاں خواب میں جانا مجھو لیتا جانا

فتنہ سمجھے قد کوتاہ کو بوٹا جانا
دل میں انصاف کرو کیا تمہیں بہت ہوڑا جانا

ربط دو وحشیوں کا سب نے تماشا جانا
قیس ہمسے جو ملا مطلع سودا جانا

کیا کہا کس کے تڑپنے کو تماشا جانا
تو خبردار سنبھل جاؤ نہ گھبرا جانا

وضع سیدھی رہی اُن کی تو نہ پائی توقیر
ہمسے ٹیڑھے جو ہوئے لوگوں نے قبلا جانا

غیروں کے پاس مری دیتے ہو کیا کیا غوطے
تمنے اس قطرۂ ناچیز کو دریا جانا

چاندنی میں نہ کیا اُس مہ روشن نے بناؤ
چاند کو آئینہ آئینہ کو اندھا جانا

اُن کی ہر بات میں اک بات ہے ماشاءاللہ
چھیڑنا آپ ہی اور آپ ہی شرما جانا

روز کہتے ہو تجھے کوس کے کہا جاؤں گا
اپنے منہ کا بچے کیا تمنے نوالا جانا

کعبہ و دیر میں مسجد میں کہ بیٹھا نہ میں
کہیں جانا دل بیتاب کو ٹھہرا جانا

اے اجل خاک اوڑانی ہے تجھے برسوں تک
ہمسے گم گشتوں کو آسان نہیں پا جانا

جب سے غیروں کو ہوا پان بنانے کا حکم
ہر گلوری کو تری زہر کی پڑیا جانا

کہا کو جاتے ہیں ثنائے لب شیریں سنکر | میٹھی باتوں سے مجھے آپ نے حلوا جانا
بیخودی ترک کروں میں تو سزا لازم ہے | شوق سے ہاتھوں سے کھونا جو مجھے پا جانا
مرہم لطف تو کیا بات نہ پوچھی میری | خندۂ زخم جگر آپ نے ٹھٹھا جانا
غیر کی بات چھپاتے ہی رہے پردہ میں | آج تک دل کو میری تم نے نہ اپنا جانا
اسکو شمشیر بکف آج سنا ہے اے دل | سر کے بھل کوچہ احبا میں دوڑا جانا
جس جگہ چاہتے ہو دم میں اُڑا دیتے ہو | ناتوانی سے مجھے آپ نے ہلکا جانا
گالیاں دیں تو مبارک ہو مگر صاف کہو | تمنے کسواسطے جھاڑا مجھے کوڑا جانا
خشک و تر کو تری چاہت نے سکھایا کیا کیا | ڈوبنا مچھلیوں سے شمع سے جلنا جانا
کعبہ و بتکدہ کی سیر سے کچھ کام نہیں | تمنے جو راہ بتای وہی رستا جانا
کسکو ہے میکدہ کی صامت و ناطق سے غرض | شیشہ کو منہ دہن جام کو چھوٹا جانا
تونے جو راگ الاپا ہوی دوہری رنگت | کبھی دہائی اُسے سمجھو کبھی سوہا جانا
خم مے خشت سر خم کی بڑہای عزت | سر بدن کے لئے سر کے لئے ماتھا جانا
میرے بیگانہ بنانے کو ملے دنیا سے | آپ سب کے ہوئے مجھکو نہ کسیکا جانا
زلف کی عشق نے جبکا کی بنا یا دولہا | پیچ سر پر ہے یاروں نی سہرا جانا
ہوگیا طوق گلوگیر مرا جزو بدن | اتنو قمری تجھے اے سرو تنا جانا
لاش بھی نکلیگی یاروں کی اوسی کوچہ سے | راہ ہو یا نہو ہمکو وہی رستا جانا
آب کوثر ہیں اگر دست کرم دہونا ہے | ہاتھ کا میل ہے پیالے سے دیتا جانا
پوچھنے جاؤں بھلا اپنی حقیقت کس سے | دل میں اُس بت نے خدا جانے مجھے کیا جانا
جاوہ ملک عدم میں نہیں کچھ پیچ اے دل | بند آنکھیں کئے اس راہ میں سیدھا جانا
میری ہوتے ہوے غیروں کو کہا منہ سے غلام | واہ وا خوب مجھے آپ نی اپنا جانا
مفت بکتا نہیں فردوس بریں محشر میں | ہاتھ خالی سے نئے بازار میں کیسا جانا

ایک ہے رنگ بہار اور خزاں میں اپنا
خون دل پینے کو حاضر ہوں اگر مرضی ہو
غم کی اُفتاد سے معدوم ہوی دنیا میں
یوں تو آتے نہیں بے پردہ کبھی بھولے سے
نکتہ سنجی محبت کے بڑے دعوے ہیں
کچھ سمجھتے ہی نہیں اصل مری ہستی کی
بھول جاؤگے تو سر پھوڑ کے مر جاؤں گا
کہئے تو خاص محل کس کو بتائے کوئی
منے چھیڑا تو ہزاروں ہی لگائے طوفاں
حوروں کے واسطے مرتا ہوں میں کیا فرمایا
باتوں کی آنکھوں کی زلفوں کی سنی جب تعریف
دل خوشی سے جو ہو خالی تو ہو خلوت خانہ
ہے عبث منتظر ای گور شب فرقت میں
پھر تمنا ہے اُسی تیر ادا کی دل کو
اٹھو ہم صاف ہوے جاتے ہیں تم سے لیکن
ہے اگر قصد سفر میں بھی ہوں ہمراہ رکاب
عیش بے رنج کی عادت نہیں مجکو ای دل
ہم کچھ کہتے ہیں او پیچ کے نکلنے والے
ہم بھی ہیں تم ہو محشر بھی ہے اللہ بھی ہے
بلبلے ہیں نزع میں گل کھانے کو چھٹے ایدل
ہمنشین چھوٹیں تو ملیگا کف حسرت کیا کیا

اسیر اے غیرت گل تو نے وہ فصلا جانا
اٹھو پیاسا سمجھے اے حسن کے دریا جانا
راہ الفت میں پڑا پا گئے کھویا جانا
اور آنا بھی تو منہ پھیر کے روٹھا جانا
کہئے ہم بھی تو سنیں آپ نے کیا کیا جانا
کیا زمانہ میں مجھے آپ نے عنقا جانا
صدقہ اس چال کی پھر بھی مجھو ٹھکرا جانا
آپ جس دل میں رہے صاف گھر پا جانا
کبھی کچھ لہر مجھے آئی تو دریا جانا
کچھ نہ سمجھا جو مجھے مردہ دل ایسا جانا
کبھی نقرہ کبھی جادو کبھی لٹکا جانا
آج تک تمنے پھرے گھر میں نہ رہنا جانا
خاک منہ میں ترے شاید مجھے مردا جانا
پھر گئی انکھیوں سے مجھے دیکھ کی شرما جانا
آئینہ دیکھ کے پھر دلیں نہ اترا جانا
او کمر باندہنے والے مجھے لیتا جانا
خار غم گلشن فردوس میں لیتا جانا
فقرا مفت دعا دیتے ہیں لیتا جانا
بڑے سچے ہو تو کل معرکہ میں آ جانا
تھوڑی سی آگ بھی فردوس میں لیتا جانا
ہاتھہ جب تک تری چلتے رہیں دیتا جانا

رنج کی قدر سے واقف نہیں جنت والے
ایسے بیدردوں میں اچھا نہیں اپنا جانا

غیروں کے سوگ کی تدبیر ہے اللہ اللہ
کیا مرے دشمنوں کو آپ نے مروا جانا

دامن دولت نواب چھٹا کیا مجھسے
یہیں مرنا یہیں جینا یہیں آنا جانا

یا علی حشر میں محروم نہ رہ جائے منیر
لیکے جنت میں اسے اے مرے مولا جانا

غیر حسن کرے میل گوارا کس کا
اپنے اپنے تو ہیں سب ہو وہ خود آرا کس کا

چاہتا ہے وہ یم حسن سہارا کس کا
اس سمندر کو ہے منظور کنارا کس کا

تیرہ بختی کو ہے درکار اشارا کس کا
ڈھونڈھتی پھرتی ہے بار وفا شرارا کس کا

اہل وحدت کو تماشا ہو گوارا کس کا
آپ سب کچھ ہے کرے کوئی نظارا کس کا

کبھی شیریں کی طبیعت کبھی لیلے کا خیال
حور کا جسم تو ہے دل ہے تمہارا کس کا

نہیں تنکے کی برابر بھی تن زار اپنا
دل جو ڈوبے تو کہو ڈھونڈے سہارا کس کا

عاشقوں میں کوئی درزی سے خوش اقبال نہیں
پھر نسبت میں تری ملجا ہے ستارا کس کا

گلیم گریہ میں ترا طالب دیدار ہے کون
تیر جاتا ہے سمندر کو نظارا کس کا

عشق اونے سے بھی اعلیٰ کو مناسب نہیں
کوئی منصف ہو کہ دلبر ہے اجارا کس کا

چٹکیوں میں یہ پریزاد اوڑا دیتے ہیں
راہ کی بات بتاتا ہے اشارا کس کا

قیس کا ڈھنگ کبھی ہے کبھی فرہاد کی وضع
نہیں معلوم کہ جامہ ہے ہمارا کس کا

راہ میخانہ بتاتی ہے شفق میں بجلی
ڈال پردہ سے ہے مستوں کو اشارا کس کا

کان میں آتی ہے نقد دل و جاں کی جھنکار
نہیں معلوم کہ مال آپ نے مارا کس کا

کسکے غمزے کو ہے حیرت زدہ دل بھی ہے بدل
باتیں کرتا ہے خموشی سے اشارا کس کا

مغفرت سر پہ چڑھ رہی ہے پر نہ کسی نے پوچھا
تونے بوجھ اے فلک پیر اوتارا کس کا

چشم معشوق کی مانند پھری جاتی ہے
پاگئی ہے مری تقدیر اشارا کس کا

وہ غضبناک ہیں دل عاشقوں کی ہیں بیتاب
دیکھیں اس آگ سے اُٹھتا نہیں یارا کسکا

لیلئے شام تمنا کی بلائے شب ہجر
جوڑ لگتا ہے مقدر ہیں ہمارا کس کا

کعبہ عشق حقیقی کی ملی غیر کو راہ
تمنے دل یاد فراموش میں ہارا کس کا

کسکو رلوا کے گیا آپ نے جھوٹا پردہ
دھوکی ٹٹی جھڑکتا ہے ہزارا کس کا

شکل آئینہ پسند اون کو نہ طرز مینا
سوانگ لائے دل بیتاب ہمارا کس کا

ہمنے پایا نہیں تم عیسیٰ دوران لیکن
کلمہ پڑھتے ہیں شب و روز نصارا کس کا

صاعقہ میں رہی گرمی نہ چاپ سورج پر
روز لاتے ہیں پریزاد ہمارا کس کا

دور کھچتی ہے مصور سے بھی جس کی تصویر
پاس کرتا ہے وہ محبوب خود آرا کس کا

آپ نے دوستوں کو داغ دئے چن چن کر
نہ ہوا دشمنوں کو رنج گوارا کس کا

میں تو جھوٹا ہوں مگر آئینہ سے پوچھیں آپ
کس کی صورت پہ رہی حسن نے پیارا کس کا

کھیلتے ہیں ناچ میں لعنت دل جاں کی توڑ کے
حسن کا بہاو بتاتا ہے اشارا کس کا

دور پھینکو جسے تم کون سنبھالے اوس کو
آنکھوں سے گر کے کوئی ڈھونڈے سہارا کسکا

دل نے کس کی نئی انگیا کے مزے لوٹے ہیں
آج کھانے کو ملا پان کرارا کس کا

بوسے کی قسم کھائی ہے تمنے لیکن
باتیں کرتا ہے لگاوٹ کی اشارا کس کا

کاہلی نشۂ افیون کی مبارک ہو منیر
اپنے مختار ہیں آپ اس میں اجارا کس کا

جو چاندنی میں وہ مہ مائل شراب نہوتا
تو آفتاب پرستوں میں ماہتاب نہوتا

نہ کھلتی صورت پیری اگر شباب نہوتا
یہ صبح کس لئے ہوتی جو آفتاب نہوتا

طلب نے سب کی برابر کیا زمانہ میں مجھکو
سوال میں جو نگرتا مرا جواب نہوتا

نہ سوتے ہوتے اگر چھپکے وہ کسی کی بغل میں
نہ ہوتی باتوں میں نہ آنکھوں میں حجاب نہوتا

جلے ہوؤں کو نہ وہ تاکتے جو نشہ میں
تو نوک تیر میں دل اسیر کباب نہوتا

نہ دیتے اُسکو جو تشبیہ جام بادہ سے شاعر — تو دھوپ کھاکے بھی خوشبو سوا گلاب نہوتا
زمانہ میں جو نہ اندھیر کرتیں آپکی زلفیں — تو یوں چراغ بکف دن کو آفتاب نہوتا
برنگ شیشہ و ساغر جو ہوتی اسکی بھی قسمت — شراب پینے پر انسان کو عذاب نہوتا
جو دیتے اہل فنا کو شعلۂ داغ محبت — تو بیچراغ کبھی خانۂ حباب نہوتا
کسی کی بات نہ سنتے تھے جوش گریہ میں وحشی — ہمارے کان میں کیوں پنبۂ سحاب نہوتا
زبان تیغ نہ تر کرتے ہم جو اپنے لہو سے — کسی کی پیاس بجھاتا بھی پھر ثواب نہوتا
نہوتی بنت عنب کی جو دل میں ہمسے کدورت — تو کرکرا اثر نشۂ شراب نہوتا
فنا کے بعد جو آپڑتی کوئی کھٹکے کی منزل — مسافران عدم کو خیال خواب نہوتا
کہاں وقار بڑھا کر بتوں کے پاس رسائی — پہاڑ او ٹھاگے ہیں خلوت باریاب نہوتا
کسی کے دل کے تڑپنے کی تم خبر جو نہ سنتے — تمہارے کان کی موتی کو اضطراب نہوتا
قریب رخصت عہد شباب آنکھ جو کھلتی — زمانہ میں شب آخر ہجوم خواب نہوتا
نہوتی نشہ سے اس سبزہ رنگ کی جو کدورت — زمانہ بھر میں نمک دشمن شراب نہوتا
نہوتی اہل فنا کو جو تو ڑجوڑ سے نفرت — تو ایک ڈال کبھی کاسۂ حباب نہوتا
شراب پی کے نہ آتے جو آپ بزم وفا میں — ہمارے گنجینہ میں دور آفتاب نہوتا
ترے شہید نہوتے اگر محیط عدم میں — تو بے علاقۂ بدن سے سر حباب نہوتا
دکھائی دیتی جو اُس کی بہار اہل نظر کو — زمانہ نقش و نگار طلسم خواب نہوتا
جو بوسۂ لب ساقی کی اسکو چاہ نہ ہوتی — برنگ غنچہ و گل ساغر شراب نہوتا
ہمیشہ ایک مزا پاتے اس سے صاحب عقل — گداز و سوز میں کچا اگر کباب نہوتا
ترے کرم کے نظر کی کبھی امید نہ بڑھتی — اگر جہان تلون میں انقلاب نہوتا
جلا کے پھونک نیا تا مزا زمانہ میں کوئی — میں شور بخت جو ہم طالع کباب نہوتا
نہ دیتے مرد جو بنت عنب سے بزم جہاں میں — سوار شیر ہر اسطرح آفتاب نہوتا

قیامت آتی کہ ہوتی بلائے بد کو ہی نازل
جو ہونے والی تھی ہوتی مگر حساب نہوتا

تمہاری طرز ادا کی جو موج چال نہ چلتی
سپہر پر وہ فقس یم و مہر میں حباب نہوتا

ہمیشہ اون کے گلابی لباس پر ہے عاشق
ہمارے پھولوں میں کسواسطے گلاب نہوتا

جو لختہ چھلکے وہ خوں ریزی زمانہ نکرتے
پیالہ دور میں جا سے میں آفتاب نہوتا

جو دیکھ لیتے اُسے آنکھیں بند ہو نیسے پہلے
جمال یار چراغ طلسم خواب نہوتا

نہ پھیلا ہوتی جو بوباس اون کی باغ عدم میں
تو عطر ہوتے ہیں پھولوں میں گلاب نہوتا

نکرتے ترک اگر اختلاط آتش مے سے
گناہ گاروں کو پھر آگ سے عذاب نہوتا

فنا کے پیچ تر دشک میں اُٹھانے تھے مجھکو
حباب ہوتے میں کسواسطے سراب نہوتا

بشر تو کیا ملایک بھی سے کہتے کنت ترابا
منیر ان کو عشق ابوتراب نہوتا

کونسی شکل میں دیکھا نہیں نقشا تیرا
نظر آتا ہے ہر آئینہ میں چہرا تیرا

دل ترا جان تری عاشق شیدا تیرا
سب یہ تیرا ہے تو پھر کسلئے میرا تیرا

زرد رنگت ہے مری رنگ سنہرا تیرا
وصل گر ہو تو بنے چنپئی جوڑا تیرا

مرگیا پھوڑ کے سر عاشق شیدا تیرا
ہائے پھر بھی نہ ٹھنڈا کبھی ماتھا تیرا

نامۂ حسن خط بیلے میں نہاں رہتا ہے
لاکھ کھولیں نہیں کھلتا ہی لفافا تیرا

حسرت دیدۂ مشتاق کو کیا پہچانے
ابھی کشتی سے بھی واقف نہیں دریا تیرا

کیا بلائیں پری زادہ ہا کی کیا اصل
عرش اعلیٰ کو دباتا ہے سایا تیرا

کس طرح دل میں بھلا آئے محبت کی لہر
آشنا موج سے ہوتا نہیں دریا تیرا

سعی آئینہ کی کرتا ہے ہمارے آگے
خوب گھر کرنے لگا آنکھ میں مرنا تیرا

مرے رونے سے ہوی آبروے حسن دو چند
بڑھ گیا اوج کے طوفان سے دریا تیرا

جیسے میرا دل آشفتہ اسے ہاتھ لگا . . . .
کھولتا ہی نہیں مٹھی کبھی جوڑا تیرا

جب دیکھا جو گل زخمِ جگر کا ہنسنا

گرد پھر پھر کے ترے کون نہیں دیتا جاں

غیروں نے ہاتھ تو پھیلائے ہیں گل کھانیکو

تیرے دیوانوں کو بھی پیرِ طلب میں پایا

رکھتے ہیں کاتبِ تقدیر پہ الزام اپنا

رات دن رہتے ہیں اربابِ کجی صحبت میں

مری تصویر کی رنگت جو اڑی فرمایا

کون اس برقِ جہاں سوز کو لے سکتا ہے

تو نے کچھ میری طرف سے ادھر پھر کہا ہے

چشمِ وحدت سے جو دیکھا تو یہ معلوم ہوا

تیری خلوت سے بھرم گبر و مسلماں کا ہے

کھل کے بیٹھا ہے شبِ وصل جو تو نشہ میں

نہ تو بوسہ لبِ شیریں کا نہ میٹھی باتیں +

میل کس سے ہے تجھے اے صنم ہرجائی

لبِ شیریں سے مزا گالیوں کا پاتے ہیں

دلِ بیتاب میں کچھ اور چمک ہوتی ہے

جمن و گنگا کے دو پاٹ جسے کہتے ہیں

ہو چکا حشر شب و روز بھی معلوم ہوئی

دستِ حسرت کو کوئی مژدۂ ناکامی دیکر

جان دی میں نے تو دی کس کی بلا کرتی ہے

مر گئے ہنس کے جان لڑانے والے ؏

ہنس کے فرمانے لگے بل بے کلیجا تیرا

موت بھی پالتی ہے آفاق میں قصہ تیرا

انگلیوں پر نہ نچاتے کہیں چھلا تیرا

کسی بازار میں ملتا نہیں سودا تیرا

خط مرا پھاڑ کے فرماتے ہیں لکھا تیرا

ٹھہری کوٹھی مری نظروں میں ہے بنگلا تیرا

اہلِ حیرت میں بھی جمتا نہیں نقشا تیرا

دلِ بیتاب کسی کا نہیں شیدا تیرا

کبھی خالی نہیں ملتا ہے تپنجا تیرا

سب سے ہے اور کسی سے نہیں پردا تیرا

خلق کی عیب چھپانے کو ہے پردا تیرا

کثرتِ شرم سے گٹھری ہے دوپٹا تیرا

نہیں معلوم کہ کیا ہے سبب میٹھا تیرا

ہر مرقع سے الگ پاتے ہیں نقشا تیرا

میٹھے کے واسطے کھا لیتے ہیں جھوٹا تیرا

عرش سے جا اٹکا رہا ہے کسی دن چلا تیرا

یہ بھی ایک آبِ رواں کا ہے دوپٹا تیرا

ایک باقی ہے مگر وعدۂ فردا تیرا

چٹکی پر ابھی آیا نہیں میدا تیرا

سیکڑوں دل سر میں سلامت ہے تیغا تیرا

کیوں گلے پڑنے لگا خنجر کی تیغا تیرا

سے دیدار زمانہ میں لپٹ اکر اے دل
پھوٹے منہ سے بھی نہ بولا کبھی شیشا تیرا

غیر کیوں یاد کریں تجھکو نصیب اعدا
دل عاشق کو مبارک رہے کھٹکا تیرا

حشر کے روز بھی ہوں دست و گریباں دونوں
یا الٰہی یونہیں جھگڑا رہے میرا تیرا

میں نے پوچھا یہ عقیق یمنی ہے کہ او گال
ہنس کے فرمانے لگے مجھسے کلیجا تیرا

طعن سے ماہ مبارک میں وہ کہتے ہیں منیر
دور ہی ہو نہیں بھاتا ہمیں روزا تیرا

فرقت میں زیر تیغ ہمارا گلا ہوا
عالم میں شور حشر نہ رہا فیصلا ہوا

دامان دشت ہاتھ میں آیا بھلا ہوا
وحشت جنوں کے واسطے اک مشغلا ہوا

جلوہ کلام سخت میں بھی بر ملا ہوا
لکھا تمہاری گالیوں کا بادلا ہوا

کوتاہ سوز دل کے سبب حوصلا ہوا
اسپند کیوں نہ آگ سے بولے جلا ہوا

بالائے بام وہ جو عیاں بر ملا ہوا
چیونٹی کو عرش پھاندنے کا حوصلا ہوا

پھیلی دھوئیں کے ساتھ لی حسرتوں کی بو
یہ شمع ہے بجھی ہوئی یا دل جلا ہوا

نقش دوئی سے بکو بھو پٹنے لگا گزند
دیوانہ ہو گیا ہے یہ کتا پلا ہوا

ہمسر نہو سکا دل سوزاں سے ایک دن
جھوٹ مقابلہ میں ہر ایک کو پلا ہوا

منہ کھول کر حضور نہ آئیں قریب شام
ڈرتا ہوں پھر نہ آئے کہیں دن ڈھلا ہوا

اس درجہ بد دماغ نہو میری آہ سے
کیوں گر دھواں نہ دے دل عاشق جلا ہوا

الله کس کی گائی وہ بھیروی میں
فیض صدا سے مرغ سحر کو گلا ہوا

رنگت سنہری ایسی کسی کی نہیں سنی
بہتر ہے کچھ سونے سے ہٹنا سلا ہوا

مجھکو ستا کے چین نہ پایا جہان نے
کب ایک کی برائی سے سب کا بھلا ہوا

مانند شمع آتش تر جلوہ گر ہوئی .....
فانوس نور شیشہ مے کا گلا ہوا

زلپ رخ سے جلوہ پا گئی تیغ ادا و ناز
جھالا ہر ایک موتیوں کا پر نالا ہوا

انگیا میں کب چھاتیوں کا رنگ موجزن
دونوں گلابیوں میں ہے سونا گلا ہوا

آنکھوں کے بند ہوتے ہی دل صاف ہو گیا
اندھے ہوئے تو آئینہ اپنا جلا ہوا

بے لطف کیف عشق میں ہے فکر آبرو
اچھا نہیں شراب میں پانی ملا ہوا

کھو بیٹھے لطف زہد و ورع کو شباب میں
غائب اندھیری رات میں یہ قافلا ہوا

کشکول فقر میکدہ تک لیگیا ہے مجھے
گویا کدو کی بیل مرا سلسلا ہوا

دلپر گرائیں جلوۂ جاناں نے بجلیاں
قصر خراب عشق میں کار طلا ہوا

جاتا ہوں جس جگہہ میں اجل ساتھ ساتھ ہے
یہ شیر ہے شکار سے اپنے ملا ہوا

پردہ میں بولتا ہے انہیں کی طرف مدام
بیگانوں سے ہے ساز تمہارا ملا ہوا

ہمصورت ایک بھی نظر آتا نہیں کہیں
سارا جہان آئینہ لے جلا ہوا

ہنس ہنس کے شوق سے وہ نئی بجلیاں گرا گئیں
تڑپا کرے کہ جان دے کوئی جلا ہوا

جوبن کسی پری نے نکالا میں لگ چلا
اوبلی کہیں شراب مجھے ولولا ہوا

تھا عشق کا مزا طپش دل کے ساتھ ساتھ
دولت کھسک گئی جو رواں زلزلا ہوا

پروانوں کو نہ اہل وفا سے کہو سوا
دیکھو ادھر ادھر نہ ہو کوئی جلا ہوا

دیکھی ہے صبر و عشق میں کسنے موافقت
ایجان سنگ و شیشہ میں کب فیصلا ہوا

تڑپا تو میں فراق میں دل کو سزا ہوئی
دشمن کو میرے کام کے بدلے صلا ہوا

آنکھیں ملی ہوئی ہیں مگر دل ہے دور دور
قرب کثیر میرے لئے فاصلا ہوا

کیا کر رہے ہو وصف سمندر پکار کر
دیکھا نہیں ابھی کوئی تمنے جلا ہوا

ہوتی نہیں حیٹر کی خواصی بھی اب نصیب
اچھا ردیف و قافیہ میں فاصلا ہوا

صحبت میں رہ گئے سخت سیہ دل یہ ہو گیا
آسیب میرے سایہ میں اگر بلا ہوا

کرتے ہو سبکے سامنے غیروں سے گرمیاں
دیکھو نہ شہر پھونک دے کوئی جلا ہوا

طوبےٰ سے بھی بلند ہے ہر فتنہ آج کل
کس سرو ناز کا قد و بالا بلا ہوا

ثابت شراب ناب کی حرمت نہو سکی
نکلے جو آپ عمرِ ابد بانٹتے ہوئے
آئے گئے عدم میں ترے جاں بلب مدام
ٹھہرا جو عزم وادیٔ وحشت بہار میں
داغِ فراق سے دلِ سوزاں کو کیا غرض
پرتو سے صبح شام تو دن رات ہو گئی
کھینچی ہے کس نے آہ جگر سوز باغ میں
میرے سیاہ خانے میں لوٹیں گے آپ کیا
ہیں ہر طرف کو جبہٴ دنیا کی کثرتیں
لیلی سمجھے گر قیس ہے سایہ کی ساتھ تھی
دنیا و دین سے کے لطف دلِ سوختہ میں تھی
ہوش و حواس رعشۂ پیری میں چل بسے
خستہ خاطر رقیب میں کیوں بیچتے ہیں آپ
اللہ ری نسیم بہاری کی شوخیاں
آتی ہے صبح شیب کی بھاگی شب شباب
جلوہ بڑھا جو حسن ہوا ختم یار پر
کھایا کئے ہیں غیر کے ہاتھوں سے وہ کباب
کیا کیا چبا چبا کے وہ کرتے ہیں گفتگو
تنہا چمن میں شگوفہ آرام سے کیجئے +
آغوش طالبانِ وصالِ صنم ہے
ایسی کسی بشر کی نہ بگڑی بنی ہو ئی

باطل لزوم دو سے یہ مسئلا ہوا
مردوں کو جان لوٹنے کا ولولا ہوا
کب ملے جناب خضر سے یہ مرحلا ہوا
طیار پیش خیمہ لئے آ بلا ہوا
کیوں کر بجھے چراغ کو وے گھر جلا ہوا
گورا تمہارے سایہ میں کھر سا نولا ہوا
انگو و سر سے پاؤں تک ایک آبلا ہوا
اک مشت ہے کبھی ہوئی اک دل جلا ہوا
قصر شہان دھر گر منتظر بلا ہوا
ہمزاد یار رو ہو پیچیں کیا سانولا ہوا
کس کس کو ہائے یاد کرے گھر جلا ہوا
گھر چھوڑ بھاگے سب جو عیاں زلزلا ہوا
کیا آگ دینے جائے وہاں دل جلا ہوا
کس باغ میں نہیں ہے شگوفہ کھلا ہوا
گورا صنم ملا تو جسد سانولا ہوا
پھرا یہ اوس کے سر جو رہا باولا ہوا
آ گیا ہے منہ کو کلیجا جلا ہوا
باتیں نہیں ہیں قند ہے منہ میں گھلا ہوا
گلزار حسن ہے ابھی پھولا پھلا ہوا
اتنا نہ تھا کبھی درِ دولت کھلا ہوا
جب شکر ہم نے منہ سے نکالا گلا ہوا

گائیگی دہوم تیز ہوئی شور حسن پر
طوطی یار بولتے ہی کوکلا ہوا

پابند احتیاج نہوتا تو دیکھتے
کیسی بری بلا میں بشر مبتلا ہوا

وہ مشک زخم تھا تو یہ کافور بعد مرگ
گورے سے پہلے دشمن جاں سانولا ہوا

شمس و قمر نشان رہ کوے یار ہیں
نقش قدم سے بھانپ لے رستا چلا ہوا

دل کو علاقہ آپ کے بندی سے چاہئے
موتی کے سانچے میں ہے یہ دانا ڈھلا ہوا

لیں میری آہ گرم نے بجلی کی دہجیاں
پھٹا جو تار تار ہوا بادلا ہوا

اے جان خاکساروں کو ٹھکراؤ دیکھکر
اس خاک میں دبا نہو کوئی جلا ہوا

مستوں سے ہمنے بانکوں کی فریاد کی عبث
آنکھوں کے آگے مفت بھووں کا گلا ہوا

ملک عدم سے اون کی کمر نکلی متصل
دونوں میں بال بھر سے بھی کم فاصلا ہوا

قصہ چکا گئی سر و تن کا زبان تیغ
دو ٹوک بات تمنے کہی فیصلا ہوا

پہنچے تو لطف روح لٹاویں گے ای منیر
اس سال ہیں اگر سفر کربلا ہوا

بے وقت جو گھر سے وہ مسیحا نکل آیا
گھبرا کے مرے منہ سے کلیجا نکل آیا

تسبیح و مصلے سے پڑی پھیر میں زاہد
دل سے جو گیا کعبہ میں سیدھا نکل آیا

عشق لب شیریں کی مٹھائی نہ ہوئی ہضم
میٹھا بھی ہوا درد تو حلوا نکل آیا

مدفون ہوا زیر زمیں کیا کوئی وحشی
کیوں خاک سے گھبرا کے بگولا نکل آیا

پائے ہیں تری لٹ پٹی پگڑی نے نئے پیچ
یہ چال تو زلفوں سے بھی طرا نکل آیا

خوشبو ہوئی درکار جو گلزار میں تجھکو
ہر پھول سے عطر اے گل رعنا نکل آیا

خاک شہدا ہیں جو نہیں ہے وطن اس کا
تر خون میں کیوں لالۂ احمر انکل آیا

کیا پھول پڑا داغ جنوں میرے جگر میں
یہ چاند کہ ہر بار رحندا یا نکل آیا

آیا ہے جنوں دھوم سے اے آبلہ پا
باہر عدم آباد سے خیما نکل آیا

جانے لگے تم وادی ایمن میں جو شکو
شمع ید بیضا لئے موسیٰ نکل آیا

آندھی کی طرح گھیرے تھی دیوانوں کو وحشت
جب گرد ہٹی لشکر سودا نکل آیا

گیسوئے سیہ فام سے چمکا گہر گوش
گویا دہن یار سے مہرا نکل آیا

گرمی مرے نالہ کی اثر کر گئی تمکو
آخر عرق اے جان سراپا نکل آیا

سن لی جو تری آنکھوں کی دیوانوں کی وحشت
صحرا سے ہر ایک آہوئے صحرا نکل آیا

مہندی ترے ہاتھوں میں قلیچوں نے لگائی
رگ رگ سے مری خون تمنا نکل آیا

آئینہ میں منہ دیکھ کے مغرور ہوئے آپ
دو شکلوں سے کیسا یہ نتیجا نکل آیا

اے درد جگر ضبط کروں ہجر میں کبتک
بس بس کہ مرے منہ سے کلیجا نکل آیا

موت آئی تو عشق لب جاں بخش سے چھوٹے
دم دیکے مسیحا کو یہ مردا نکل آیا

گھونگٹ سے ترے کان کی بالی نظر آئی
دیوار چمن توڑ کے پتا نکل آیا

دم بند کیا بلبلوں کا طائر دل نے
لڑ بھڑ کے ہزاروں سے اکیلا نکل آیا

پتھر پڑے تقدیر پہ اے جوشش وحشت
ٹکرے مرے سر کے ہوئے بھیجا نکل آیا

پلکوں کی محبت سے خلش کھوئی جنونکی
برچھی سے نکالا تو یہ کانٹا نکل آیا

نکروہ شب ہجر میں ہے نغمۂ قلقل
شاید دہن شیشہ میں پھوڑا نکل آیا

سیدہا مری آہوں نے کیا تیر مژہ کو
بل تکلے سے اے سرو تمنا نکل آیا

محفل میں کیا غیر سے پھر تمنے اشارا
پھر بیٹھے بٹھائے وہی جھگڑا نکل آیا

چھینک غم دوری سے اوڑے ہوش جنونکے
گھبرا کے دل تنگ سے کانٹا نکل آیا

آمد جو ترے خط کی سنی پھر تماشا
جنگل سے خضر باغ سے سبزا نکل آیا

ننگی جو کیا تمنے کھلے عشق کے اسرار
جو کچھ کہ مرے دل میں نہاں تھا نکل آیا

چھالا نظر آتا ہے جو آئینۂ دل میں
کیا چہرہ پر اوس گل کے مہاسا نکل آیا

جب حشر کے دن مجھکو ملا نامۂ اعمال
سمجھا کہ کچہری سے مچلکا نکل آیا

اُمیدیں ہوئیں قطع تو مقصود کو پہونچے
اس بہیڑ کے جھپٹ جانے سے رستا نکل آیا

جس نام سے اوس بت کو پکارا دہی پایا
ہر اسم کی پردے سے مسما نکل آیا

ٹھکرانے لگے دل کو تو برپا ہوئے طوفاں
قطرا جو ہٹلانے لگے دریا نکل آیا

اب رُک نہیں سکتی ہے منیر آہِ جگر سوز
دم گھٹنے لگا منہ سے کلیجا نکل آیا

لذت حرص کھلاتی ہے مٹھائی کیا کیا
لقمہ دیتی ہے فقیروں کو گدائی کیا کیا

اُٹھ کے تعظیم نہ دی وحشت مجنوں کی کبھی
پاؤں تک سر سے گئی بے سروپائی کیا کیا

حسن عشق آج تک آپس میں ہیں سرگرم نزاع
شعلۂ ویپنبہ میں رہتی ہے لڑائی کیا کیا

پاک باطن ہوں اگر مجھسے کدورت ہے انہیں
خاک اُڑاتی ہے مرے دل کی صفائی کیا کیا

مر... رونے سے رہا خلق کو ڈر ٹپکے کا
چھاونی ابر نمد پوش نے چھائی کیا کیا

و... دیکھتے تو آپ ہی چھپا ہمسے
بن کے بگڑی تری آنکھوں کی لڑائی کیا کیا

غنچہ ... کی دیکھی جو لطافت ہوگل
عرقِ شرم میں ڈوبی ہے دولائی کیا کیا

اوسکے تلوؤں سے ملی ہے لہو کی مہندی
خون کی پیاسی رہی تیغ حنائی کیا کیا

بھر گئی سینہ شوق اگر لذتِ وصال
مرے لوٹنے گی نہ بالیوں کی لڑائی کیا کیا

ہوگئے بے پردہ شب وصل جو لپٹا اُنسے
دوہری ہو ہو گئی شرما کے دولائی کیا کیا

ہم اونہیں دیکھ نہیں سکتے نہیں سبحان اللہ
آنکھوں میں پھرتی ہے سرمہ کی سلائی کیا کیا

سخن تلخ کی لذت نہ ہوئی دل کو پسند
لب شیریں نے ترے بات بنائی کیا کیا

خواب غفلت سے نہیں چونکتے جانیوالے
جرس قافلہ دیتا ہے دوہائی کیا کیا

دیکھ کر داد ... رکو اے جوش جنوں
پاؤں پھیلانے لگی برہنہ پائی کیا کیا

زندگی تشنگی شوق شہادت نہ گئی
آب خنجر نے مری پیاس بجھائی کیا کیا

بیڑیاں گیسوؤں کی جیب سے نظر آئی ہیں
پاؤں پڑتی ہے اسیری کی رہائی کیا کیا

آپ کے چاہ زنخداں میں جو دل ڈوب گیا
چھاتی دریائے محبت کی بھر آئی کیا کیا

دست کوتاہ بتا کو جو دوڑاتا ہوں
لنبیاں تیری ہے زلفوں کی رسائی کیا کیا

تیرہ بختوں کے گھروں میں نہ جلا کوہی چراغ
حسن نے آگ زمانہ میں لگائی کیا کیا

ہوس دشت جنوں قید میں سردھنتی ہے
سر زانو ہے غم آبلہ پائی کیا کیا

بتکدہ میں کوہی سجدہ نہیں ہوتا مقبول
مر ٹپکتی ہے مری ناصیہ سائی کیا کیا

بعد میرے نہ ملی خون جگر کی مہندی
ٹھوکریں کھاتے پھرے پا حنائی کیا کیا

ساتھہ اوس شوخ کے سویا جو لپٹ کر شب وصل
کروٹیں لینے لگا خواب جدائی کیا کیا

نہ کھا پر کہا مینے خدا اوس بت کو
ایک منہ ہو کے بکی ساری خدائی کیا کیا

لشکر آہ شب غم میں نہ روکے سے رکا
چرخ نے چادر مہتاب ہلائی کیا کیا

دیکھنے کو نہ دیا آئینۂ دل اے جاں
موت بن ٹھن کے میری سامنے آئی کیا کیا

نہ کھلا پر نہ کھلا باب اجابت افسوس
آہ نے عرش کی زنجیر ہلائی کہا کیا

دیکھہ لی غیر سے مینے جو لگاوٹ کی نگاہ
آنکھ جھانوں نے آنکھہ چرائی کیا کیا

اصل غفلت بھی تغافل کو تری بھا گئی
کان پکڑے گی ابھی ناشنوائی کیا کیا

پڑتی ہے سخت مصیبت جو کوی آ کے منیر
کرتے ہیں شیر خدا عقدہ کشائی کیا کیا

ہر بیکشد ز جیب شہادت خطاب ما
غیر از زبان تیغ کہ گوید جواب ما

دائم بشوق قتل بود پیچ و تاب ما
بازی بخون خویش کند اضطراب ما

در نفی ماسوا است کمال نشاط دل
رقصد بہ بحر خون دو عالم حباب ما

لطف وصال یوسف عشرت نیافتم
کمتر بود ز خواب زلیخا شباب ما

یکچند ہم بصحبت قدر و تا نساخت
تنہا گذاشت ہستی پا در رکاب ما

ترسد ز تیرہ روزئ وابستگان زلف
آید بروں چراغ بکف آفتاب ما

تا فصلے از حقیقت غربت نوشته ایم
دارد سواد شام غریبان کتاب ما

از دست غیر جام مے ناب بیخودی
حسرت ہمیشہ گزد لبِ جام شراب ما

پروانہ ذوق سوختن از جان ما ربود
وز دیدہ شمع سوخت بوے کباب ما

داری اگر مذاق مے آتشین عشق
بسم اللہ اینک اخگر و آفتاب ما

ہر نالہ برق خرمن اسباب زندگیست
آتش بجان خود زند اشاکِ کباب ما

جوہر شناس بیخودی خویش گشته ایم
شرین بود بدیدہ افسرہا و خواب ما

یکچند ابر بود رفیق گریستن + +
آخر گلیم خویش بدر برد در آب ما

هستیم بیخود از مے عشق علی منیر
از آب کوثر است مصفا شراب ما

منتِ کس نبرد همت مردانه ما
خاک ما بستر ما سایه ما خانهٔ ما

راه توحید بود مسلک رندانهٔ ما
تاک شد یار دوئی سبحهٔ یکدانهٔ ما

هست لغزش کده عیش سیه خانهٔ ما
بے عصا پا ننهد شمع بویرانهٔ ما

حاصلِ مزرعِ ما زندگی جاوید است
آب مغز سر خضر خورد دانهٔ ما

گشته مسجود جهان دل ز تجلی بتان
کعبه شد قبلهٔ منسوخ ز بتخانهٔ ما

پخته مغزان جنون عاشق و معشوق خوانند
آه ما گیسوے ما پنجهٔ ما شانهٔ ما

از تنک حوصلگان چشم تمتع داریم
سبز اندر دهن مور شود دانهٔ ما

ساده از رنگ اثر گشته مے کهنهٔ عشق
خون دل آب شد از گریهٔ مستانهٔ ما

دل ز شوق سخن شیرین لبے می بالد
آب از تیشهٔ فرهاد کشد دانهٔ ما

جگرے عشق ز دیوانگی دل خون گشت
زهرهٔ برق بلا آب شد از دانهٔ ما

آه ما صاعقهٔ خرمن غفلت گردید
خواب در دیدهٔ دل سوخته افسانهٔ ما

شمع روئے دل سوزان مرا باز ربود
باز آتش بجهان در زده پروانهٔ ما

خاتم دست سلیمان بودم داغ جنون / پر پری ناز کند سایهٔ دیوانهٔ ما

مے شود بزم مے از قلقلهٔ عاشق برهم / آخر صحبت مستان بود افسانهٔ ما

سجده با کعبه ز سرها بستاند وانگاه / گند از دور نثار در بتخانهٔ ما

آخر نشهٔ هستی چه سرور افزاید / درد هرگاه بود اول پیمانهٔ ما

منزل عشق بتان قبلهٔ آفات بود / روی بر خاک نهد سیل بویرانهٔ ما

خوش بجا ساخته فکر سخن خوب نصیر / آشنا نیست بکس معنی بیگانهٔ ما

جادهٔ معنی مبهم رگ سنگ است اینجا / غنچه گردیدن مضمون دل تنگ است اینجا

منت اهل هم زخم خدنگ است اینجا / رشته بر گرهم بار کشش ننگ است اینجا

خطرے نیست ز طوفان حوادث مارا / کشتی نوح نبی کام نهنگ است اینجا

دل ارباب صفا بار تحیر نکشد / صیقل آئینه شکستن رنگ است اینجا

رخ برافروخته ایم از مے گلگون خرد / سیلی دست ادب موجهٔ رنگ است اینجا

بسلامت نرود جز تو کسے از دل ما / ای شکست انجمن شیشه و سنگ است اینجا

بر تگ تازی خود اینقدر [?] ای برق مبال / یکدم از عمر تو صد ساله درنگ است اینجا

ای طلسمات جهان در بر من جای تو نیست / سر خود گیر که بزم دل تنگ است اینجا

میبرد دل نگهیں [?] رنگ بتان هندی / صبح کاذب خط حسن فرنگ است اینجا

من بقربان تو از ضعف دلم هیچ مپرس / سفر ملک عدم گردش رنگ است اینجا

خدمت زخم کند از بن دندان الماس / ذکر حسن نمک افشان تو ننگ است اینجا

دل چسپان از ستم نقش دو نگه ریزد [?] / آئینه رهن سیه کاری رنگ است اینجا

کیست تا قطع بیابان جنون نتواند / وحشت قیس رم آهوی لنگ است اینجا

تا بدیدن نظاره اش آهوی دلم چون آرد / مژه برهم زدنش جست پلنگ است اینجا

آسماں راچہ بابروے مہ نو پوشے تیغ تو شاہد زخم دل تنگ ست اینجا

عشق خوش نکند جلوہ نہانی حسن دہنِ تنگ بتان زچشم خدنگ ست اینجا

نگہہ مہر بتاں خون وفا میریزد آشتی تیغ بکف طالبِ جنگ ست اینجا

شرب صلح کل از حلقہ ما بیرون نیست ریزہ شیشہ جگر پارہ سنگ ست اینجا

برنتابد دل ما جنبش لب ہائے گزاف حرف ناگفتہ ہم آواز تفنگ ست اینجا

اینقدر بر خلش ضعف حوادث مناز خار در پیرہنِ تست خدنگ ست اینجا

دامنِ کوہ توکل بکف ماست عنبر
وست سیلاب حوادث تہِ سنگ ست اینجا

بمستی شکستیم پیمانہ را بسیلاب دادیم میخانہ را

بس ست اندکے جوش دیوانہ را رم ذرہ سیل ست ویرانہ را

بزم تو چنداں ببالید شمع کہ یک ذرہ جانیست پروانہ را

چراغ پریخواں بود عکس تو در آئینہ دیدم پریخانہ را

ہمی بالد از اشک شادی دلم کند آبرو سبز ایں دانہ را

کجا من کجا صحبت دوستاں بہ تسبیح جانیست ایں دانہ را

نہادیم صد داغ عشقت بدل چراغاں نمودیم ویرانہ را

من و عشق گیسوئے عنبر فشاں ندانی کہ در دیدہ ام شانہ را

فدائے خیالش دل و جان من بایں در دبگذاشتم خانہ را

چو مشاطہ تزئین زلفش کند گذارد در آب گہر شانہ را

چہ کار آید آخر دل چاک چاک سپردم بزلفِ تو ایں شانہ را

خموشی بمن گفت اسرار غیب شنیدم ازیں گنگ افسانہ را

شب وصل آں مہ صفاست عیشم قدح کردم از چشم پیمانہ را

بیکستار پیراہن بجوے
زباں بستہ ام خویش و بیگانہ را

بیک جلوہ آں شمع بزم جمال
بر بزم نشانید پروانہ را

بدر کردم از دل غم ماسوا
بشوق تو پرداختم خانہ را

بچشم آیدم جام مے چوں حباب
نگر آب بُردست میخانہ را

نشد جلوہ گر کوکب بخت من
باتش سپردم سیہ خانہ را

فشاندیم اشک جگر خون چشم
بہفت آب شستیم پیمانہ را

بیا ساقی آں بادۂ قرمزے
کہ آب مے و ہم چشم پیمانہ را

نہادند از ضعف بند گراں
بیک موے بستند دیوانہ را

دل ما در از محبت منیر
سپردیم ایں گنج ویرانہ را

بکشا بہام سلسلہ مشکسائے را
ازہمہ رہ تابش نگہہ نارسائے را

رخت خرد بوادیٔ جوش جنوں کشم
در راہ چاک فرشش کنیم ایں قبائے را

پامالیٔ رقیب چساں بنگرد کسے
از انفعال سنگ برم پشت پائے را

از دست گریہ کشتیٔ فریاد شد تباہ
سیلاب برد قافلۂ ہائے ہائے را

اے صد ہزار در خم زلفت چو من اسیر
نکشا بناز سلسلۂ مشکسائے را

چشم کرم نداشتہ جور عہد باسدار
بر فرق خویش سایہ فتد ایں ہمائے را

یکمرہ نگشت آئینہ ام جلوہ گاہ لس
صد رہ گداختم دل بے مدعائے را

یاراں زنند خندہ و اغیار طعنہ ہا
یارب کجا برم دل دردآشنائے را

خنجر زیار و سر زمن و سعی از عتاب
یارب اجازتے اجل سست پائے را

اے کوے یار راز دل صائم نشاں مدہ
گم کردہ ام بخاک در بے بہائے را

بوے حنا نسیم ندزدد ز نالہ اش
از دست خود مدہ دل خونیں نوائے را

مردانه جا ز شمع درین انجمن گرفت
از سر گذشته هر که بیفشرد پاے را

واقف نیم ز حال دل خویش اے جنون
قفل برون در شده ام این سراے را

یارب نگاه شوق بروئش کجا فتد
کز جوشش صفا نتوان یافت جاے را

چون دانه هاے سبحه درین راه اے جنون
صاحبدلان شمرده گذارند پاے را

بر کوه طور پرده ز رخسار خود مگیر
اے حسن شوخ حوصله تنگ ست جاے را

آید بجوش خون شهیدان ز ترکتاز
وقت ست اگر عنا بکشی باد پاے را

یک مو شدم چو یاد تو در سینه پا نهاد
بستم بروے خویش در این سراے را

اے بت اگر قبول کنی سجده رقیب
کافر بوم اگر نه پرستم خداے را

از یک کرشمه سبحه زهد و ورع گسست
از ما درو غمزه مشکل کشاے را

آنکس که لعل تو بشکر خنده ها سپرد
بر ما گماشت گریه بے هاے هاے را

روز سیاه ما بکه انعام کرده
سر داده کجا نگهه سرمه ساے را

از لعل یار زنده شد اعجاز عیسوی
میرم حلاوت سخن جانفزاے را

این جنس کس بپرس نیاید بهیچ کار
آخر زدیم بر سر خود پشت پاے را

تا بلبلے زباغ تجسم حضر شود
بشکن منیر خامه ناخوش نواے را

ردیف بے

بے مثل گال ہیں رخ پرنور لاجواب
شاید کتاب حسن ہے قرآن کا جواب

ملتا نہیں کہیں خط تقدیر کا جواب
شکر خدا سوال ہمارا ہے لاجواب

حاصل ہوا ہر ایک طرح بات کا جواب
جب تم نہ بولے تاب و تواں نے دیا جواب

باتوں کے ملنے نہ جسم دہن میں لگا دیئے
تم نے تو مونہہ سی دے اب دوں میں کیا جواب

اس سخت جاں سے کرتی ہو کیوں تم تو کا سوال
وہ کس طرح مرے کہ جسے دے قضا جواب

مانگا جو میں نے بوسۂ ابرو تو کیا ہوا
تم نے زبانِ تیغ سے ناحق دیا جواب

امید کیا ہو زیست کی بیمارِ ہجر کو
دینے لگی مسیح سے پہلے شفا جواب

اے نالۂ رسا مجھے نہیں کھلتا ہے مدعا
سب سے چھپا کے کیا مرے خط کا لکھا جواب

عزت ہے تیرے ہاتھ سوالِ فقیر کی
بندے تو دے چکے ہیں مجھے اے خدا جواب

وہ کہتے ہیں کہ دوڑ کے چھو لو تو آئیں ہم
کس وقت ہاتھ پاؤں نے ہم کو دیا جواب

خلوت میں سن کے کہتے ہیں افسانۂ فراق
سب سے جدا سوال ہے سب سے جدا جواب

چھلے کے مانگتے ہی مجھے کوسنے لگے
صاحب خدا کے واسطے ایسا کڑا جواب

پھرا ہے داغدار شبستانِ دہر میں
ڈھونڈھا چراغ لے کے نہ پایا ترا جواب

وہ باتیں سن کے رہ گئے سکتے میں عیب ہیں
ایسے مصوروں کو نہ سوجھا ترا جواب

مہندی کے زور شور سے حاکم بھی بند ہے
دیتا ہے کوتوال کو دزدِ حنا جواب

مجنوں تیرہ روز الٰہی رہیں بحال
دے بوالہوس کو لیلۂ شامِ بلا جواب

ہمسے خدا کو پوچھ کے پہنچے خدا کے پاس
ایسا دیا سوالِ نکیرین کا جواب

جلوہ دکھا رہے ہیں طلب گارِ دید کو
کیا نور کا سوال ہے کیا نور کا جواب

سر پر بتوں کے چڑھ کے سنے کس کی بخدا
دیتا نہیں ہے ہندوئے زلفِ رسا جواب

صبحِ وصال دیکھنے دیتا نہیں مجھے
دے گا خدا کو دیوِ شبِ ہجر کیا جواب

سچ تو یہ ہے کریں گے نکیرین کیا سوال
مدت ہوئی زبان نے مجھ کو دیا جواب

اے بت خطا نہیں ہے تقاضائے نقدِ دل
دیتا ہے لال ہو کے جو دزدِ حنا جواب

اقرار بوسۂ لبِ شیریں ہے گو مگو
اے بت چپک رہا ترے ہونٹوں نے کیا جواب

غصہ میں دانت پیسنے کو ہم ترس گئے
دنداں شکن خضر نے ایسا دیا جواب

زخمی کیا ہے دل کو تو چاکِ جگر بھی ہو
ہر دروازہ اور چلے ہیں دروازے کا جواب

جب دست بستہ پڑھنے لگے سوزِ عشق ہم
اس وقت بازوؤں نے ہمارے دیا جواب

تم تو مری زبان پکڑتے ہو بار بار — کس طرح دے سکوں میں کسی بات کا جواب

مدت ہوئی سوال لگا ہے فقیر کا
ملتا ہے دیکھئے درِ دولت سے کیا جواب

ردیف بائے فارسی

زمانہ بھر سے ہے گیسو ترا نرالا سانپ — کسے نصیب ہوا ایسی چوٹی والا سانپ

خیال زلف بنا قبر میں نرالا سانپ — چھپا ہے جیب میں زنجیر کے یہ کالا سانپ

چھری حضور نے ماری رقیب موذی کو — عصائے حضرت موسیٰ نے سو مار ڈالا سانپ

شکستگیٔ دل وحشی کی زہر قاتل ہے — بنا ہے آئینہ کا بال ہم کو کالا سانپ

تمہاری زلف سے ہمسر نہیں کوئی موذی — ہزار رنگ کا دنیا میں دیکھ ڈالا سانپ

ہماری آہ حسینوں کے بل مٹاتی ہے — پری کی زلف سے الجھا ہے اٹھنے والا سانپ

نہ چھوٹی زلف کی تشبیہ اپنے ہاتھوں سے — ہر آستین میں اہل وفا نے پالا سانپ

گری ہے کان کی بجلی ہزاروں کانوں پر — تمہارے گیسوؤں سے کس طرح ہو بالا سانپ

تمہاری چوٹی میں موباف جب سے دیکھا ہے — بدن میں کینچلی کو جانتا ہے جالا سانپ

کیا ہے زلف نے حلقہ تمہارے منہ کے گرد — یہ چاند وہ ہے کہ جس کا بنا ہے ہالا سانپ

ہر ایک بال ہی ٹوٹکا پڑھ کے سحر کیا — در یتیم کے سوراخ سے نکالا سانپ

خیال زلف ہے رونق سیاہ خانہ کی — اندھیرے گھر کے لیے بن گیا اجالا سانپ

تمہاری زلف کے پرتو سے وقت خونریزی — سر وہی اژدر موسیٰ نبی کی مالا سانپ

بلا کے زہر کے شیشے ہیں کالوں کی سبز ہے — تمہاری زلفوں سے کیا آج ملا کے کالا سانپ

جو زہر کھائے ہوئے عشق زلف کا دیکھے — عجب نہیں مرے زہرہ سے بدر کی چھٹا سانپ

گرہ میں زلف کی ہے نقد دل ہزاروں کا — خزانہ پاک کے ہوا ہے یہ کوڑیالا سانپ

ہواے وحشت گیسو اگر اوسے ہو جائے
ہمارے پاؤں کے کانٹے سے توڑ جاوے چھپا سانپ

ہزار توڑی مڑوڑے بدن کو کیا حاصل
نہ پائیگا کبھی زلفوں کے پیچ کا لا سانپ

قلم اُٹھا کے بھگایا رقیب موذی کو
عصاے حضرت موسیٰ سے ہمنے ٹالا سانپ

سنیں حضور جو دیوانگانِ عشق کے غل
کرے جہان میں زنجیرِ بن کی نالا سانپ

ملو جو گیسوؤں سے روے عطرِ عنبر کی
چھپا لے جائے کف زہر منہ میں کالا سانپ

نچوڑو بھیگے ہوے بال اُس کے آگ اگر
سحاب زلف سی مانگے ہمیشہ جھالا سانپ

دلِ حزین جو مین دیدون خیال زلف سمیت
بہشت کا ابھی لکھدے مجھے قبالا سانپ

درخت صندل فردوس سے بھی ہو دل سرد
جو اُوڑ ہے دیکھے تمہیں صندلی دوشالا سانپ

بتوں کی زلف کی سودے میں نالہ کش ہو کر
ہمیشہ سر پہ اُٹھائے پھرے شوالا سانپ

سراغ عاشقِ گیسو جو آپ پوچھیں گے
زبان حال سے دے گا مرا حوالا سانپ

جو نقشہ کھینچوں میں موتی پروے بالوں کا
ابھی تو ہار گلے کا ہو کوڑیالا سانپ

نمک چھڑکنے کو مانگے جراحتِ دل پر
جو دیکھے آپ کے موباف کا کسالا سانپ

دکھا کے زلف سیہ امتحان معجزہ لو
کہو کلیم سے ایسا کوئی بنا لا سانپ

حضورِ قامتِ جاناں نہ دیکھے اوسکی طرف
نہالِ نازکِ صندل کو سمجھے بھالا سانپ

جو اپنی زلف کی پرچھائیں باغ مین ڈالو
مقام کے لئے سنبل سے مانگے تھالا سانپ

یقین اثر درموسے ہو صاف سطرون پر
جو دیکھ لے صفت زلف کا رسالا سانپ

کیا ہے زلف کے بوسوں کو زہر مار بہت
وہانِ شوق کو ہر ایک ہی نوالا سانپ

تمہاری زلف رقیبوں کو تلخ کام کرے
پلائے موذیون کو زہر کا پیالا سانپ

جو زہر اُلفت گیسو کو سمجھے ہین افیون
وہ نہیں کی داغون کو سمجھا ہوا ہے لالا سانپ

خطِ حضور مین لہرا رہی زلف سیاہ
بنا ہے آب زمرد کی موج کالا سانپ

ہوے ہین اُلفت گیسو میں خشک سا ہم وحشی
ہمارے سایہ کو سمجھا ہے مرگ چھالا سانپ

پپیٹو چوٹی اگر کیچلی کے لپکے میں
تو برق طور کو کوڑا لگائے کالا سانپ

فلک سفید ہوا خوف زلف سے اتنا
کہ جانتا ہے اوسے دودہ کا پیالا سانپ

کہلے ہین بال پسینا ہے انکی گالوں پر
یہ اوس چاٹنے نکلا ہے آج کالا سانپ

نکالے تیغ زبان مار پیچ سے جو ہر
جو وصف زلف میں موج سخن ہو کالا سانپ

قلم سے ڈہلتے ہین مضمون وصف زلف سیاہ
یہ غلغلہ ہے کہ سانچے ہین کی ڈہالا سانپ

چراغ داغ دِوالی کی رات روشن ہو
کسی کی زلف سیہ بنکے آئی کالا سانپ

تلاش زلف دل و اعذار کو ہے عبث
چراغ لیکے کوئی ڈہونڈہتا ہے کالا سانپ

جو اپنی زلف کے بوسے حضور اُسکو ندین
تو اپنے دانت کی کنگھی تراشے کالا سانپ

تمہاری زلف کی تصویر میں اگر کہینچون
قلم کے کوچہ کو بانبی سمجھلے کالا سانپ

خیال زلف دل لخت لخت میں ہے مدام
براے گنج شہیدان یہ بنے پالا سانپ

خیال زلف دل و اعذار مین ہے اسیر
پہنسا ہے مور کے پنجہ مین آج کالا سانپ

دل فسردہ مین ہے دودِ آہ کی کثرت
ہزار پیچ سے جاڑے مین بنے پالا سانپ

جگر کے زخم سے یون دود آہ پیدا ہے
کہ اپنے بل سے نکل آئے جیسے کالا سانپ

منیر الفت گیسو ہے جان کے ہمراہ
بندہا ہے رشتۂ عمر رواں سے کالا سانپ

ردیف ت

روئے پر ٹہری ملاقات کی بات
آبرو رکھہ گئی برسات کی بات

کب اکہون پہلے ملاقات کی بات
رات کی رات گئی بات کی بات

کعبہ تک آپ کی شہرت پہونچی
بڑہ گئی قبلۂ حاجات کی بات

آؤ گوشہ مین کہیں قصہ وصل
تو اندہیرے میں سنو رات کی بات

ایک گالی میں لیا دل میرا
فقرہ کا فقرہ ہے یہ بات کی بات

سحر وصل ہوئی لال زباں
شمع کے ساتھ گئی رات کی بات

کلمہ پڑھواتی ہے طوطی سے بھی
اے شہ حسن کرامات کی بات

اب کہاں وصل کہاں زلف کے پیچ
کاٹے کوسوں گئی رات کی بات

پڑ گئی کعبۂ ابرو کی دھوم
واہ کیا قبلۂ حاجات کی بات

زلف کا ذکر کبھی عارض کا
ہے دورنگی مری دن رات کی بات

بول بالا ہو ترا اے شہ حسن
وحی ہو جائے کرامات کی بات

شہرو صاحب مری بیتی سن لو
اور رہ جاؤ ذرا بات کی بات

سایہ کے بھیس میں ہمراہ رہوں
کیا بتائی ہے رجھے گھات کی بات

ورد ہے وصف لب شیریں کا
لب بلب رہتی ہے لو رات کی بات

پیچ در پیچ ہے افسانۂ وصل
زلف سے بھی ہے بڑی رات کی بات

گنجک و طوطی کو پھنسانے جاؤ
چال کی چال ہے یہ بات کی بات

اب تنک احسان ہے ایک بوسہ کا
اچھی ہے اُس بت بدذات کی بات

دانت پیسے وہ تقریر وصال
پھر سے کاٹے گئی رات کی بات

ضعف سے طعن کی برداشت نہیں
نہیں اوٹھتی ہے کنایات کی بات

زاہدوں تک خبر ہے پہنچی
بھکی ہے بزم خرابات کی بات

اہل بتخانہ کو شرماتے ہیں
آپ کرتے ہیں سبک لات کی بات

زلف کے بال نہ بھیجے تم نے
الجھی الجھی رہی سوغات کی بات

اپنی مستی کی خبر لو صاحب
مجھ سے کیا پوچھتے ہو بات کی بات

گالی بوسہ کی بھی خست ہے منیرؔ
صدقہ کا ذکر نہ خیرات کی بات

صبح ہوتے ہی گئی ہائے ملاقات کی رات
پیار بھی بھر کے کریں آئی ملاقات کی رات
قتل کرنے کو ہیں آگے وہ یہاں رات کی رات
کھول کر بال لب بام وہ فرماتے ہیں
اے شبہ حسن رخ و زلف کی صورت ہی نئی
بوسوں کی چوریوں کے واسطے گھر ہے اندھیری
پاس ہیں آپ جوانی کے مزے حاصل ہیں
تیرے درویش کے آنسو ہیں سحاب رحمت
زلفوں کی آڑ میں بوسوں کی لگائی ہے تاک
چاند سورج جو تری زلفوں میں الجھے دونوں
بال بھیگے ہیں پسینے میں پڑی ہے افشاں
صبح پیری جو ہوئی دل میں رہی یاد شباب
ظلمت صبح نہ کاجل کی سیاہی اس میں
زہر کھایا جو شب ہجر بنا آب بقا
کھینچئے بیٹھ کے تصویر رخ و گیسو کی
ٹھنڈی آہیں بھی گئیں گیسوؤں والوں کے ساتھ
طول میں قد سے زیادہ ہوئی اون کی چوٹی
کھول کر سینہ اندھیرے میں نہا اے خوش قد
وصل کی مزے کی کھلی قلعی روز فراق -
بال زلفوں کی بڑھا کر کوئی قصہ سنئے
وصل ہے آج بکر یار سے باتیں اے دل

عید کا دن مرے گھر آج رہا رات کی رات
آج مہمان مرے گھر میں ہیں وہ رات کی رات
بال کھولے ہوئے آئی ہے ملاقات کی رات
ہم پریزاد ہیں گیسو ہیں طلسمات کی رات
معجزہ کا ہی یہاں دن تو کرامات کی رات
نظر آئے تو اندھیری کوئی برسات کی رات
مدتوں بعد پھر آئی ہے ملاقات کی رات
کھلی بھیگی ہوئی بجاتی ہے برسات کی رات
کس بڑے پیچ سے ہاتھ آئی ہے گھٹا کی رات
وصل کی رات نظر آئی ہے طلسمات کی رات
جگنو اڑتے ہیں نظر آئی ہے برسات کی رات
کعبہ میں جا کے چھپی قبلہ حاجات کی رات
مجھ سے تعریف لیا کرتی ہے کس بات کی رات
تیری مانگ کی لائی تھی ظلمات کی رات
تحفہ کا دن مجھے درکار ہے سوغات کی رات
نہ وہ پروائی سے کھڑکی نہ وہ برسات کی رات
بڑھ گئی روز قیامت سے کرامات کی رات
نہ چرا لے کہیں پرچھائیں تری ذات کی رات
قہر کا دن ہے مقدر میں عنایات کی رات
بات کی بات میں بڑھ گئی اے گل تر رات کی رات
گل نکریں سے ہے حرف و حکایات کی رات

سایۂ زلف ہو یا جلوۂ رُخ کچھ تو ملے
زلفین ڈوبین جو عرق مین تو ہو ساون کی گھٹا
عمر رفتہ کا تاسف ہے شب و روز مجھے +
ایک ہفتہ بھی جوانی کا نہ جلوہ ٹھیرا

دن تصدق کا لگا کوئی خیرات کی رات
بھیگتی رات سے کیا بڑھ کے ہے برسات کی رات
کبھی افسوس کا دن ہے کبھی ہیہات کی رات
آ کے دنیا مین شب قدر رہی رات کی رات

دوپہری رو کے اندھیرے مین لپٹ جائے منیر
ہائے ایسی کوئی آئی نہین برسات کی رات

میرے رونے سے اگر ہو گئی پیدا برسات
چہرہ پر کھلتی ہین زلفین سبب گریہ مدام
اے پری رو تجھے سے کبھی ساون لگا مے
مہندیان ملتی ہین اِس فصل مین کیا کیا گلرو
زیور گوش ہے کس برق صفت کو مرغوب
بہاری ٹوپی کی جو دھن ہو تجھے اے برق جمال
پان سی کسی محبوب کی یاد آتی ہیں +
چاندنی دھوبی ہے اے جان تری کرے کی
اوس کیم حسن کے کوچہ مین پہنچنا معلوم
میرے رونے سے جو شرما کے گئی پھر نہ پھرے
رونے والے تمہے کوچہ مین ہین اے قلزم حسن
تیرہ بختوں کو رلا کر وہ کہان جائینگے
بہتے ہیں خون کے پرنالے مرے زخموں سے
خاک رویلوں مین ہوا چاند ترا مشعلچی
دیکھکر وادی وحشت مجھے رونا آیا +

چلو بھر پانی مین ڈوبے گی سراپا برسات
چاند بادل مین چھپا لیتی ہے میرا برسات
جھولتی ہے اسی امید مین کیا کیا برسات
شفق روے زمین کرتی ہے پیدا برسات
کس کے کانون کے لئے لائی گچھا لا برسات
گو کھرو روز بنا لائی دھنک کا برسات
خون بادل سے گھٹا دیتی ہے اپنا برسات
چادر ماہ کو کرتی ہے سقا برسات
کیوں بڑھاتی ہے مرا ہجر مین نالا برسات
کالے پانی کو رواں ہو گئی گویا برسات
چھاونی چھائے گی شاید لب دریا برسات
یہ اندھیرا ہے یہ طوفان یہ دریا برسات
آپ کی تر دن کی بوچھار ہے گویا برسات
آب پاشوں مین ہے اے سرو تماشا برسات
نہ وہ پُروائی کے جھونکے نہ وہ سنرا برسات

آبرو دیدۂ گریان کی بدولت ہے منیر
چاہتا ہے مری آنکھوں سے پپیہا برسات

حسن مستش بتلاش دل شیدائی ہست
نعرہ ہا میزند این بادہ کہ مینائی ہست

باغ جنت بطواف دل ما مے آید
چشم بد دور بویرانۂ ما جائے ہست

بے دماغانہ چنین از سر خاکم مگذر
کہ ہنوزم بسر از زلف تو سودائی ہست

سنت صبر گوارا نکند ہمت ما
مژدہ اے دل کہ غم حوصلہ فرمائی ہست

ظرف ارباب فنا را بحقارت منگر
ہر حباب لب جو منبع دریائی ہست

لخت جیب تو در باغ وطن گل نکند
زاہل بخیہ گرت دامن صحرائی ہست

قطع کن سلسلہ سعی اگر بتوانی
تیشہ از ناخن خود گیر گرت پائی ہست

رگ کشتگان نگہت انجمنے ساختہ اند
چشم بکشا اگرت میل تماشائی ہست

وعدۂ حشر مکن پردہ ز رویت برگیر
ما ندانیم کہ امروزے و فردائی ہست

خبرم نیست کجا محشر فتنہ برخاست
اینقدر ہست کہ در کوئے تو غوغائی ہست

خار وحشت چو کشد دامنم از شہر منیر
ذرہ چشمک زند از دور کہ صحرائی ہست

ردیف ث

ہے بیخودوں سے اتنی رکھائی عبث عبث
اندھوں سے تمنی آنکہ حیرائی عبث عبث

میرا دل شکستہ مکدر ہے خوب ہے
ہے ٹوٹے آئینہ کی صفائی عبث عبث

آٹھوں پہر وہ رہتے ہیں آنکھوں کے سامنے
دیوار اُٹھا رہی ہے جدائی عبث عبث

کیا فائدہ ہے نالہ گردوں خرام سے
ہم کھینچتے ہیں تیر ہوا سے عبث عبث

مدت ہوئی کہ جان گئی جان جاں کے ساتھ
اے موت میری پاس تو آئی عبث عبث

بے جان نقش ہیں ہمیں فرما بندہ پروری
ہے ان بتوں کو کبر خدائی عبث عبث

شیرین زبانیان نہ سنین آپ کی کبھی
کہیئے تو کیا بنے یہ مٹھائی عبث عبث

تقدیر کا لکھا نہ مٹا اے خدا کہین
کی تنگ و نین ناصیہ سائی عبث عبث

وہ بھی اسی مین رہتے ہین پر وہ فضول ہے
دل مین شکایت اُنکی چھپائی عبث عبث

وحشت مین کیا ملا جو گئی دل کی آبرو
اس شہر سے چھٹی یہ ترائی عبث عبث

دل بھی جو ٹوٹ جاے کوئی پوچھتا نہین
شیشہ نے گر کے دہوم مچائی عبث عبث

دیوانے جانتے ہین پتا کوے دوست کا
کرتے ہین خضر راہ نمائی عبث عبث

ہوتی نہین دعاے ملک بھی یہان قبول
دیتا ہون مین بتون کی دوہائی عبث عبث

فرصت نہین ہے کرتے ہو کیون فکر اے منیر
ہے بیدلی مین نغمہ سرائی عبث عبث

ردیف جیم

کیون ہاتھ زندگی سے نہ دہوئے وہ لاعلاج
کرتے ہو جس مریض بلا کا قضا علاج

جز مرگ کچھ نہین مرض عشق کا علاج
بیمار پڑ کے بھی نہ مرین ہم تو کیا علاج

اے چارہ گر خدا کے لیے اپنی راہ لے
کچھ درد سر کو راس نہ آیا ترا علاج

عاشق ہوے تو زہر بھی ہمکو حلال ہے
پرہیز کیا کرین کہ مرض ہے یہ لاعلاج

درد و دوا طبیب و قضا گنہ گئی تمام
ملکر سبھون نے خوب ہمارا کیا علاج

پتھر مریض عشق بتان کو ہو فائدہ
ہوتا ہے سنگ راہ بناے شفا علاج

بوسے نصیب ہون لب لعلین یار کے
یاقوتیون سے ہو نہین سکتا مرا علاج

کیا کہتے ہو کہ ہوش کی اپنے دوا کرو
بیہوش کو مفید نہین ہے دوا علاج

بیمار تھا بتان سہی قد کے عشق مین
چھوائین شاخین سرو کی اچھا کیا علاج

تدبیر جب ہوی مرض عشق مین مضر
پرہیز زندگی سے کیا ہمنے لاعلاج

دیدیکے چھینٹے خاک مین مجکو ملا دیا
اچھا مری کدورت دل کا کیا علاج

ابرو چڑہا کے کہتے ہین بیمار عشق سے
بالائی طاق آج سے ہو آپ کا علاج

بیمار عاشقی کو مضر شش جہت مین ہے
تعویز نقش سیر تشفی دوا علاج

پئے زہر دیکے مجھے روز کوسیئے
بیمار کے لئے ہے مقدم دعا علاج

اس شان اس شکوہ نے بیتاب کر دیا
تم ایسے بنکے آئے کہ بگڑا مرا علاج

دیتے جواب صاف اگر حضرتِ مسیح
کرتا مریض عشق بتان کا خدا علاج

چہلے کے گل سے کیون نہو تسکین قلب کو
آخر کو داغ ہے ہر اک آزار کا علاج

بوسے سے نئی ادا ہی سے دو دق تو کر چکے
لازم تب کہن کے لیے ہے نیا علاج

فقر پیسے تم شراب پلاؤ تو چین ہو
دو پائی پڑہ کے مجکو یہی ہے مرا علاج

بیماریون سے چہٹ گئے آتے ہی قبر مین
اب کہل گیا کہ نقل مکان تہا ہمارا علاج

کہلتی نہین کبہی بت پردہ نشین کی چاہ
تشخیص مین مرض جو نہ آئے تو کیا علاج

کس بات کی ہو نرگس جانان سے چشم داشت
بیمار کیا کرے کسی بیمار کا علاج

مردون کے ساتھ ہے مرض عشق کو قیام
کرتا نہین ہے کوئی تپ شیر کا علاج

اچھے نہو سکے جو ہم اے حضرتِ مسیح
انصاف سے بتائیے پھر آپ کا علاج

خاکِ شفا منیر کو کہلواؤ دوستو
ہے تو یہی ہے بس مرض جرم کا علاج

گنتی ہے پہلے داغون کی پھر وصل یار آج
کل کا قلق نہین کہ ہے روز شمار آج

مدت مین صاف ہو کے بغلگیر ہو گئے
دیکھا ہے ہم نے آئینہ بے غبار آج

آتی نہین ہے موت بچاتا ہے روز ہجر
سر پھوڑنے کو چاہیئے سنگ مزار آج

اے عندلیب جال اسیران غم نہ پوچھ
سو غم ہمارے واسطے کل تہے ہزار آج

کس کا ہے انتظار یہ تکتی ہے کسکی راہ
آتے ہین جان آنکھون مین کیون بار بار آج

جب ہم بغل ہوا غم فردا تو دے گیا
کہیئے ہے کس حساب مین روز شمار آج

سنتی ہین بلبلین دل نالان کے چہچہے — میرے گلے کے ہار ہوے گلعذار آج

یارب ہے جستجو اسے کس شہسوار کی — کیون خاک چہانتا ہے ہمارا غبار آج

لیکر بلائین اُس یم خوبی کی مرگیا — دو ہاتہہ مین ہوا مین سمندر کے پار آج

ہے رنج وغم کے محکمہ عشق مین طلب — شاید مرا معاملہ ہے روبکار آج

اب تو خدا کیواسطے آجا کہڑے کہڑے — آنکھین نکالتا ہے ترا انتظار آج

ے آئے بوسے گیسوؤن کے بال بال کے — کس کس بلا کو ہمنے کیا زہر مار آج

جو ہونی ہو سو ہو مین تمہین چہوڑتا نہین — ایجان دل پر اپنے نہین اختیار آج

تری دو رنگیان ہین یہ اے چشم مست یار — بیہوش ہے کوئی تو کوئی ہوشیار آج

کاندہا دیا ہے یار نے تابوت غیر کو — آجائے موت لے مرے پروردگار آج

آتا ہے یار اور مین بیخود ہون ضعف سے — ے کوئی اپنے ہوش مجھے مستعار آج

ہر روز سامنا ہے نئے رنج کا منیر — کل سے سوا ہے تنگ دل بیقرار آج

ردیف حاے

بہار آئی ہوئی غوطہ زن گلاب مین روح — بنی ہے نکہت گل موسم شباب مین روح

کدہر گئے ہین کچھ انکا پتا نہین لگتا — بہٹک رہی ہے تن خانمان خراب مین روح

برنگ عاشق بیتاب پہرتے ہین ذرے — کسی حسین کی شاید ہے آفتاب مین روح

پس فنا ہی تعلق ہے مے پرستی سے — پری کی طرح رہی شیشہ شراب مین روح

چمک اُٹھی ترے جلوہ سے چاندنی ایسی — دکھائی دینے لگی نور ماہتاب مین روح

پس فنا ہی ارادہ ہے ترے پردے کا — مقام کیون نہ کرے گوشہ نقاب مین روح

اجل کی آنکھومین بھی کچھ نہین مری ہستی — مین آپ کیا ہون جو ٹہرے کسی حساب مین روح

بیان کیا کرون اے ترک شوق پابوسی — نگاہ بنکے گئی دیدہ رکاب مین روح

ترے قدم سے ہوا آب بحر آبِ حیات / دمِ مسیح بنی قالبِ حیات مین روح

یہ کیا ہوا کہ وہ آنکھون مین آگئی دلسی / اُٹھا کے پردہ نکل آئی اضطراب مین روح

وہ بت تو کیا ہے کہ مین آپکو بھی بھول گیا / بدل گئی مری دنیا کے انقلاب مین روح

کبھی تو دیکھہ تماشاے بیخودی اے دل / طلسمِ غیب کی کرتی ہے سیر خواب مین روح

پسِ فنا بھی علاقہ ہے رطب و یابس سے / شراب مین ہے دم و اپسین کباب مین روح

اثر ہے صحبتِ بنت العنب مین اے ساقی / پری بنی جو رہے شیشہ شراب مین روح

نجف کی خاک ہو اے کردگار جسم منیرؔ / رہے رکاب جناب بو تراب مین روح

ردیف خاے

تری آنکھون سے نیند اے یار گستاخ / ہمارے طالعِ بیدار گستاخ

تری خدمت مین ہین اغیار گستاخ / اجل سے ہے دلِ بیمار گستاخ

ہنسی سے بے تکلف ہین مری زخم / ہوئی جب سے لبِ سوفار گستاخ

ترا خط لے رہا ہے منہ کے بوسے / ہے اس آئینہ سے زنگار گستاخ

تری تلوار اگر ہے تیز تو ہو / لہو میرا بھی ہے اے یار گستاخ

نہ پہونچا پاؤن تک اُس کی روش کے / ہوا دستِ ادب سو بار گستاخ

سرِ مقتل لپٹتی ہے کمر سے / غضب ہے آپ کی تلوار گستاخ

کبھی جب عاشقان قدِ جانان / ہوا طوبے سے نخلِ دار گستاخ

کیا ہر فتنۂ محشر کو پامال / قیامت ہے تری رفتار گستاخ

دکھائین کیا وہ شان کبریائی / کہان تک ہوئے بیدار گستاخ

سمجھ کر منہ سے پردہ کو اٹھانا / نگاہِ شوق ہے اے یار گستاخ

نجانا اے صبا کوچے پر اُسکے / کہ ہین خارِ سرِ دیوار گستاخ

دیکھی مری تڑپ جو شب ہجر یار مین — مردوں کو جا کے خواب عدم سے جگائی نیند
مژگان تر سے بحر مین کیون ہو کنارہ کش — خسخانہ مین جو آئے تو آرام پائے نیند
مشکل ہے اُسکے گھر کسی صورت پہونچ سکین — ہم خواب مین بھی جائین تو رستہ بھلائے نیند
اللہ رے ہجوم بلائے شب فراق — آئے جو میرے گھر مین تو رستہ نپائے نیند
بیخود تمہارے ڈرتے ہین راحت کے نام سے — ہم چونک اُٹھین جو خواب مین صورت دکھائی نیند
غفلت سے بھاگ منزل فانی مین عمر بھر — رستہ مین قبر ہے جو مسافر کو آئی نیند
کیونکر شب فراق مین صدمے اُٹھائین جان — اے کردگار موت ہی آئے کہ آئے نیند
دیو شب فراق کی صورت مہیب ہے — آئے یہان تو ڈر کے ابھی بھاگ جائے نیند
عاشق شب فراق مین دشمن ہین چین کے — آنکھون سے ڈھیلے مارین اگر منہ دکھائی نیند
سونا ہمین پہاڑ ہوا ہجر یار مین — اصحاب کہف کی کوئی جا کر اُڑا لائے نیند
چھائی ہے بیخودی نے مری گھر مین چھاونی — آئے یہان تو راہ وطن بھول جائے نیند
آنے نپائے خواب مین بھی کوئی غیر یار — دیوار میرے آنکھون کے آگے اُٹھائی نیند
غافل شب فراق مین کر دے رقیب کو — جب جانین ایسے فتنہ کو جا کر سلائی نیند
نالے مرے سنین جو شب انتظار مین — خوابیدگان خاک کہین ہائے ہائے نیند
کوتاہ بخت کو نہین عشق مژہ مین چین — اقبال ہو بلند تو سوئی پر آئی نیند

فضل خدا سے بخت اگر جاگین ای منیر
جاتے ہی کربلائے معلی مین آئی نیند

بعد توبہ ہم ہوس دور می از سر نشد — از ندامت آب گشتیم و لب ما تر نشد
پارہ پارہ بہ دلے کو لذت ایذا نیافت — خشک بہ حلقے کہ تر از آب دم خنجر نشد
وسعت ہمت قبول خود فرو دشتہا نکرد — قطرہ ناچیز ما دریا شد و گوہر نشد
سوختن آسان و ہمچشمی بگردون خوش نبود — ذرہ خاکستر ما اخگر شد و اختر نشد

اودہر عاشق سے وہ دامن کشیدہ
ادہر دست ادب ہر بار گستاخ

دماغ یار کو نالے سے نفرت
مری زنجیر کی جھنکار گستاخ

جو ہوتا پاک دامن ان گلون کا
نہوتی شبنم گلزار گستاخ

خیال یار کا تو کچھ ادب کر
نہوسا اے درد دل ہر بار گستاخ

پریزادون کے سر پر کھیلتا ہے
ہوا ہے سایۂ دیوار گستاخ

تمہارے بدلے بول اُٹھتا ہی ہر دم
غضب ہے وصل کا انکار گستاخ

دہان کیونکر رہے کوئی جہان ہو
خموشی بدزبان گفتار گستاخ

منیر اُس رشک یوسف کو جو دیکھا
ہوا سودا سر بازار گستاخ

ردیف دال

بہولے سے بھی جو ہجر مین آنکھون تک آئے نیند
ایدل ہوائے جنبش مژگان اُڑائے نیند

جوش یم سرشک سے گر راہ پائے نیند
کشتی مین بیٹھکر مری آنکھو نمین آئی نیند

شرماتی ہے وصال کی شب میری آنکھو نسے
اب بخت جاگتے ہین بھلا کیونکر آئے نیند

وہ رشک ماہ ساتھ سلائے اگر مجھے
پھولی ہوئی نہ چشم فلک مین سمائی نیند

بیجا نہیں جو دیدۂ تر سے الگ رہے
آگر ہماری آنکھو نمین کیا غوطے کھائی نیند

مانند موج ترنے پھرین خفتگان خاک
مجکو رولا کے خوابمین سوتے بہائی نیند

مردان پاک باز کو سونا حرام ہے
اے رشک مہر ساتھ ترے کیونکر آئی نیند

شاید کہ خواب ہی مین وہ یوسف نظر پڑے
مردون سے ایک دم کو کوئی مانگ لائے نیند

پھرتے کھڑے ہوئے ہین سپاہ فراق کے
کہئے ہماری آنکھون مین کسطرح آئی نیند

کب ہم شب فراق مین بھولے سے سو گئے
جھپکی نہین ہے آنکھ جو آنکھین دکھائی نیند

دشمن ہوئے ہین خواب کے یہ دیدہ ہای تر
آنکھین بھی سوئینگی لیے ساتھ اپنے لائی نیند

بنعم سیلی دست حوادث باد ارزانی
خوشا رندیکه پشت پا بروی روزگاران زد

ز خود رفتند چون دل دادگان طرز رفتارش
نگاه گرم او برقی شد و بر هوشیاران زد

شکست افتاد بر فوج تمنا با همه کثرت
چه سنگی بود کان بت بر دل امیدواران زد

فگند از دوش خود بار گران سر بزرگی را
قدم هرکس که اول در طریق خاکساران زد

بخود چون آمدم غرق عرق سر تا بپا گشتم
همانا کاروان هوش را در راه باران زد

گرفتار بلا می بینم ارباب تنعم را
شب خون هندوی زلفت مگر بر شهریاران زد

عنان برتافته چون برق بگذشتند از حاکم
غبارم گرچه سر بر سنگ راه شهسواران زد

سر سودای عالم برنمی تابد دماغ ما
فلک این سکه را زین ره بنام تاجداران زد

نمیدانم که می آید بگلگشت چمن کامشب
صبا در صحن گلشن خیمهٔ ابر بهاران زد

غبار کس بشوخی تا نخیزد بر سر راهش
فلک بر خاک ره آب رخ صاحب وقاران زد

دریک زخم هم نگشوده شد دروازه ناکامی
کف خون گرچه دستک بر در خنجر گذاران زد

نه تنها شد منیر خسته جان صید نگاه او
غزال چشم خونخوارش ره معنی شکاران زد

به هجر آیینه ام دیوار دود اندوده را ماند
شب مهتاب فرقت آب و گل آلوده را ماند

ز سامان طرب بخشیده ام در یاد ابرویش
هلال عید قربان تیغ خون آلوده را ماند

غبار مقتل اهل صفا رنگ دگر دارد
سواد شهر با ابر شفق آلوده را ماند

نباشد پاک از گرد کدورت دامن طبعش
خم تسلیم دشمن تیغ زنگ آلوده را ماند

هوای دهر از هم ریخت برگ و بار عشرت را
نهال این گلستان پیکر فرسوده را ماند

بهر در بسکه ریزد آبروی خویشتن سائل
بکف جام گدای چشم شرم آلوده را ماند

خیال و خواب گشت افسانهٔ اسکندر و دارا
مپرس از حال دنیا بوده اش نابوده را ماند

هوای باده کیفیت ندارد بی تو در گلشن
بروی لاله شبنم آب خون آلوده را ماند

آبروی خویش دانی مال و دینار و دریغ — ماهی بی آب هم جویای آب تر نشد

گوشه‌گیری آبروی فقر را بر باد داد — در صدف هم قطرهٔ ناچیز ما گوهر نشد

آهنی تا شمشیر گردید همچنان بگذاشتی — سبزهٔ تیغت ز سر بگذشت و موی سر نشد

بوسهٔ لعل شکربارت دل تنگم نیافت — قطرهٔ من آشنائی چشمهٔ کوثر نشد

نوک مژگان تو بگذشت از تن زارم همی — این رگ نازک حریف تیزی نشتر نشد

در دل قمری بهار سرو من منزل نکرد — پرده دار آتش گل مشت خاکستر نشد

آسمان را بینم و در نشه می جستم بخود — کین خم بی می چرا گردون شد و ساغر نشد

اینقدر لطف خرامت در دلم جا نکرد — تا نمکپاش جراحت شورش محشر نشد

راست نامد خواب وصل و دستها بریده شد — جلوهٔ حسن تو یوسف گشت و پیغمبر نشد

دست خالی از هنر بخود شریک حال من — آستین من بنام تیغ بی جوهر نشد

تشنه لب جان داده‌ام آخر بر لب دریا منیر
ساغر آبی نصیب من ز چشم تر نشد

کدامین فتنه نشتر برگ بر بهاران زد — که خون توبه جوشش از سینهٔ پرهیزگاران زد

علاج جوشش وحشت چون نیامد سودمند آخر — گریبان خنده‌ها از چاک بر ابر بهاران زد

ره آه و فغان گم کرده بودم بعد مرگ اما — غبارم دست خواهش در رکاب نی‌سواران زد

برنگ سنگ خورد از بس گرانی بر دل مستان — چو واعظ حرف توبه در میان باده‌خواران زد

نمیدانم بگوشش او چه گفت آن تیغ افسون گر — که خنجر خویش را بر سینه‌های دلفگاران زد

کشش گرمی شمع دود از دل خوبان برآوردی — نقابت دامنی بر آتش گلگون عذاران زد

ره آسودگی طی مینماید با گرانباری — بر آن ره رو که دامن بر کمر چون کوهساران زد

سوی میخانه ای ساقی چه بیبانه می آید — هوای می مگر آتش بجان ابر نیساران زد

چو ره از کوچه بستند بر بیدل سر تنگ کن — سر خود در بیابان همچو سیلاب بهاران زد

ندارد نامهٔ من مطلبی غیر از ندامت ها
پر و بال کبوتر دست بر هم سوده را ماند

تغافل پیشگیهایت مرا از خود ربود آخر
بدل هر داغ هجرت چشم خواب آلوده را ماند

گره بالای هم افتاده در سر رشتهٔ کارم
دلم از تنگی خود عقدهٔ نگشوده را ماند

سراپا جوهرست از نقش پای رهروان نجم
بچشمم جادهٔ تیغیت ره پیموده را ماند

کمان تیر در دست تو برخود بالد از شادی
همانا غنچهٔ پیکان دل آسوده را ماند

نظر مستانه می لغزد بفیض جلوهٔ حسنش
عرق بر عارض صافش می پالوده را ماند

زبس تیر هوای میزند آه سحرگاهم
بچشم من غبار صبح خاک توده را ماند

تیغیر ما چسان در فارسی حرفی تواند زد
بهندی هم کلامش باده و بیهوده را ماند

بهوای تو زدم چاک گریبانی چند
چشم بد دور از این زخم نمایانی چند

دلربائی ز اشارات حسینان پیداست
طالب هدیهٔ مورا اند سلیمانی چند

مدد ای گریه که گرد آمده اند از هر سو
چشم بر دیدهٔ تر دوخته دامانی چند

نکهت عشق تو گل کرد ز خون جگرم
فاش شد پرده ام از زخم نمایانی چند

ای فلک غمزدگان را بجفا کشتن مپسند
تو چه میخواهی ازین بی سر و سامانی چند

بشهان سلطنت روی زمین ارزانی
مشت خاک بکف بی سر و سامانی چند

بخودی پیشه کن از مدرسهٔ عقل برآ
علم این مسئله بگذار بنادانی چند

سایهٔ دامن عفو تو به محشر جویند
از در چاک کفن آمده عریانی چند

داغ غم در دل سودازدگان گوشه نشین
سوخته گیر ز آتشکده ویرانی چند

دیده ام همسفر قافلهٔ نکهت گل
دامن جان بکمر بر زده عریانی چند

طلب وصل کن و کوثر و فردوس مخواه
دیده انگار تو این خواب پریشانی چند

جانی داویم بدل عشق جهان آشوبی
هست در کشتی ما دعوت طوفانی چند

بخضر دولت اعجاز مسیحا چه دهی
باش اے عمر کسے در بر سیحلے چند

تیغ صد فتنهٔ خونریز کشیدند امروز
در کمین دل ما غمزهٔ پنهانے چند

مرگ را هستی جاوید شمردند آخر
از جفاے تو بجان آمده بیجانے چند

یک جهان غصه و غم قسمت نیکان افتاد
رزق عالم شده در لب دندانے چند

دوش دیدیم درین کلبهٔ تاریک منیر
کوری چشم فلک اختر تابانے چند

اشکم مدام از مژهٔ تر فرو چکد
هر قطره زین سحاب چو گوهر فرو چکد

خوی از غضب چو زان رخ انور فرو چکد
دل آب گشته از مژهٔ تر فرو چکد

هرگه عرق ز قامت دلبر فرو چکد
خون هزار فتنهٔ محشر فرو چکد

فصل بهار آمد و وقت ست آنکه از
شبنم ز گل چو باده ز ساغر فرو چکد

دود دلم بسوے فلک بر شده مباد
کاب سینه ز دیدهٔ اختر فرو چکد

خاک مرا ز بسکه غمش میدهد فشار
نبود عجب که شیرهٔ جان گر فرو چکد

عمر ابد ز مرگ نخواهد شهید عشق
هر چند آب خضر ز خنجر فرو چکد

اے مرغ نامه بر حذر از چشم مست کن
کز وی مدام خون کبوتر فرو چکد

کسب صفا ز گوش تو کردست در نیست
کز بس لطافت آب ز گوهر فرو چکد

سر بر کشیده سبزهٔ بیگانه زین چمن
آتش کجاست تا ز گل تر فرو چکد

گردون اگر شود ز هواے تو مستفید
شبها گلاب از گل اختر فرو چکد

ز آتش غمش دل غیر آب میشود
اشک کباب خام در آذر فرو چکد

ساقی گره ز طرهٔ عنبر فشان گشاد
ترسم که زهر مار ز ساغر فرو چکد

روح الامین چو پر زند اندر هوائے تو
پرواز آب گشته ز شهپر فرو چکد

مژگانش از خلش برگ جان من گسند
الماس ریزه از سر نشتر فرو چکد

با خاک کوے تو چو شود گرم اختلاط
صد رہ بہار خلد ز عنبر فرو چکد

خامش نگردد آتش داغ جنون من
اگیرم کہ آب بحر ز نشتر فرو چکد

ارباب فقر ترک خشونت اگر کنند
روغن ز نان خشک بکف در فرو چکد

تنگم چنان بگیر کہ در روز باز پرس
خونِ دلم بدامن محشر فرو چکد

برہم زنے اگر مژہ بہر قتل عام
جانِ جہان بہ جنبش نشتر فرو چکد

یک قطرہ خواہم از مے مینای عشق پاک
اما بشرط آنکہ چو کوثر فرو چکد

خونِ دلت گر از ین ہر مو چکد چہ خط
شرط چکیدن آنکہ ز نشتر فرو چکد

صد رہ چکیدہ خونِ دلِ من مگر ز شوق
خواہم کہ باز خدنگ تو دیگر فرو چکد

در فارسی چہ ہرزہ سرائی کنی منیر
کاین مے ز ساغر تو مکدر فرو چکد

آنانکہ آبرو عوض زر فروختند
آیا چہ یافتند کہ گوہر فروختند

اہل زمانہ را بمقدر فروختند
ما را بدست این دلِ مضطر فروختند

ارباب درد در طلب گوہر شکست
مینا بسنگ و سنگ بہ بتگر فروختند

دادند آبروے مجازی بہ اہل جاہ
آئینہ را بدست سکندر فروختند

حسن تو برد آب رخ شاہدانِ باغ
شبنم بدست مہر منور فروختند

دادند سیر باغ بمرغان تیز پر
حسرت بہ بال طائر بے پر فروختند

دشنام تلخ و بوسہ بیک نرخ یافتم
این زہر را بقیمت شکر فروختند

خاکم کجا و صحبت داغِ جنون کجا
این ذرہ را بہ نیر اکبر فروختند

از ما گرفتہ جان بجہانے صلا زدند
جنس اقل خریدہ بہ اکثر فروختند

جنس فراغ بردہ سپردند نقد زیست
ما را بدست ما چہ گران تر فروختند

یوسف کجا و بندگی تاجران کجا
این قوم آفتاب بہ شپر فروختند

چون زخم عشق حوصلهٔ دهر برنیافت
چاک دلم بدامن محشر فروختند

غارتگران میکدهٔ رنگ و بوی عشق
جام شکسته را بگل تر فروختند

بیدار باد بخت شهیدان که زیر تیغ
خواب اجل بدیدهٔ جوهر فروختند

بشکست توبه محتسب ما که میکشان
یک جرعه می بقیمت کوثر فروختند

زلف سیه بقیمت مشک ختا نشاند
گوشش بتان هند بگوهر فروختند

یک جرعه هم نه بادهٔ گردون نخورده کس
این شیشه را به پنبهٔ اختر فروختند

تاج شهی بفرق نهادند اے منیر
ما را بدست مالک قنبر فروختند

چو نقشت بدلهای عالم نشیند
اجل فارغ زیست بی غم نشیند

درش مرجع دین و دنیاست نادان
سلیمان خرامد اگر جم نشیند

دل عارف از رنگ کلفت برآید
چو در حلقهٔ زلف پرخم نشیند

فرودانے از عرش ایمان خالص
که نقشت بکرسی درهم نشیند

دلت محو دنیاست از دین چه خواهی
گر ابلیس برخیزد آدم نشیند

اگر فتنهٔ حشر خیزد ز رخسارکم
چو آواز ارباب ماتم نشیند

نشستیم بر بوریای قناعت
چو رندیکه بر مسند جم نشیند

بگلزار کوی تو طوفان اشکم
چو باران باشد چو شبنم نشیند

عبث جهای شادی و صلها نماند
ز بس داغ هجر تو بیهم نشیند

اگر همنشینی دهد دست دل را
بیک جا چو باد اهم تو ام نشیند

گذر کن دمی بر مزار شهیدان
که خون ها ز جوشش دما دم نشیند

خوشا آن کسی که از شهید هستی گذشته
پس زانوی هر دو عالم نشیند

جهنم سحر ریزن باغ باید لفیی
اگر در زبان دار دا بکم نشیند

عجب از خط رخ که در بزم حسنش
موخر در آید مقدم نشیند

نشانند دل را بروز سیاهی
الٰهی شب غم بروزم نشیند

سرو عشق پاک تو در قلب عارف
مسیحا بآغوش مریم نشیند

نباشد اجل گر به تیغ تو همدم
الٰهی بخون دو عالم نشیند

الٰهی منیرت زهر سو پریده
بدرگاه فیض تو خرم نشیند

پارهٔ دل عوض اشک برون می آید
گریه ام بر اثر بخت زبون می آید

میدهد هر نفسم بوی گل داغ جنون
این چه سریست که از پرده برون می آید

نشود چشم سخنگو بلب او همسر
کار اعجازگی از سحر و فسون می آید

باش تا آئینه از جلوه نشانت بدهد
هر چه هست از پس آئینه برون می آید

عشق خونخوار بدنبال دل من افتادم
طرف شیر سے عقب صید زبون می آید

سبزه بخت نگر وقف غزالان گردید
چیست گر مشک ختن بوی جنون می آید

نگر این تیر زد لهای حریفان بگذشت
نظرش سوے من آغشته بخون می آید

جلوه حسن ازل در خم مے یافته ایم
یوسف گم شده از چاه برون می آید

خویش را در بر غیرے نتواند دیدن
عکس از آئینه محبوب برون می آید

طپش و ناله و آشفتگی و یاس منیر
کارها از دل بے صبر و سکون مے آید

سبز از گریه شد گلشن امید منیر
گریه ام بر اثر بخت زبون مے آید

راه در بزم ادب صبحگانم دادند
خرد پیر ع بخت جوانم دادند

عوض فقر همه ملک جهانم دادند
ماهتابے بگرفتند کتانم دادند

منزل وصل نمودند پس خواب فنا
دست و پا بسته ره دور نشانم دادند

نقد جان باز سپردند مرا روز جزا
آنچه از من بگرفتند همانم دادند

افسر فکر بسرہاے سبک مغز زدند
خلعت بندگی پیر مغانم دادند

تا در آید خبر حسن بتان زین درہا
دلِ صد چاک و دو چشم نگرانم دادند

بود وصل ابدی مژدهٔ شهادت ای دل
نیم جانم بربودند جهانم دادند

آفریدند سراپاے بتان را از سنگ
بعد ازان لذتِ فریاد و فغانم دادند

بے نیازی عوض مال جهان بخشیدند
آنچه مے خواستم آخر به ازانم دادند

خوش تماشاست ولا چشم من و جلوهٔ دوست
بکلیم آنچه ندانند چسانم دادند

اہل عبرت بسرِ خاک شہان آوردند
گردی از قافلهٔ رفته نشانم دادند

عیش بختم همه در دستِ حریفان افتاد
بهرهٔ غم ز نصیب دگرانم دادند

چشم از عالم نظاره چو بستم آنگاه
مژدهٔ جلوهٔ جانان نهانم دادند

ناوک ناز چو پائے هدف میگردید
موشگافان ادا فهم نشانم دادند

پنبه در گوش جهانے بنهادند اول
پس کلید سخن خویش بزبانم دادند

تا بنالم همه بر بیکسی خویش منیر
دل و جانم بربودند زبانم دادند

پلے که بکویت گذرے داشته باشد
همانا دو صد سجده سری داشته باشد

آنکس ته تیغ تو سری داشته باشد
البته از آهن جگرے داشته باشد

هر ناله که بر بام بتان بال کشاید
از عالمِ بالا خبرے داشته باشد

در کوچهٔ گیسوے پریشان بنشیند
هر کس چو من آشفته سری داشته باشد

جز جور و جفا نیست کنون حاصل الفت
زین بیش محبت اثرے داشته باشد

جانانه دے بخلیش غم نه پسندد
یارب رگ جان نشترے داشته باشد

صد حلقهٔ زنار رگ جان بخلش باد
هر کس که بت موکمرے داشته باشد

درحلقۂ رسوائی رندان ننشیند
ہر کس کہ نہ دامان تری داشتہ باشد

از نالۂ من بر سر بامت چہ کشاید
ہر چند کمند اثرے داشتہ باشد

گر باد صبا را گذرے ہست بکویش
از گمشدگان ہم خبرے داشتہ باشد

تیر نگہ خویش بر آئینہ میفگن
شاید دل ما ہم جگرے داشتہ باشد

برہم نزند یک مژہ از صاعقۂ طور
چشمے کہ برویت نظرے داشتہ باشد

بے چاک جگر پا نہ نہد جلوۂ محبوب
من ضامن باغیکہ دری داشتہ باشد

بے خضر جنون راہ نیابد تو سالک
از خود رود آنکہ خبرے داشتہ باشد

اے کاش بروز سیۂ ما بہ نشیند
ہر کس کہ بزلف تو سری داشتہ باشد

از موج نظر آب زند بر سر راہش
آئینہ اگر چشم تری داشتہ باشد

مرغوب بتانست بدل آبلۂ عشق
یارب صدف ما گہری داشتہ باشد

حاشا نبود آبروے شبنم بے مہر
تا چند کسے چشم تری داشتہ باشد

چون قطرۂ مے جلوہ کند در دل رندان
گر سنگ ملامت ثمری داشتہ باشد

اینست خدنگ نگہش ترک من اینست
بسم اللہ اگر کس جگرے داشتہ باشد

بگذار بحال خودم اے مرگ دمی چند
شاید شب ہجران سحرے داشتہ باشد

بر خیز منیر از سر سوداے تعلق
دیوانہ چرا دردسری داشتہ باشد

ردیف ذال

سر چڑھے تیرے مدام ای ستم آرا تعویذ
خون عشاق سے لکھوا تو خدارا تعویذ

دیکھتی ہین تمھین پروانے نگاہ بد سے
شمع کے موم مین منڈھواؤ خدارا تعویذ

علم تسخیر سبھی تیرا ہمہ تن ہے مشتاق
دیدۂ نقش سے کرتا ہے نظارا تعویذ

ذبح کے وقت نظر کیون نہ لگی غیرونکی
کھل پڑا بازوِ قاتل سے قضارا تعویذ

کیا تعجب ہے وہ خوش چشم اسی صید کرے
خون سے اپنے جو لکھوائی چکارا تعویذ

لاکھہ لکھواؤن مگر کچھہ نہین ہوتا حاصل
شرط تاثیر مگر آپ سے ہارا تعویذ

شیر مردون کو مسخر تری چھپکی نے کیا
اے قمر برج اسد کا ہے ستارا تعویذ

ہر طرح ساتھہ ہے آسیب فنا محشر تک
میری تربت کو ہو کس طرح گوارا تعویذ

اس نشانے کے لیے سیکڑون ڈورے ڈالے
کس علاقہ سے ملے مجھکو تمہارا تعویذ

ایک بت کی ہمین تسخیر ہے منظور نظر
ہو تہ سنگ حرم دفن ہمارا تعویذ

کبھی پیشانی انور سے نہین ہٹتا ہے
کیا ہے مہر خط تقدیر تمہارا تعویذ

ہر ادا آپ کی تسخیر جہان کرتی ہے
نقش حب حکم ہے ایجان اشارا تعویذ

طائر رنگ حنا اڑکے نہین جاسکتا
تیری مٹھی مین ہے کیا ای ستم آرا تعویذ

کھینچ لاتی ہے پریزادون کو تاثیر اسکی
نقش زر سے نہین بہتر کوئی پیارا تعویذ

ایک بلقیس شیم سے ہی محبت دل کو
خون ہدہد سے لکھا جاے ہمارا تعویذ

نظر عالم بالا نہ کہین ہو جاے
اطلس چرخ مین سلواؤ خدارا تعویذ

ہر گھڑی نادعلی چاہیے گردن مین منیر
حرز اوج ابدی ہے یہ ہمارا تعویذ

ردیف راء مہملہ

گھونگھٹ مین بھی ہے شرم و حیا کی نقاب اور
در پردہ اُس پری کو ہے مجھسے حجاب اور

ترکیب عیش اور ہے غم کا حساب اور
موتی ہے اور قطرۂ اشک کباب اور

پیری مین آب و تاب جوانی فنا ہوئی
ڈوبا سحر کے وقت یہ تھا آفتاب اور

مجھسے جہان بھر کے گنہ ابجدا ہوے
ہو خاص میرے واسطے روز حساب اور

ہر شے مین تیرے نور کی تصویر کھچ گئی
سادہ پڑا ہے ایک ورق آفتاب اور

تصویر کھینچکر مجھے کوٹھے سے خط لکھا
مصحف کے بعد اُتری نئی ڈھنگ سے کتاب اور

ڈوبے ہوئے ہین بحر تعین مین آشنا
دریا علاحدہ ہے نہ موج وحساب اور

چلو بھر آبرو کے لئے دے رہی ہین جان
اے ساقی کریم ذرا سی شراب اور

مچھلی کے بحر مین کوئی محبوب ہی سوار
اے چرخ برج حوت مین ہے آفتاب اور

دیکھا ہے خواب مین کوئی گیسوے پر شکن
تار نگاہ شوق مین ہے پیچ و تاب اور

کیا فائدہ ہے قلزم ہستی کی سیر سے
کیون مشق حبس دم کی بڑہائی حباب اور

شمس و قمر کی کہنے لگے لوگ پھبتیان
اچھا نکلیے شام و سحر بے نقاب اور

سچ کہنا میرے کاسۂ سر کے سوا کہین
کب آب تیغ مین نظر آیا حباب اور

خون جگر کے پینے سے سیری نہین ہوئی
گلہاے داغ سے کوئی کھینچے گلاب اور

تیرے دہان تنگ کو نقش عدم کہا
اے جان غیب مین کو نہ سوجھا جواب اور

ہے ایک تو وہ زہرۂ ثانی بہانہ جو
لائے ہین راگ وصل مین چنگ و رباب اور

ایک بوسہ پر حضور نے غصہ کیا تمام
پھر آئے گا کہان سے الٰہی عتاب اور

الزام دیتے ہو مرے مقسوم کو مدام
تقدیر کا خطا اور ہے خط کا جواب اور

ہین آپ راہ عشق مین ہون خانمان بدوش
ہٹکا رہا ہے یہ دل خانہ خراب اور

پردے تمام اُٹھ گئے باقی ہے اک حیا
اِس سے زیادہ کوئی نہین ہے حجاب اور

اِس سے ضیاے دیدۂ ایمان ہے اے منیر
سرمہ ہے اور خاک در بوتراب اور

باتون سے عیان بے نمکی ہوتی ہے ہر بار
کچھ رنگ کے پھیکے ہین ترے لعل شکر بار

کس درد سے ہم کھینچتے ہین آہ شرر بار
دل تھام کے وہ گھر سے نکل آتے ہین ہر بار

ہونٹھون سے نہ کیونکر ہو ترے دانتونکی زینت
ہین شمسۂ تسبیح گہر لعل شکر بار

فرمان ملا شہر خموشان کی سند کا
جاگیر عنایت ہوئی ہمکو سر دربار

موجود ہے دل اسمین جو آتا ہے چلے آئو
جو بے سر و سامان ہین وہ رکھتے نہین گھر بار

اُس حور کے کوچہ سے نہ کیون ورجلین غیر
فردوس مین پا سکتے نہین اہل سقر بار

دریا مین وہ کہاتے ہین اُسے سیر چراغان
رہ یمین جو ہم کہانچتے ہین آہ شرر بار

محفل مین مجھے بے سروپا کہکے پکارا
کیا خوب خطاب آپنے بخشا سر دربار

قید در و دیوار اُٹھی کسکی بلا سے
دیوانے ہوے بہاگ گئی چھوڑ کے گھربار

دوہرے ہوے جاتے ہو اگر دیکھتی ہین ہم
ہوتا ہے نزاکت کے سبب تار نظر بار

دانتون کی تجلی سے طلسمات نظر آئین
عالم تری مسی کو سمجھے ابر گہر بار

دیوانے سر خاک ہین پریان ہین ہوا پر
وہ حسن کی سرکار جنون کا ہی یہ دربار

کچھ عشق کی روداد فقیرون سے نہ پوچھو
اِس راہ مین مدت سے لٹا بیٹھی ہین گھربار

کیون چھیڑتے ہو گھر تو نہ پہونکونگی کسی کا
مین آگ ہون بجلی ہے مری آہ شرر بار

ایجان تری گالون کی دیکھی جو نزاکت
دوش فلک پیر کو ہون شمس و قمر بار

انہون سی بہی جھک جاتی ہے انسانکی گردن
ہے خاطر اشجار پہ ایک ایک ثمر بار

کس روز اندہیرے مین وہ آجائینگے یارب
کب شمع دعا پائیگی تا بزم اثر بار

وحدت مین ہے کثرت تری کثرت مین ہے وحدت
دربار مین خلوت کبھی خلوت مین ہے دربار

آنسو مرے پچھ جائین ذرا اے شہ خوبان
ہاتھ آئے اگر دامن دولت سر دربار

آئی ہے ہوا پر دل بیتاب جلا کر
دیکھون کسے اب پہونکتی ہے آہ شرربار

اک بال سے کسطرح اُٹھے بوجھ بلا کا
کیون گیسوے مشکین نہو بالاے کمر بار

اللہ سے ڈرتے نہین سمجھے ہو تماشا
کیا باد ہوائی ہے مری آہ شرر بار

سوتے ہین سلاطین جہان خاک کی نیچے
مسند ہے نہ تکیہ نہ کچہری ہی نہ دربار

ایجان ابہی ملک سلیمان کو لٹا دین
دیوانے پریخانہ مین پا جائین اگر بار

کپڑے نئی پہنے ہین کوئی بہول نہ پڑ جای
ہٹ جاؤ نکلتی ہے مری آہ شرر بار

خلوت مین ہوی بندگی غیر جو مقبول
ہم جھک کی سلام انکو کرینگے سر دربار

گو قطرۂ ناچیز ہین پر دل کے غنی ہین
تکلیف نہ کرنا ادہر اے ابر گہر بار

بے فائدہ تا چند مینر اشک فشانی
وقت است کہ از دیدۂ دل خون جگر بار

تاہین گے ذرا خون کی چادر سے جگردار
یارب کسی جلاد کی تلوار ہو بردار

اب سینہ سے ہم کھینچتے ہین آہ اثردار
دل ہاتھون سے پکڑے رہو مضبوط خبردار

کم زور کرین بال و پر لاف سے پرواز
بے پر کے اڑائے نہ کبھی طائر پردار

دل تم سے ہے پیارا ہمین اس فہم کے قربان
پھر منہ سے نہ کہنا کبھی یہ بات خبردار

خادم ہین تری قرص مہ و پنجۂ خورشید
یہ شانہ کش زلف ہی وہ آئینہ بردار

بیچارہ نہین مملکت حسن مین کوئی
پریون کی طرح مور سلیمان بھی ہین پردار

دل لیکے مرا نشہ مین منظور ہے کشتی
شیشہ نہ گرے ہاتھ سے ای مست خبردار

کشتی تری اس بار گرانسی ہین سبکدوش
بے سر کے برابر نہین آرام سے سردار

جو ذبح ہوے سجدہ ہے مقبول انہین کا
پھوڑا کرین سر سنگ در یار سے سردار

کم ظرف کے تابع نہین ہوتے ہین دلاور
سردار ہوا فسر تو سپاہی ہو جگردار

ثابت قدمی دیکھتی ہین مست محبت
اے نشہ مے پاؤن نہ ڈگ جائی خبردار

مردان خدا کو ہے حرام انکی ملاقات
دولت کے سبب سو نیکے مت بنگئو زردار

چھینٹے مے کوثر کے تجھے دیتی ہین واعظ
اے بیخبری ہوش مین آتا نہ خبردار

دولت کی ہوا مین کوئی قائم نہین رہتا
ستون کیطرح جھومتے ہین نخل ثمردار

انسان کو رخصت جو ملی سیر جہانکی
دو دو ہوے ایک ایک کے ہمراہ خبردار

اس بت سی مجھے بحث ہے ایحضرت عیسیٰ
دو عاریت ایکدم کیلیے نطق اثردار

ہے کاوش بیجا بھی ہستر باغ جہان مین
جڑ کاٹتے ہین دوستون کی لبکے تبردار

تاثیر ہے گالی مین سوا اُن کی دعا سے
بے فائدہ ہے آب بقا زہر اثردار

دیتا ہون ترے ہاتھ مین نقدِ دلِ پرخون
ایے دزدِ حنا میری امانت سے خبردار

جب ہی مجھے خوش آئی بہارِ چمن فقر
عشل پر فانی نظر آنے لگی زر دار

بے سر دیے زنہار قدم اُسمین نہ رکھنا
یہ معرکۂ عشق ہے اے عقل خبردار

سب وِرد اُٹھے زمزمہ کن فیکون پر
کتنی تری آواز ہے ایجان اثر دار

جب ذبح وہ کرتے ہین تو کہتی ہے نزاکت
غش خون کے دیکھے سے نہ آجاے خبردار

ابا دم نہین ہوتی تری تلوار کی کشتی
سر اپنے گریبان مین ڈالین جو ہون سر دار

منظور رُلانا ہے تو آرام نہ فرماؤ
منہ دہو کے ذرا نیند سے ہوجاؤ خبردار

مرغوب جو تجکو ہو تماشاے تحیر
تصویر مین نظر آئین تری آئینہ بردار

اُڑتے ہین پرِ پیرو دمِ رفتار فلک پر
انسان فرشتون کی طرح ہو گئے پر دار

ہے اپنے عزیزون سے بہی کہٹکے مین تونگر
شاخین نگہ نخل مین ہین دستِ تبردار

پیغام چلے آتے ہین محبوبِ اجل کے
پہر ہم سے نہ کہنا نہ کیا پہلے خبردار

ہم سرو ہین آزاد ہین آسیبِ جہان سے
کہٹکا ہو مبارک تجہے اے نخلِ ثمردار

دیوانون کو بدنام بہت تو نے کیا ہے
اب آپ مین ہم آتے ہین اے ہوش خبردار

کرتی ہے نقابِ رخِ گلگون کی نیابت
کس مرتبہ اُس شوخ کی آواز ہے بردار

اسکی تہِ ران ہے فرس نورِ تجلی
بجلی ہے جلو دار شفق غاشیہ بردار

لاتی ہے نصیبون سے تہِ تیغ مجھے موت
اب لڑتی ہے قسمت مری اے ترک خبردار

کلمہ پڑہے جانبازون کی ثابت قدمی کا
انگشت شہادت کو اُٹھاے رہے ہر دار

اکسیر سے بہی فائدہ ان رونون نہین ہے
ہوتی تہی کبہی خاک کی چٹکی بہی اثردار

بگذر تو سرِ خاک منیر الم آگین
اے باد صبا دست ازین سوختہ بردار

رتبہ نہ ملا آئینہ دارون کے برابر
کس منہ سے بہلا بیٹہے یارون کی برابر

نالے نہین زیبا ہین مزارون کے برابر — چپ بیٹھے سوتے ہوے یارونکی برابر

تہا ضعف مین مشتاق حسینون کی جلو کا — دل دوڑ گیا شاہ سوارون کے برابر

جو دیکھے تمہین ساتھ ہی ہنجاے نشانہ — جب جانین چلین تیر نظارونکی برابر

وحشت تری آنکھون کی ٹھہرنے نہین دیتی — ہم دوڑتے پہرتے ہین چکارون کی برابر

ان روزنون سے سیر طلسمات دکھاتے ہین — بیٹھو تو کبہی سینہ فگارون کے برابر

قالب مین سگ نفس کو لاتے ہین دبا کر — رستم نہین ان شیر شکارون کی برابر

کیا سمجھیے خوش چشمون کی پہلو مین ہین دشمن — گرگ بغلی بہی ہین چکارون کے برابر

ایک چشم عنایت کی طمع لیگئی کوسون — دوڑے فقرا شاہ سوارون کے برابر

بحرین غم و رنج سے نکلا نہین جاتا — پھر جاتے ہین آ آکے کنارون کے برابر

ہر جنبش ابرو مین ہوئے سیکڑون زخمی — تلوارین چلین تیرے اشارون کے برابر

گھوڑا نہ اڑاؤ دل زخمی کو دکھا کر — ہے ایک تڑپ لاکھ ترارون کے برابر

پرنور ترے ساز ہین اے طفل مغنی — کیا عقد ثریا ہو ستارون کے برابر

بلبل کو عطا کیجیے گل کہانے کو چہلا — یہ ایک نشانی ہے ہزارون کے برابر

چمکاتی ہے زیور کو ترے حسن کی گرمی — یاقوت کے ریزے ہین شرارون کی برابر

بلکے غم گیسو مین ہوئے قید گران بہی — زنجیرین ہوئین پھولون کے ہارون کے برابر

جانبازون کے ہمراہ ہین اطفال سرشک آج — بوٹے نظر آتے ہین کرارون کے برابر

قبرون کے گڑھون سے نہین لازم ہے کنارا — رستا ہے عدم کا انہین غارون کے برابر

تصویرین حسینون کی ہین سینہ مین ہمارے — ہین داغ جگر لالہ عذارون کے برابر

ہین ایک طرف ایکطرف لشکر وحشت — میدان مین تنہا ہون ہزارون کے برابر

ہین موتیون کے ہار تری چہاتیون کے پاس — بیلین نئی پھیلین ہین انارون کے برابر

ہم خاک نشین ازپر پریزاد ہوا پر — کیا زور چلے شاہ سوارون کے برابر

جاتے ہین سوے ملک عدم ڈالکمین عاشق تو
ہین حائل تابوت کہارون کے برابر

دریائے غم و بحر مصیبت وہ بلا ہین
ڈوبے ہین جہازران ہین کنارونکے برابر

غفلت کے سبب مردہ صد سالہ ہین وہ جیسے
یہ قالب خاکی ہین مزارون کے برابر

تاچند رہین منتظر اے ماہ جبین ہم
گنتی مین ہوے چاند ستارون کے برابر

پلکون کی محبت مین جو سچا ہو کوئی اور
رکہدے یونہین دل لاکہہ کٹارونکی برابر

ہے سبط نبی سے یہ منیر اپنی تمنا
محشور ہون مین تعزیہ دارون کے برابر

راستا بھلاتے ہین لوگ رہنما ہوکر
کشتیان ڈبوتے ہین یار ناخدا ہوکر

سب سے مل چکے پہلے صاحب حیا ہوکر
کس جگہ چھپو گے اب عالم آشنا ہوکر

اُنکے پیچ مین کوئی دانا آنہین سکتا
دانت پیستے ہین بت سنگ آسیا ہوکر

مٹی کے کھلونون پر یہ عتاب ہے کیا معنی
سامنا بتون کا کیون کرتے ہو خدا ہوکر

جادۂ مجازی کو راہ تھی حقیقی سے
یار کی خبر پائی ہمنے مبتدا ہوکر

ملکے آپ نے مارا عاشقانِ کامل کو
اہل دل سے یاری کی دردِ لادوا ہوکر

آنکھین مجھسے لڑتی تھین غیر سے بھی کی چشمک
تیر آپ کا پہونچا کس طرف خطا ہوکر

نیند نے مٹا ڈالا اور تو سنگار اُنکا
سرمہ آنکھ مین ٹھہرا خوب خوشنما ہوکر

ابروے گلشن بھی ساتھ نکلی اُس گلکے
رنگ چہرہ گل سے اُڑ چلا ہما ہوکر

شہپر سبک روحی جب سے ہاتھ آئی ہین
عرش پر پہونچتی ہین نیکون کی دعا ہوکر

صاف طینتی کی گرد ہین عناصر اربع
آئینہ کو گھیرا ہے خوب چوکھٹا ہوکر

کیا شراب پلوا کر کوئی کھوئے شرم اسکی
نشہ جسکی آنکھون مین گھر کرے حیا ہوکر

تجربہ ہوا حاصل مشق خاکساری سے
چال دیکھ لی سبکی چشم نقش پا ہوکر

ابرو سے دھوئے ہاتھ گوشۂ قناعت مین
سوکھے گھاٹ ہم اُترے موج بوریا ہوکر

سبحہ کف نے اہر یا سبوئے میخانہ
آدمی سے کیا ہونگے دیکھنے فنا ہو کر

حسن صاف جانان کو اہل دل سے پردہ ہے
سب سے منہ چہپاتا ہے آئینہ صفا ہو کر

دیکھکر منفر اپنا بہاگتے ہین ساتھی بھی
رہتی ہے دماغون مین گل سے بو جدا ہو کر

شرک سے کنارہ کر آشنائی وحدت ہو
ایک سے بل اے نادان لاکہہ سے جدا ہو کر

ہم لطیف طبعون سے بل کی پیچے گا گیا
بارہا اُڑایا ہے آپ کو ہوا ہو کر

روز ہجر مین مجکو دونون چھوڑ جاتے ہین
روٹھہ کر بت کافر دم مرا خفا ہو کر

نقش روے زیبا کا ہے کہچا ہوا دل پر
اجنبی نہ بنجاؤ صورت آشنا ہو کر

زلفونکی محبت مین جعلسازیان ہوئی
پھنسگئے بلا مین ہم آپ بدبلا ہو کر

بیخودی کی کیفیت فہم مین نہین آتی
راز دل رہا پنہان خواب گونگے کا ہو کر

لطف آدمیت کا خاک مین ملا آخر
کیا ہوئی مری حالت ہائے کیا سے کیا ہو کر

چشم اہل بینش مین قدر خاکساری ہو
اصفہان مین شہرہ پاؤن طوطیا ہو کر

کیا ستم ہے منہ دہو کر تمنے چہوڑ دین زلفین
زنگیون کے ہاتھ آیا آئینہ صفا ہو کر

حسن معنوی پا کر بہاگتے ہو کیون ہم سے
خاکسارون کے دلمین رہیے کیمیا ہو کر

محکمہ مین آجاؤ داد دو غریبون کی
بیٹھہ جاؤ کرسی پر نقش مدعا ہو کر

نکہت گل مقصد ایک دن نہین ملتی
آہ خاک اُڑاتی ہے ہر طرف ہوا ہو کر

ابر جوہر خنجر گہر گیا جو اے دلبر
مردنی زمانہ پر چہا گئی گہٹا ہو کر

پہینکی تہی کمند اُنکے بام عرش رفعت تک
صاف اُلٹی پہر آئی آہ نارسا ہو کر

جلوہ دیکھنے والے ہر طرف ہزارون ہین
منہ کدہر کو پہیرینگے ایک سے خفا ہو کر

کہولو یا شہ والا اب منیر کا عقدہ
دیر کرتے ہو مولا کیون گرہ کشا ہو کر

خلیل کعبہ فکر رسا جناب منیر
کلیم طور فصاحت ضیا جناب منیر

جہان معنی و سرمایہ بخش دانش و علم
مربی ورع و اتقا جناب دبیر

ضیائے عرش مضامین عالی و نادر
علو سدرہ فکر رسا جناب دبیر

شہاب علم و بدیع و بیان معنی و نظم
مسیح ہر سخن جانفزا جناب دبیر

شہ سریر فصاحت مہ سپہر کمال
عروج طالع طبع رسا جناب دبیر

فرزدق و متنبی و دعبل و حسان
پکارتے ہین کہ ہین مقتدا جناب دبیر

زبان فارسی و اُردو و بلاغت مین
برنگ موجہ آب بقا جناب دبیر

کمال مرثیہ مین نخبہ سابق و لاحق
بہار جنت بزم عزا جناب دبیر

بیاض نقش قدم شرح مسلم منیر
کتاب واقعہ کربلا جناب دبیر

حدیث و فقہ و تفاسیر کے بہی دریا سے
نکالتے ہین دُر بے بہا جناب دبیر

ہر ایک مرثیہ عرش الکمال مضمون ہے
سخنوری مین ہین معجز نما جناب دبیر

گل حدیث مناقب کے روضہ کافی
پناہ کشتی بحر البکا جناب دبیر

محیط ہمت و دریگانۂ ایثار
سفینہ یم خلق و عطا جناب دبیر

رہین ضمانت آل رسول مین شادان
خدا کے فضل سے سرتاپا جناب دبیر

جہاز پر یہ کہا مین نے بہر آورد
کرین قبول اسے امجدا جناب دبیر

ہمیشہ بلبل انصاف کا ترانہ یہ ہے
کہ ہین گل چمن اصطفا جناب دبیر

ردیف زاے معجمہ

ہڈیاں کاٹنے جو چاقو ہو ترا ای یار تیز
زخم کھانے پر ہین دندان طمع ہر بار تیز

کھنگئے جوش جوانی مین ہزارون گگلے
بارڑہ پر اگر ہوئی شمشیر حسن یار تیز

موذیان دہر بھی مزاج اُس موذی کے ہین
وصف گیسوے سیہ مین ہے زبان مار تیز

زاہدان خشک سمجھین بانکپن کی قدر کیا
کند ذہنون پر ہوئی ناحق تری تلوار تیز

شہر مین ممکن نہین ہے اپنی وحشت کا علاج
کاٹتی ہین بلبلین نالون سے اپنی زندگی
بوسے لینے دیتے نہین لکنت سے افسانونکو تم
رفتہ رفتہ فتنۂ محشر سے آگے بڑھ گئے
بڑھتی ہے جلوؤن سے وحشت کی خلش اے خوش لباس
قیمت یوسف سے بیعانہ ہی ہر بت کا سوا
دل کے ٹکڑے عشق ابرو مین بنے ہین نیمچے
وقت تزئین خون ہوگا عاشقان چشم کا
خط نکلنے کی ادا پر سیکڑون بسمل ہوے
خشک کرلون دامن تر آفتاب بادہ سے
وصل کی شب مرغ جانکا خون ہوتا ہے مدام
برق رخشندہ سے کیا نسبت ہی مور لنگ کو
دیکھتا ہے جو تمہین پھر اُسکو ہوش آتا نہین
مانگتا ہے خیر اپنی مشت پر کی یہ ضعیف
دانت کھٹے کر دیے نعماے دنیا نے مرے
اُس چھلاوے کو کہان پائے یہ گرد راہ ضعف
بانکپن کی مشق ہے فولاد قلبون پر مدام
تیغ بازیکا تمہاری دمبدم بڑھتا ہی شور
پانی اسکا آب شمشیر اجل سے کم نہین
وصف قصر صاف سے نکری ہوئی میری زبان
موتیون کے ہار سے جل جلکی کٹتے ہین حسین

نشتر مژگان قاتل سے ہی نوک خار تیز
فصل گل مین کیون نہو مقراض ہر منقار تیز
کاٹ دو باتین فرشتونکی جو ہو گفتار تیز
ہوگیئی اٹھکھیلیون مین آپ کی رفتار تیز
گو کھردے ہے تیری ٹوپی مین برنگ خار تیز
حسن کا ہے نرخ ان وزون سے بازار تیز
شیشۂ صدپاش کی کرچین ہین انکو خار تیز
ہوگی سنگ سرمہ پر تیغ نگاہ یار تیز
رنگ لگتی ہی ہوئی شمشیر حسن یار تیز
دھوپ پڑتی ہے میان خانۂ خمار تیز
ہو رہے ہین اندنون مرغ سحر کے خار تیز
کبک کی رفتار ہے سُست آپکی رفتار تیز
بادۂ کہنہ سے بھی ہے شربت دیدار تیز
ہے ہواے فصل گل اے بلبل گلزار تیز
ہوگیا سرکہ ہے مجکو شربت دینار تیز
سُست ہے اپنی طبیعت وہ بت عیار تیز
چھریون پر گرتی ہین چھریان اندنون خونخوار تیز
زخمون کے کھا نہین ہوتا ہے نمک سر بار تیز
ہے دم خنجر سے دریاے الم کی دھار تیز
اے پری رو رکھتی ہے چونا تری دیوار تیز
صورت تیز آب ہی آب دُر شہوار تیز

خوب بعد ذبح پختہ ہوگیا سودائے خام | ہے تری تلوار کی آنچ اے بت خونخوار تیز

معرکہ مین دل نے ثابت کردیا عشق ای منیر
سب سے نکلا اس کچہری مین مرا مختار تیز

چینی کی کھنک کہتی ہے اُس حور کی آواز | گویا ہے شکست دل فغفور کی آواز

تا عرش رسا ہے دل رنجور کی آواز | کیا دون کی لیتی ہے تری نور کی آواز

تو نکو بھی گانا نہین چھپتا نہین چھپتا | مشعل لیے ہمرا تھہ ترے نور کی آواز

زلفون مین پھنسا کر تو سُنا کیجیے نالا | پاس آتی ہے راتون کو بہت دور کی آواز

ہے فتنۂ محشر سے سوا ناچ تمہارا | اس شور مین ہمنے نہ سنی صور کی آواز

گاتا ہے وہ محبوب کہین دھوم کہین ہے | فردوس مین ہے گونجتی اُس حور کی آواز

اے بت ترے کوچہ مین ہو کسکو غم فردا | ہے غلغلۂ حشر یہان دور کی آواز

کیا نالہ کرین بار مصیبت مین دبے ہین | محنت سے تھکی ماندی ہے مزدور کی آواز

مردانۂ عشق کے نالے سے ڈرے بت | ہے تیر نشانہ کے لئے سور کی آواز

اللہ ری حیا گاے بھی تو ساز بجا کر | بے پردہ نہ نکلے بت مستور کی آواز

وہ بت سخن حق جو سنے کان لگا کر | ہر سولی سے آنے لگی منصور کی آواز

نالے نے کبھی دلمین ترے راہ نپائی | اُلٹی پھری دیوانۂ مہجور کی آواز

اللہ تو سنتا ہے جو اے بت نہ سنے تو | ہے عرش سے اونچی ترے رنجور کی آواز

سو پردو مین چھپ چھپکے وہ گایا کرے لیکن | کھلجائیگی اکدن بت مستور کی آواز

اک بات مین ڈوب جاتے ہین آفاق کے گوش | بھاری ہے بہت اُس بت مغرور کی آواز

ایسا بھی گلا صاف کسی کا نہین دیکھا | آ آ کے پھسل جاتی ہے اُس حور کی آواز

پچھتائے ہین میرے دل بیمار کو لیکر | سونے نہین دیتی اُنہین رنجور کی آواز

نالان ہے کوئی عاشق بیچارہ عدم مین | سنئے تو سہی آتی ہے کچھ دور کی آواز

قلقل کے عوض شور انا الحق ہے سراسر
شیشہ کے گلے پڑ گئے منصور کی آواز

ہین سور سرافیل سے ہمسر کش مرے نالے
دیتی ہے کہین معرکہ مین صور کی آواز

کسوقت قدم رنجہ کیا خانۂ دل مین
پہلو سے مرے آتی ہے اُس حور کی آواز

ملجاتی ہے ایسی کہ جدا ہو نہین سکتی
ارگن کی صدا اُس بت مغرور کی آواز

ہر راگنی کی صاف نظر آتی ہے صورت
آئینہ شفاف ہے اُس حور کی آواز

زلفین جو اُلجھتی ہین تو گایا نہین جاتا
بیٹھی ہے اندھیرے مین ترے نور کی آواز

دُہرکا ہے کہ دل لیکے دُکھایا نہو میرا
آتی ہے کہین سے کسی رنجور کی آواز

گاتے ہین کہین کانمین آجاتی ہو میرے
بہکی ہوی ہے اُس بت مخمور کی آواز

ہمراہ مینر آل پیمبر کے ہو محشور
جسوقت سُنی زیر زمین صور کی آواز

ردیف سین مہملہ

سبزہ ہے اسطرح رخ دلبر کے آس پاس
جیسے کرن ہو مہر منور کے آس پاس

پریان نہین شراب کے ساغر کے آس پاس
حورین کھڑی ہین چشمۂ کوثر کے آس پاس

ہین خار خار غم دل مضطر کے آس پاس
جنگلا لگا ہے جہاڑ ترے گھر کے آس پاس

ہین جمع لخت دل مژہ تر کے آس پاس
سرخاب اُڑ رہے ہین سمندر کے آس پاس

خار مژہ نہ پاؤن مین چبھ جائے دیکھنا
آنکھین بچھی ہوئی ہین ترے گھر کے آس پاس

اُنکی نگاہ ہے دل وحشی کے ساتھ ساتھ
شہباز اُڑ رہا ہے کبوتر کے آس پاس

ہے منہ کے گرد کانون کے زیور کی روشنی
بجلی چمکتی ہے مہ انور کے آس پاس

گیسو کے بال ہلتے ہین چشم سیہ کے گرد
لہرا رہے ہین سانپ فسونگر کے آس پاس

آنے نپائے نیند شب ہجر مین قریب
شیشے بچھے فقیر کے بستر کے آس پاس

پیر فلک کو شاہ سواری دکھائیے
کاوے لگائیے اسی چکر کے آس پاس

مشتاقون کے حضور کرو درفشانیان
زیبا ہین ہنس دانہ گوہر کے آس پاس

بیدست و پا ہی گر تم نگاہ ہے ای صنم
دل دوڑتا ہے آج ترے گہر کے آس پاس

ـسے گدا کو کرتے ہین شکر خدا اگر ہم
سجدہ مین شیشے جھکتے ہین ساغر کے آس پاس

مرکز یہی ہے دائرہ چرخ کے لئے
پھرتا ہے آسمان ترے گہر کے آس پاس

دوران سر مین بہی ہے شہادت کی آرزو
سر پہر رہا ہے آپ کے خنجر کے آس پاس

دونون جہان ہین دل وحشی کے گرد پیش
دل میرے آس پاس مین دلبر کے آس پاس

دمسے کہین تو ایک گھڑی ای دل حزین
پلکون کے ارد گرد کہ خنجر کے آس پاس

خالی نہین ہین ہاتھ کہ زنجیر در ہلائین
دل پکڑے پہرتے ہین تری گہر کے آس پاس

کوثر سے اپنے پاون مین مہور کھون ای منیر
پھرنا ہے مجکو قبر پیمبر کے آس پاس

ردیف شین معجمہ

دل پر نگیون ہو قدرت پروردگار نقش
ایک ایک نقش مین نظر آئے ہزار نقش

جمتا نہین میان خزان و بہار نقش
دنیا کے رنگ سے مین بہرون اگلی بار نقش

شوق فنا مین کھینچین جو ہم واعذار نقش
ہر خانہ مین جلائے چراغ مزار نقش

آسیب عقل کھوتے ہین داغ شراب سے
خون پری سے لکھتے ہین ہم بار بار نقش

زیر زمین تو چین ہو نالون کے ہاتھ سے
سرمہ سے کھینچا سر لوح مزار نقش

عکس حضور آئینہ سے چین لیجئے
منظور ہے جلائے دریا کے پار نقش

کس کسنے باغ دہر مین سکہ بٹھا دیا
ابھی نظر پڑے زر گل مین ہزار نقش

کیا فائدہ جو غیر کے صدقے مین سیر کی
جام جہان نما نے ملون مستعار نقش

پردے مین بہی وہ آنکہین لڑاتی نہین کبھی
لکھون ہرن کے پوست پہ رنگ گار نقش

اے گل عجب نہین تری تسخیر کے لئے
ماتھے پر اپنے گودھے عروس بہار نقش

دولت کے داغ سے نہ ملیگی کبھی نجات
سکہ سے چھوٹتا نہیں اے تاجدار نقش

بوسون کی مہر کا نہ مٹیگا کبھی نشان
کیونکر عقیق لب سے چھٹے اے نگار نقش

اُسکے قریب بیٹھکے اُٹھتا نہیں کوئی
کیا بوریے کے پاس ہے تاثیر دار نقش

دندان صاف پر نہ جمے گی کبھی نگاہ
ہوگا نہ گنبدہ موتیون پہ اے نگار نقش

طاؤس و کبک ہوگئے وارفتۂ خرام
لکھے تمھارے پاؤن نے حب ہزار نقش

تسخیر دم کے ساتھ ہی اے آتشین رخو
دوزخ میں بھی جلائینگے امیدوار نقش

زلفون مین آپ طائر دل اڑکے پہنسگئے
پھیلا کے جال تو نے کئے آشکار نقش

کیا نکلے مال دست بخیل لیم سے
سکہ ہوا میان کف زر شمار نقش

تیرے نشان مہر کو دلمین نہان کرون
اِس موم مین لپیٹ لون اے گلعذار نقش

تاثیر ہو عمل مین تو بندہ ہو معتقد
آنکھین دکھارہی ہین عبث بار بار نقش

عالم ہے چار خانہ کی پوشاک پر نثار
تسخیر کے لکھے ہوئے ہین چار چار نقش

کھیلون جو نرد عشق ائمہ حریف سے
ہر نقش سے عیان ہون وششکے ہزار نقش

وہ بت کسیطرح نہ دبا ہم سے انجدا
پتھر کے نیچے لکہ کے دبائے ہزار نقش

بارہ اماموں کی سبھے الفت ہے اے منیر
دلپر مرے ہے دوستی ہشت و چار نقش

ردیف صاد مہملہ

کیا کر رہا ہے وجد مین دیوانہ آج رقص
اکثر بگولے کرتے ہین مستانہ آج رقص

آتے ہی تیرے ہوگئے بسمل بتان چین
کرنے لگا تمام صنم خانہ آج رقص

گلگشت کس نے نشہ مین کی اے نسیم صبح
طاؤس باغ کرتے ہین مستانہ آج رقص

شمعون کی روشنی مین نہ ناچو پری رخو
دیکھو اُڑا نہ لے کوئی پروانہ آج رقص

کس ناتوان کو نشہ مین برباد کر چلے
تنکے ہوا مین کرتے ہین مستانہ آج رقص

غیرون کو تم جو باغ مین ٹھکراتے وقت سیر
کرتا ہوا مین سبزہ بیگانہ آج رقص

آنے سے کس کے وجد ہے ہر اہل ظرف کو
کرتا ہے بزم عیش مین پیمانہ آج رقص

کیون وجد مین ہے کسکو جلایا ہے اے کریم
کرتی ہے برق جلوۂ جانانہ آج رقص

تا شام بسملون کو تڑپنا ضرور ہے
دیکھی گی اُنکی ہمتِ مردانہ آج رقص

دریا مین وہ صنم جو نہاتا دمِ سحر
کرتے حباب صورتِ دیوانہ آج رقص

کیا قدر زہرہ پائی ہے ہمزاد یار نے
کرنے لگا ہے سایۂ جانانہ آج رقص

بے لطف طرح ہے تو مکدر مشاعرہ
اِس باغ مین ہے سبزۂ بیگانہ آج رقص

اب دوسری طرح مین کہون اِس زمین کو
کرتا ہے خود بخود دلِ دیوانہ آج رقص

سیکھا ہے کس سے وہ بت نازک مزاج رقص
ٹھکرا رہا ہے شیشۂ خاطر کو آج رقص

رکھتا ہے شور حشر سے کیا امتزاج رقص
کل کی جو پوچھیے تو بتا ہے آج رقص

سر عاشقون کے آپ جو ٹھکرائین ناچ مین
سلطان عشق کے لئے بنجائے تاج رقص

تسکین اُسکے ناچ سے کیونکر ہو ایخدا
دل ٹھہرے کچھ تو کھوئے مرا اختلاج رقص

شکر خدا ادا ہو بھلا کس زبان سے
ٹھکرا کے پوچھتا ہے ہمارا مزاج رقص

سنتے ہین پیشواز وہ پہنین گے صندلی
اب دردِ سر کیواسطے ہوگا علاج رقص

نقد حواس ناچ ترا چھیننے لگا
لیتا ہے سبکے کشورِ دل سے خراج رقص

دولت بغیر ناچ ہوا آپ کا حرام
رکھتا ہے مال و زر کی مگر احتیاج رقص

پامال آپ کرتے جو کشتِ امید کو
بسمل کیطرح کھیت مین کرتا اناج رقص

ہے رنج دوستونکو تری ناچ سے گریز
ڈہرکا ہے کھوندے کہین غم کا رواج رقص

ٹھکرا اُولا کہہ دردِ سر اپنا نچائے گا
کھوتا ہے کیون مرا مرض لاعلاج رقص

پوچھی ہے کس نے قیمتِ دل بزم عیش مین
بازار کا جو بھاؤ بتاتا ہے آج رقص

دلمین ہمارے دور مئے سرخ کا ہے دھیان | شیشہ مین اپنے لال پری کا ہے آج رقص

ہمکو پسند اپنی ہی صحبت ہے ای منیر
دربار مین حضور کے گل ہو کہ آج رقص

ردیف ضاد معجمہ

رکھتا ہے عیش کب دلِ ناشاد سے غرض | مہمان کو ہے خانۂ آباد سے غرض
آباد گھر کو نالہ و فریاد سے غرض | جب تو بغل مین ہو تو تری یاد سے غرض
آنکھوں کی مہر نامۂ اعمال مین رہے | فرد حساب کو ہے اسے صاد سے غرض
دل جان بلب ہے یار چھری پھیرتا نہین | صید زبون کی اٹکی ہے صیاد سے غرض
تم ہو کہ مہر و ماہ ہون گل ہو کہ حور ہو | رکھتا ہے عشق حسن خداداد سے غرض
دنیا لگی ہے بندۂ دولت کی گھات مین | اسباب قید کو نہین آزاد سے غرض
آنکھین جو ہون تو فرق کرے خوب و زشت مین | اندھے کو کیا ہے حسن پریزاد سے غرض
دنیا کی التجا سگ دنیا کو چاہیے | درویش کو ہے رزق خداداد سے غرض
سر پھوڑنے سے بھی نہوی نرم سنگدل | پتھر نہ نکلی تیشۂ فرہاد سے غرض
تلوار کھا ہی جائینگے ایک روز ناتوان | ان مورچون کی نکلے گی فولاد سے غرض
خواہان عیش ہے تو نہ دنیا سے کام رکھ | راحت طلب کو اس ستم آباد سے غرض
جلتا ہے شمع سان تو عبث ہے یہ باد سے | ای دل زبان بریدہ کو فریاد سے غرض
احسان کیون اُٹھایئے شمشیر یار کا | پھرتے ہین سر بکف ہمین جلاد سے غرض
سایہ کی بھی امید نہ رکھ راہ شوق مین | یکتا ہے فن عشق کو ہمزاد سے غرض
دنیا ہوا و ریاس ہوائے میرے کردگار | واقف نہو سکے دل ناشاد سے غرض
چھوڑے جو روح جسم کو ہو جا کے وصل یار | ٹوٹے طلسم نکلے پریزاد سے غرض
چشم سیاہ یار نے سرمہ کھلا دیا | اس جان بلب کو خاک کو ہو فریاد سے غرض

غالب نہ روح پر ہو مرا نفس اے خدا — اس دیو کی نہ نکلے پری زاد سے غرض

مقتول تیغ ناز کی دنیا ہے ملتجی — اکسیر کی ہے کشتۂ فولاد سے غرض

بندہ نہین غلام جو جھک کر کرے سلام — معقول بندگی کی ہے آزاد سے غرض

دیتا ہے مفت جان کوئی پوچھتا نہین — اے بے نصیب خدمت جلاد سے غرض

بے رہنما کی راہ نہین سوجھتی منیر — نادان ہے جو کچھ نہیں استاد سے غرض

ردیف طاء مہملہ

کرتا ہے کون زلف معنبر سے اختلاط — ہر آدمی کو زہر ہے اژدر سے اختلاط

کرتی ہے روح ترک ستمگر سے اختلاط — گردن کو اب حلال ہے خنجر سے اختلاط

باتین ہوا سے کرتے ہین مرغان بوستان — کرتی ہے یاس طائر بے پر سے اختلاط

اس بحر حسن سے دل سوزان کو ربط ہے — کرتا ہے ایک شرارہ سمندر سے اختلاط

رندون کو زاہدون سے الٰہی بچائیو — کرنے لگا نمک مے احمر سے اختلاط

ہمت بڑی ہے قطرۂ ناچیز ہین تو کیا — شبنم کرے گی مہر منور سے اختلاط

باغ جہان مین ہے شجر بے ثمر ذلیل — کرتا ہے کون مردم بے زر سے اختلاط

ممکن نہین ہمیشہ وفا خوبرو کرین — خوشبو کو ایک شب ہے گل تر سے اختلاط

نوک مژہ بھی شوق سے چھیڑے خدا کرے — کرتی ہے شہ رگ آپ کی نشتر سے اختلاط

مرتے ہین ناتوان لب شیرین کے بوسہ پر — ان چیونٹیون کو زہر ہے شکر سے اختلاط

پیاسے مرے لہو کی رہی چشم مست یار — جب تک نہ چھوٹے بادۂ ساغر سے اختلاط

مہندی تمہاری اور مرا خون مل گیا — ہاتھ آگیا یہ رنگ مقدر سے اختلاط

دلمین بلا جو آئے تو آنے دو ڈر نہین — سیلاب کو نصیب ہوا اس گھر سے اختلاط

کرتے ہین مقصدون سے سلوک اہل مقدرت — قدرت خدا کی خیر کو ہے شر سے اختلاط

یارب بتون کے عشق سے توبہ ہزار بار
کافر ہو جو کرے کسی بت سے اختلاط

ہم کون ہین جو منع کرین کار نیک سے
سر کو مبارک آنکی ٹھوکر سے اختلاط

دلپر نگاہ آپ کی پڑتی ہے بار بار
شہباز کر رہا ہے کبوتر سے اختلاط

دیوانہ ہے کرے جو بت سنگدل سے ربط
ہے ہے خدانخواستہ پتھر سے اختلاط

خاک نجف مین ملنے کے لائق نہین منیر
حاصل ہو خاک روضۂ قنبر سے اختلاط

ردیف ظاے معجمہ

مانع ز سرکشی ست بہ بزم بتان لحاظ
چون کاہ دارد م تہ کوہ گران لحاظ

باشد کہ بے حجاب بروئیش نگہ کنم
دیوار ٹوا اگر نشد درمیان لحاظ

جائیکہ بستہ اندرہ باد سر و ہم
گستاخ وار میرسد آنجا چسان لحاظ

خون دلم اگر بخورد عشق نوش جان
از میزبان نمی کند این میہمان لحاظ

وزدیدہ دیدن رخش آنجا نمی توان
جائیکہ شرم شحنہ بود پاسبان لحاظ

در بزم غیر بادہ کشی مے کند کسے
شرم منست غرق عرق خون فشان لحاظ

چشم سیاہ مست کنون رہ نمیدہد
گو باش مثل طائر بے آشیان لحاظ

نبود چنین ز خاک نشینان کنارہ کش
آموز دار ز گرد رہت آسمان لحاظ

درخلوتم خموشی و شوخی در انجمن
بیباکی اینچنین سزدت آنچنان لحاظ

حالی شود چگونہ بران شوخ حال دل
بیدست و پاست بیدہن و بی زبان لحاظ

دست طلب بگردن قاتل کن اے منیر
چند ترا شباد بہدر رائگان لحاظ

نادار کیا کرین کسی زردار کا لحاظ
ان فاقہ مستون کو نہین میخوار کا لحاظ

کرتا ہے کون درہم و دینار کا لحاظ
کس شرع مین حلال ہے مردار کا لحاظ

دل توڑ کر مرا ہوئے آپ منفعل
اللہ اب ہے شیشہ کی جھنکار کا لحاظ

کعبہ بنائیں کعبۂ دل کو شکست دین
کافر ہو جو کرے کسی دیندار کا لحاظ

اُڑتی نہ دیکھی خاک کسی سیرگاہ مین
آندھی کو بھی ہے گردِ رہِ یار کا لحاظ

ایجان اہل درد کی خاطر ضرور ہے
عیسیٰ سے بڑھ کے چاہیئے بیمار کا لحاظ

اس عہد مین رعایت ہمسایہ حنا کی ہے
دردِ جگر کو کب ہے دلِ زار کا لحاظ

آنسو نہ نکلے دل نے جو کھولا نشان آہ
اِس فوج کو نہین ہے علمدار کا لحاظ

اچھی ہو چال یا ہو بُری کچھ خبر نہین
پاپوش اُنکی کرتی ہے رفتار کا لحاظ

مرغِ قفس کے واسطے ہے سو طرح کی قید
بے خانمان کو کیا در و دیوار کا لحاظ

تیرے غضب کے سامنے یکسان ہین خشک و تر
کرتی نہین ہے آگ گل و خار کا لحاظ

ہم مست ہین تو ہین تمھین کیا کام زاہدو
توبہ کرو یہی ہے گنہگار کا لحاظ

آنکھون مین جان آگئی کیونکر نہ رودون مین
لے ڈوبے گا مجھے تری دیوار کا لحاظ

دیوانون سے نہ کیجیئے تمنائے بندگی
بے ہوش کیا کرے کسی ہشیار کا لحاظ

توحید ہے تو فرق تعین نچاہیئے
اِس رشتہ سے ضرور ہے زنار کا لحاظ

ہم بیخودون کو خاطر اہل دول نہین
سوتے کو کب ہے طالع بیدار کا لحاظ

ڈرتے نہین کھلائے ہین ہمکو کباب دل
کرتا ہے کون اپنے نمکخوار کا لحاظ

لیتے ہو ورنہ پنجۂ قشرگان سے کیون سلام
کانٹون مین کھینچتا ہے یہ ہر بار کا لحاظ

قصہ ہوا جو حد سے سوا بات بڑھ گئی
پاس ادب سے دور ہے ہر بار کا لحاظ

وہ ذبح کر چکے تو تڑپنا حلال ہے
بے سر کو کیا ضرور ہے سردار کا لحاظ

تکلیف فکر شعر دو اِسکو اے منیر
بھر خدا کرو دل بیمار کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

غزل

بلبل کو عشق گل نہین اے گلعذار منع
کب مانتا ہے کیجئے دل کو ہزار منع

صحرا کی سیر آبلہ پاؤن کو ہے درست
کرتی ہے کون اشارے سے انگشت خار منع

ہر بندۂ جنون ہے خداوند ای بتو
دیوانون کو ہے طاعت پروردگار منع

دل مین ہمارے خون تمنا نہ کیجئے
حق نے کیا ہے حدِ حرم مین شکار منع

دل صاف کہہ کہ جلوۂ جانان گرم ہے
دربار بادشہ مین ہے گرد و غبار منع

پوجون تجھے مرقع دنیا مین کس جگہ
تصویرون کی طرف ہے نماز ای نگار منع

فربہ ہین غیران سے بچا آب تیغ تیز
مستسقیون کو پانی ہے ای شہسوار منع

نرگس دکھائے آنکھین کہ زنبق ہے چرانا گ
ہمکو نہین ہے وصل عروسِ بہار منع

بیمارون سے نہو سکین گی نیزہ بازیان
ان آنکھون کو ہے سرمۂ دنبالہ دار منع

چین جبین سے تو نہین ڈرتے نظارہ باز
تلوارین کھینچکر کرین ابروے یار منع

جاری ہے حکم آہ دلِ داعذار مین
ہے اس چمن مین آمد بادِ بہار منع

افراط جوش اشک مین بچ دود آہ سے
دریا مین تیرنے کو کریگا بخار منع

باز آ شقاوتون سے کہ سر پر کھڑی ہے موت
توبہ دمِ اخیر ہے اے نابکار منع

بیٹھے ہین رند کوچۂ جانان مین چین سے
فردوس مین ہے طاعتِ پروردگار منع

آرام بہر حسن تڑپنا برائے عشق
سونا ہمین حرام تمہین انتظار منع

جوہر کھلین جو عشق مجازی کی واعظو
جائز ہزار بار رہو اور ایک بار منع

منسوخ حکم حسن سے ہے امر بین بین
شرع بتان مین جبر درست اختیار منع

بہتر بناؤ سے ہے کہین حسن کم سنی
جائز ہے سادگی تجھے ای گل سنگار منع

ہے جام مے علاج مریضان رنج کا
اچھی دوا سے کرتے ہین پرہیزگار منع

آتا جو فاتحہ کو وہ گل ساتھ غیر کے
کرتی زبان شعلہ سے شمع مزار منع

آنکھین دکھائینگے جو نکیرین ترے منیر
کرونگے اک نظر مین شہ ذو الفقار منع

ردیف غین معجمہ

کیا ہو خزان مین خاطرِ پژمردہ باغ باغ
بلبل الم مین پھول حزین بد دماغ باغ

کرتا ہے کیون حدیقۂ رخ سے دماغ باغ
تحصیل بوستان سے تو پائی فراغ باغ

بلبل کو فصلِ گل کی خزا مین نہین خبر
طاؤس کے پرون سے لگائے سراغ باغ

تیرے قدم کے فیض سے پائی شگفتگی
اے گل کلی کلی نظر آتی ہے باغ باغ

ہر ایک گل کی بو ہمین ملجائے بلبلو
پائے دماغ یار سے اپنا سراغ باغ

فصلِ بہار جاتی ہے اندھیر ہو گیا
مفلس کے گھر کی طرح ہوا بے چراغ باغ

ہر گل بتا رہا ہے گذرگاہ کا پتا
دیتا ہے نقشِ پائے بتان کا سراغ باغ

شاکی ہے کس کے ظلم سے فصلِ بہار مین
نکلا ہے دن کو لالہ کے لیکر چراغ باغ

معدوم ہون جو پھول تری رخ کے سامنے
خوشبوئے عطر سے بھی نپائے سراغ باغ

لالہ کے پھول نذر دے تم رات کو جو آؤ
دروازے سے نکل کے دکھائے چراغ باغ

خواہش ہوائے کوچۂ جانان کی پھر کری
پھیلے لگانے نگہتِ گل کا سراغ باغ

دیکھی جو رات کو قدر انداز یان تری
بندوق شاخِ گل سے اڑائے چراغ باغ

ہر نیک و بد نہال ہے فیضِ عمیم سے
کانٹے ہرے بھرے گلِ بے فصل باغ باغ

سنبل کے پاس لالہ و گل بے سبب نہین
کچھ ڈھونڈھتا ہے رات کو پیشِ چراغ باغ

ہنسنے مین کھلے دہن تنگ اگر ترا
ہر غنچہ پھول پھول کے ہو جائے باغ باغ

کیا لکھنؤ سے آئی ہے اب کی برس بہار
ہے موتی جھیل نہر چمن عیش باغ باغ

اندھیر ہے خزا مین کہان جائے عندلیب
کھدوا کے رکھدے راہِ عدم مین چراغ باغ

تمنے دلِ رقیب جلایا تو کیا کیا
اک پھلجھڑی کو چھوڑ کے پھرتی ہو باغ باغ

بھلا اگر نصیب ہو اُس گل کے ہاتھ کا
بے نور تیرے حسن سی ہو نرگس چمن
کیونکر خوشی منائے عروس بہار کی
بے مغز ہے خزان مین برائے شمیم گل
خود گم ہے اسقدر کسی گلرو کی ہجر مین
عالم بسا ہے نکہت گلہای داغ سے
جاؤ جو شب کو سیر گل و لالہ کے لئے
کیا دور ہے کہ خندۂ گل سے ہو درد سر
عشاق واعذار کی گلگشت کرتے ہین
لازم نہین ہے نعرۂ مستانہ بلبلو
بلبل کیطرح صحبت گل سے نہ جی بھرے
پھر کلمہ گو بنے مرے رشک مسیح کا
اُس بت کے پھول ہنیکی خواہش اگر سنے
اُس ماہ کو جو لالہ و نرگس پسند آئین
آنکھین چرائے دیدۂ میگون کی سامنے
ابتک ازل سے فرق گل و خار ہی سو ہے
کیا بزم میکشان مین چمن کو نظر لگے
اک گل سے ترک خندۂ بیجا نہو سکا
پائے جو ظرف کیف شراب بہار سے
بہتر مریض چشم کو ہے آخر الدوا
میخانہ بہار ہے بر ہم ترے بغیر

اگل کہانیسے نپائے کسیدن فراغ باغ
آنکھون مین پانی اُترے جو ہو تر دماغ باغ
بلبل کے پہلوؤنسے نہین پایا فراغ باغ
رکھتا ہے عطر بھر نیکو خالی دماغ باغ
اپنا ہی آپ پا نہین سکتا سراغ باغ
کیا ناک لیکے ہم سے کریگا دماغ باغ
دستی دکھائے شاخ گل تر چراغ باغ
پیدا کرے جو عشق مین ضعف دماغ باغ
پھرتے ہین پھول والون کی میلی مین غرباغ
شیشہ سے بھی زیادہ ہی نازک دماغ باغ
ہو باغ باغ تو بھی کہے جای باغ باغ
پھولے گل فرنگ سی لے اصطباغ باغ
گلہائے تر کی سانچے مین ڈھالی ایاغ باغ
سمجھے ہر ایک پھول کو چشم و چراغ باغ
ہر پھول کی بغل مین چھپالے ایاغ باغ
کب کھو سکا دور نگئ طوطی و زاغ باغ
گل شیشہ شکستہ ہین خالی ایاغ باغ
کہتا ہے ما علینا الاّ البلاغ باغ
ہر پھول کی کٹوری کو سمجھے ایاغ باغ
لائے کے بدلے دی گل نرگس کو داغ باغ
بے مے ایاغ گل ہے مرے بے ایاغ باغ

گلچین فیض روضۂ مولا ہے اے منیر
سیر جنان سے غنچۂ خاطر ہو باغ باغ

ردیف فای معجمہ

کہکشان طول مین ہے ای گل رعنا موباف
شملہ مہر سے پُرزر ہے سنہرا موباف

بادشاہونکے لئے چاہئے زرین مندیل
کہولدے جعد مسلسل سے زریکا موباف

قاضی چرخ نے پایا یہ عمامہ کیونکر
کوٹھے پہ بھول کے چھوڑ آئے ہین ہم کیا موباف

اِسکی خوشبو سے مریضونکو شفا ہوتی ہے
تیری چوٹی مین ہے دستار مسیحا موباف

چوٹی لپٹی ہے تری کینچلی کے لچکے مین
سانپ کیواسطے بجلی ہے سراپا موباف

تیری چوٹی کو بناتا ہے چھڑی پھولونکی
چاہتا ہے کبھی کلیان کبھی چنپا موباف

شرم سے تارون بھری رات چھپی جاتی ہے
کس پریرو کی ہر چوٹی مین بنت کا موباف

گانٹھ دی ہین تری چوٹی نے بلائین لاکھون
میری نظرون مین ہے جعد شب بلدا موباف

جعد سنبل ہے تری موسم گل مین چوٹی
عشق پیچان کی ہے بیل اے گل رعنا موباف

کوئی آئیگی شہنشاہ ختن پر آفت
جھاڑو تار سے زیادہ ہے روپہلا موباف

شفق صبح کی اطلس بھی نہ لینا اے مہر
نہین رکھتا ہے بتانے کی تمنا موباف

آفتاب رخ پرنور کسی سمت رہے
سایہ کیطرح ترے پیچھے ہے کالا موباف

نافۂ مشک ہو ہر ایک صدف سے پیدا
آپ دہلوائین جو اپنا لب دریا موباف

مثل خورشید ضیا یار ہے سر کا تعویذ
ہے کمند فلک مہر زری کا موباف

اِسکے صدقے سے ہی مشاطہ کو لطف معراج
اے پری عرش کی زنجیر ہے گویا موباف

چوٹی گندہوا کے بھی افسردگی خاطر ہے
توسن ناز کو کرتا نہین کوڑا موباف

کھنچکے گندھتی نہین اُس حور جنانکی چوٹی
مشکین کستا ہے پریزادونکی گویا موباف

حد سے بڑھکر بھی مناسب نہین اونچی چوٹی
سر چڑھے گا تری اے سرو تمنا موباف

اسکی سرخی نے بہار آورد کھائی اے ماہ
کف افسوس ہی ملتے ہین ہم دیوانے

بنگیا ہے شفق شام تمنا موباف
خوب دل کھول گئے اُس چوٹی سے لپٹا موباف

کشش باطن آشفتہ و کھائے جو منیر
مو کشان لائے تجھے اے گل رعنا موباف

ردیف قاف معجمہ

ہے داغ دل کو زلف پریشان سے اتفاق
اس چاند کو ہے شام غریبان سے اتفاق

جب ناک بھون چڑھائے تو کیا لطف اختلاط
بوسے کو چاہیے لب و دندان سے اتفاق

مصروف خوش لباسیون مین رہتے ہین حضور
ہم بھی کرینگے دست و گریبان سے اتفاق

اک رات سے زیادہ نہوگا کبھی نباہ
سرمہ کرے تو نرگس فتان سے اتفاق

تا حشر انکے ربط مین ممکن نہین خلل
ہے بیکسی کو گور غریبان سے اتفاق

سچ ہے کہ جنس چاہتی ہے اپنی جنس کو
کالی بلا کو ہے شب ہجران سے اتفاق

رنگ ثبات کا جو ہوا گلرخون کو شوق
مہندی کرے گی خون شہیدان سے اتفاق

ملتا نہین ہے ایک پری کا غبار راہ
آنکھین کرینگی کحل سلیمان سے اتفاق

بخت سیہ کے ہاتھ سے پیتے ہین خون دل
ہے اس شفق کو شام غریبان سے اتفاق

دل کو عبث ہے نالۂ آتش فشان سے ربط
قمری کو کب ہے سرو چراغان سے اتفاق

کسطرح دل سے اُنس ہے رفتار یار کو
کب ہے ہوا کو شمع شبستان سے اتفاق

رکھتی ہے پردہ وحشیون کا خاک راہ یار
ہے رخت گرد کو تن عریان سے اتفاق

چھوٹے جو عشق دل کو تو گھیرے بلائے حرص
آسیب کو ہے قالب بیجان سے اتفاق

دو دو نمین کنگھیون کے جب گر چاک ہو گئے
راس آئے کسکو زلف پریشان سے اتفاق

لو ذات کیطرح انہین کیونکر نہ کھائیے
رکھتی ہین گالیان لب جانان سے اتفاق

دشمن عبث ہین قطرۂ ناچیز کے حضور
شبنم کو بھی ہے مہر درخشان سے اتفاق

اقبال ہو بلند تو دل پہونچے اُنکی پاس
ہر داغ کو نہین مہ تابان سے اتفاق

اکبار مفلسون کو نہ ملجاے گنج زر
چیونٹی کو زہر ہے شکرستان سے اتفاق

جلنے سے ربط رکھتے ہین کاہیدگان عشق
خاشاک کو ہے آتش سوزان سے اتفاق

بوسون کی آرزو مین تاسف مدام ہے
مدت ہوئی کہ ہے لب دندان سے اتفاق

نامرد بھاگ جاتے ہین رنج قلیل سے
ہے دوسر کو شیر نیستان سے اتفاق

زلفین وہ دیکھنے نہین دیتے تو غم نہین
آنکھین کرینگی خواب پریشان سے اتفاق

اب چلکے دیکھنے نجف اشرف اے منیر
واجب ہے خدمت شہ مردان سے اتفاق

ردیف کاف مہملہ

یکتا ہے عصر و عالم و فاضل جناب رشک
علامہ و محقق کامل جناب رشک

اُستاد شاعران جہان سید جلیل
محتاط و عابد و متوکل جناب رشک

آئینۂ محاسن دینی و دنیوی
مجموعۂ تمام فضائل جناب رشک

سرگروہ اماجد و عبّاد روزگار
سرخیل اصفیاء افاضل جناب رشک

اُردو لغات قاعدۂ فن شاعری
طے کر چکے تمام منازل جناب رشک

سب مین مجلدات ضخیمہ تمام کین
تصنیف کی جو ہو گئی مائل جناب رشک

دیوان تینون مصحف اعجاز نظم ہین
رد کر چکے ہین جادوے بابل جناب رشک

کی کربلا مین ہند سے ہجرت جو آپنے
جاگیر خلد کر چکے حاصل جناب رشک

سوے بہشت حضرت ناسخ روان ہوے
جب ہو چکے افادہ کے قابل جناب رشک

ناسخ تھے آفتاب سپہر کمال کے
برج علوم کے مہ کامل جناب رشک

تصحیح مین ہین رشک گروہ معاصرین
تحقیق مین ہین فخر اماثل جناب رشک

شاگرد پروری مین ہین اُستاد بے نظیر
حل کر گئے ہین عقدۂ مشکل جناب رشک

کیونکر نہ میری قدر زیادہ ہو اے منیر
سمجھا گئے تمام مسائل جناب رشک

تقریریں مختلف ہیں مگر بولتا ہے ایک
باجے ہزاروں بجتے ہیں لیکن صدا ہے ایک

بے مثل ہے تجلی نور محمدی
روشن ہے شمع انجمن سوا ہے ایک

دنیا کے دام کید سے چھٹنا محال ہے
الجھائے سب کو رکھتی ہے یہ بیسوا ہے ایک

کثرت گواہ وحدت پروردگار ہے
اعداد بھی پکار رہے ہیں خدا ہے ایک

اول بھی اپنی خاک ہے آخر بھی خاک ہے
جو ابتدا ہے ایک وہی انتہا ہے ایک

شمع و چراغ آئینہ و برق و مہر و ماہ
جلوے ہیں لاکھ رنگ کی جلوہ نما ہے ایک

سنبل ہے کیا بلا جو کرے اس سے ہمسری
لاکھوں ہے پیچ کر نہیں زلف دوتا ہے ایک

تم حکم دو تو شرک سے وحدت ہو آشکار
بت بھی زبان حال سے کہدیں خدا ہے ایک

بیماریاں ہیں اور تپ عشق اور ہے
عیسیٰ سے پوچھ لو مرض لا دوا ہے ایک

دل سے ہے ماسوا میں صدائے اذان بلند
لاکھوں میں ہم پکار رہے ہیں خدا ہے ایک

سب کے لئے ہے نزع کی تلخی کم و زیاد
دنیا میں سیکڑوں ہیں زبانیں مزا ہے ایک

وحدت سے ہے مراد وجود و شہود میں
توحید کے مباحثہ سے مدعا ہے ایک

کوئی غریب کا نہیں اللہ کے سوا
نا آشنا ہزاروں ہیں پر آشنا ہے ایک

تیرا وصال چاہتے ہیں شیخ و برہمن
ایجان مدعی ہیں بہت مدعا ہے ایک

نالاں ہیں غیر آہ ہے میرے گلے میں بند
سب ساز بولتے ہیں نے کی صدا ہے ایک

اڑتی ہے خاک قیس کے پیچھے ہماری خاک
روز ازل سے وحشت جنوں کی ہوا ہے ایک

قبروں کی راہ جاتے ہیں دار بقا میں لوگ
دروازے سیکڑوں ہیں الٰہی سرا ہے ایک

کس پر کرم کرے تری تلوار دیکھیے
سایہ کی آرزو میں ہیں لاکھوں ہما ہے ایک

اللہ رے مصور قدرت کی صنعتیں
تصویر آب و آتش و خاک و ہوا ہے ایک

اکسیر ہو کہ خاک ہو مٹی کے مول ہے
مرنے کے بعد رتبہ شاہ و گدا ہے ایک

دیو شب فراق سے اللہ ہی بچائے
آسیب کیا بلا ہین یہ کالی بلا ہے ایک

نیرنگ عدل دیکھیے قاتل کے عہد مین
سرخی خون ناحق و رنگ حنا ہے ایک

جسم تبان مین ٹھیک ہے پیراہن جبال
لاکھون پہننے والے ہین یارب قبا ہے ایک

ممکن نہین مقام گذرگاہ دہر مین
رخصت ہوا ہے ایک کمر باندھتا ہے ایک

انصاف سے ہے میر ذرا دلمین غور کر
سب ہین بھلے زمانےمین تو ہی برا ہے

سخت جانیکی مصیبت سہی موت آنے تک
زندہ در گور رہے خاک مین ملجانے تک

کنگھی چوٹی سے بلا آئی ہماری سر پر
سیکڑون پیچ پڑے زلف کی سلجھانے تک

سر کے بل آتے ہین اس راہ کی آنے والے
نقش پا ایک نہین کعبہ سے بتخانے تک

چھوڑ کر جائے تو میرا ابھی مردہ دیکھے
جان ٹھہری ہوی ہے تیری ٹھہر جانے تک

جا بجا لشکر وحشت کے کھڑے ہین پہرے
عقل و ہوش آ نہین سکتی ترے دیوانے تک

ابھی جی بن نہین دیکھا کسی عاشق تن نے
روشنی شمع کی پہونچی نہین پروانے تک

دست و پا ہو گئے بیکار تو کیا ڈر کا ہے
دل مرا دوڑ رہا ہے تیرے کاشانے تک

اب سے پیری ہے جو یہی دست درازی اپنی
نوبت آجائیگی انگیا کے مسک جانے تک

سلسلہ جوش جنون کا ہے اسی سے برپا
بڑیان توڑینگے ہم زلف کے بل کھانے تک

آپ ہی یار گلا کاٹ کے مرجائینگے
نوبت آنیکی نہین آپ کے فرمانے تک

بے اجل کرتے ہین بیجان یہ بتانِ ظالم
ہم نہین بچنے کے اے موت ترے آنے تک

بے حجابی ہین نہ انگیا نہ دوپٹہ ہوگا
سارے بے پردہ ہین فقط آپکے شرمانے تک

بے کلیجی نہین آفاق مین ایسا کوئی
دل رہا سینہ سپر زخم جگر کھانے تک

زندگی تنگ ہے فقط حسن و جوانیکی بہا
رنگ و بو ساتھ ہے ہر پھول کے مرجانے تک

آپ کو دور زمانے سے یہان تک کھینچا | ایک پری اڑ کے نہ پہونچی تری دیوانے تک
اس تکلم کی بدولت ہے تجاہل کا لطف | نا سمجھ بنگئے ہین آپ کے سمجھانے تک
ناگوار انکو نہ تھی وصل کی ہاتھا پائی | نہ پھٹا دل نئی انگیا کے مسکجانے تک
اب تو روٹھے ہوئے جاتے ہو مگر یاد رہے | خراب ہو جائینگے ہم تمکو خیال آنے تک

رحم اس مست کی اوقات پہ آتا ہے منیر
پاس ہو کر جو پہونچتا نہو میخانے تک

ردیف کاف فارسی

کیونکر شکار حسن نہ کھیلین یہان کے لوگ | پریون کو پھانس لیتے ہین ہندوستان کے لوگ
گنج لحد مین سوئینگے مشتاق کیون نہو ان | جلگئے ہین ساری رات کی بزم جہان کے لوگ
شرع وفا مین سجدۂ شکرانہ ہے یہی | پتھر سے سر پٹکتے ہین شہر بتان کے لوگ
آپس مین ایک دوسرے سے آشنا نہین | زیر زمین بھرے ہین الٰہی کہان کے لوگ
زنار سے ہے کم رگ جان جسکے سامنے | بندے ہوئے ہین اس بت نا مہربان کے لوگ
تا چند جائین سوے عدم ساکنان دہر | یارب کبھی یہان بھی تو آئین وہان کے لوگ
جاکر تری گلی سے پھریگی جو سیل اشک | پوجینگے پاؤن قاصد آب روان کے لوگ
نان جوین کو ترک نکرائے مذاق زہد | دیتے ہین لقمہ لذت کام و زبان کے لوگ
باغ جہان سے جاتے نہین جانب بہشت | ناحق طمانچہ کھاتے ہین باد خزان کے لوگ
ہمت کے پتلون کو نہین زیبا تلاش جاہ | طالب عبث ہین دہر مین نام و نشان کے لوگ
میراث دودمان جنون ہے برہنگی | باہر ہین اپنے جامہ سے اس خاندان کے لوگ
پھر شوق آب تیغ مین بیتاب ہین شہید | مرتے ہین شہر زندگی جاودان کے لوگ

اپنی خبر لے اور ون سے کیا کام ای منیر
کس کا زمانہ کونسی بستی کہان کے لوگ

ردیف اللام مہملہ

جامع اضداد ٹہرا عشق مین اے یار دل
مخزم دل فولاد دل دیوانہ دل ہشیار دل

منہ چہپائے زیست سی کاش اے بت جو خونخوار دل
مانگے تیغ ناز سے اک زخم وا منقار دل

اسقدر مشتاق سونے کا شب ہجر مین ہے
خواب مرگ آئے تو سمجھے دولت بیدار دل

جب وہان زخم سے ملنے کو آتی ہی ہنسی
سنگ غم سے کہینچتا ہی سامنے دیوار دل

حسن سے کیون بڑہگیا رتبہ مین عشق و داد آب
تیری آنکہونسی زیادہ ہوگیا بیمار دل

پہوٹ آپس مین پڑی ہی خوب فیض عشق سے
جان سی بیزار مین ہون مجہسے ہی بیزار دل

قبر کے پہلو مین بہی اسکا سمانا ہی محال
بل بے مرنیکی خوشی کیا ہوگیا طیار دل

جان دی سر پہوڑ کر سنگ ملامت کیلئے
شیشہ مے کی جوا ے واعظ سنی جہنکار دل

زخم کے منہ کو زبان اپنی جو دے پیکان تیر
دست بوسے کیلئے مانگے لب سوفار دل

قبرون سے اپنے دفینون کو نکال اے شور حشر
قہرمان عشق کا ہے مخزن اسرار دل

کیا الہ آباد کے احباب یاد آئے منیر
کیون ہوا بیتاب بسمل کی طرح اکبار دل

رہے اورون سے گنجفہ کا کہیل
جان پر کہیلتا ہے اپنا کہیل

تیری گردش سے کون ڈرتا ہے
اے فلک ہی یہ چرخ پوجا کہیل

ہیچ ہے عشق لیلی و شیرین
ایسی گڑیان ہین لڑکیونکا کہیل

پلے ہین مہد عشق بازی مین
ہمکو رونا ہنسی تڑپنا کہیل

کہیلتی ہین ہماری سر پر یان
کیا طلسمات ہے جنون کا کہیل

انکی آنکہون کو قتل عالم ہے
شعبدہ دل لگی تماشا کہیل

یاد ہمکو انہین فراموشی
بس یہی آجتک نہ بہولا کہیل

رنج و غم ہمکو شغل تنہائی
چہیڑ انکو فساد فتنہ کہیل

روز بے پر کی اڑتی ہے ایجان
تیری تکل بنی ہے طرفا کھیل

گولیان کھیلتا ہے یارون سے
خوب سیکھا ترا تپنچہ کھیل

نقش کن کھینچکر مٹائے کون
زیب دیتا ہے تجکو تیرا کھیل

طفل ناوان نے پردہ کھولدیا
عشق سمجھی تھی کیا زلیخا کھیل

چھینٹے دیتے ہین آپ پریونکو
نہین کھیلے یہ شاہ دریا کھیل

ابتک اک پاؤن سے کھڑے ہین سرو
کھیل آئے چمن مین تم کیا کھیل

بند کرتے ہین آنکھین طفل سرشک
منہ دکھانا نہین تمہارا کھیل

کسطرح کھیلتی ہے سر پر موت
سیکھین تیشہ سے کوہکن کا کھیل

صورت آسمان نہ چکر کھاؤ
بالے پن مین نہ کھیلو بوڑہا کھیل

کھیلے چھلا چھپول ان سے کون
نہ کھلائے کہین انگوٹھا کھیل

پائیان لائین حورین طوبی کی
کھیل دیکھے وہ سرو زیبا کھیل

چاندنی مین تری کبڈی کو
دور کرائے سب مین اچلا کھیل

فکر دنیا ہے دوستون کو منیر
دل لگی کیمیا ہے عنقا کھیل

ردیف میم

کبھی باہر نہوئے ایک قبا سے ہم تم
مل کے باہم رہے تاثیر دوا سے ہم تم

عقل پھر مانگتے درگاہ خدا سے ہم تم
ہوش کی لیں پہلے وداکرتے دعا سے ہم تم

میل اب چاہتے ہین باد صبا سے ہم تم
وہ بھی کیا دن تھے کہ لڑتے تھے ہوا سے ہم تم

مل نہین سکتے یہان شرم وحیا سے ہم تم
مانگ لین کوئی جہان اور خدا سے ہم تم

دیکھہ لین انجمن نکہت گل کا عالم
باغ مین پہلے چلین باد صبا سے ہم تم

ندر مانی ہے جو ملجائینگے تو چندی مین
پھر نہ منہ پھیرینگے درگاہ خدا سے ہم تم

وارث عشق ہین ہم حسن کے وارث تم ہو — خون فرہاد کا بدلا لین قضا سے ہم تم
ماسوا ہین نہ کسی پر خبر وصل کھلی — پردے منگوائین گے درگاہ خدا سے ہم تم
دل تمہین کعبۂ ابرو ہو مبارک ہمکو — کس لیے بحث کرین قبلہ نما سے ہم تم
مدة العمر ملے رہتے ہین کیونکر دو دل — آؤ دریافت کرین اہل وفا سے ہم تم
بیخودی سے کوئی بہتر نہین خلوت خانہ — چل بسین اسمین الگ خلق خدا سے ہم تم
دیکھہ لیگا جو کوئی جامہ سے باہر ہوتے — منہ چھپاتے نکلے بھلا کسکی قبا سے ہم تم
نقد دل نقد صفا دونو بچالین ساتھی — باندھکر ہاتھہ ملین دُزد حنا سے ہم تم
گرمیان دیکھہ کے شبنم کی گلو نسیم سحر — پانی پانی ہوے جاتے ہین حیا سے ہم تم
عالم دلمین نہین ہے گذر پست و بلند — بچ کے بھاگین نظر ارض و سما سے ہم تم
ہاتھہ آتی ہی نہ تھی منزل وصل ابدی — سیدھے آپہونچے یہان راہ وفا سے ہم تم
خاک پر بیٹھے ہوے دیکھتے ہین عرش کی سیر — قرض لین ہمت عالی فقرا سے ہم تم
حرم و دیر سے کیا طالب وحدت کو غرض — کس دوراہے مین گئے راہِ خدا سے ہم تم
بھولکر بھی جو اُٹھاوینگے حجاب آپس کے — ڈہکے منہ روینگے پھر کسکی قبا سے ہم تم
کہین شیشہ کی پریکو یہ چھپا آئے ہین — اندنون خونِ بطِ مے کے ہین پیاسے ہم تم
چھوڑکر قالب خاکی جو نہین روح لطیف — پھر نہون دست بغل کہنہ قبا سے ہم تم
نقل شیرینی تقریر کہان ملتی ہین — لین تبرک بھی درگاہِ خدا سے ہم تم
لوٹ لائی ہے عروسانِ چمن کا جوبن — چھین لین نکہتِ گل بادِ صبا سے ہم تم
پر وہ عاشق و معشوق رہے حشر کیدن — مانگین خلعت بھی دربارِ خدا سے ہم تم
آبرو کھوکے گوارا ہے کسی ہستی ہوگی — ہاتھہ دہو بیٹھین کہین آبِ بقا سے ہم تم
بانٹ دین میکدہ مین نقد حیاتِ جاوید — چھین لین عمر ابد آبِ بقا سے ہم تم
سلطنت چھوڑ اُٹھے نشہ مے کی خاطر — دہوپ مین بھاگ گئے ظل ہما سے ہم تم

ساتھ ہی ہوگئی جو بات نکالی منہ سے
کبھی پیچھے نہ ہٹے تیر دعا سے ہم تم

یہ وہ حربہ ہے سپر جسکی نہین دنیا مین
دم چراتے ہین عبث تیغ قضا سے ہم تم

نام روشن ہو شبستان جہا مین تاحشر
شمع منگوائین مزار شہدا سے ہم تم

دم مین جا پہونچین اگر منزلِ مقصود ہو دور
سیکھ لین تیز روی تیغ قضا سے ہم تم

ہمہ تن وصل کے دن رنگ بدل جائیگا
عید کو ہونگے بغلگیر قبا سے ہم تم

دلِ وحشی کے بکھیڑے سے جو ابکی چھوٹی
پھر نہ اُلجھینگے کسی بے سر و پا سے ہم تم

کھنچتی ہے روح طبیعت سے بدن مین گھٹکر
کیا شکنجے مین ہین تنگی قبا سے ہم تم

حشر تک فرق نہو عالم یکرنگی مین
عہد نامہ لکھین خونِ شہدا سے ہم تم

او[illegible] دن سے مانگ کے دیتا ہے زمانہ کیا کیا
نعمتین پاتے ہین کشکول گدا سے ہم تم

کس کے قابو مین بھلا دیکھین یہ شیشے آتی ہے
شرط بد بد کے کرین ربط وفا سے ہم تم

دو قدم چلکے رہ شوق مین بس اُٹھ نکلے ابھی
منزلون آگئے ہین نقش کفِ پا سے ہم تم

دل و جان بنکے رہے جامۂ تن کے اندر
کبھی باہر نہوئے ایک قبا سے ہم تم

چمن دہر مین اک وضع سے جی گھبرایا
مانگ لین رنگ تلوّن اُمرا سے ہم تم

آبرو پا گئے لیکن نہ دیا نفس دنی
پانی پی پی کے رہے خون کے پیاسے ہم تم

اور تدبیر نہین نقش کشی کی کوئی
تیغ کین مانگ لین جلاد و قضا سے ہم تم

بار احسان سے نہ پس جائین کہان کی دولت
ہڈیان اپنی بچاتے ہین ہما سے ہم تم

چمن وصل رہی بادِ خزان سے محفوظ
پھول چن لائین مزار شہدا سے ہم تم

شہر الفت مین نہین عالی و سافل کا فرق
کیا غرض ہے جو وہین ارض و سما سے ہم تم

کہہ یہ دو آہ سے بیزار ہنون وصل کی شب
جی مین ہے میل کرین آب و ہوا سے ہم تم

کس جگہ نقد دل و دین یہ چرا رکھتا ہے
آؤ تحقیق کرین دزد حنا سے ہم تم

دیکھ لینگے جو ہوا عمر ابد پر قابو
زندگی ہے تو سمجھ لینگے قضا سے ہم تم

منغفرت کی تمہین ضد ہمکو گنہگاری کی
باز آئینگے نہین عفو و خطا سے ہم تم

صاف ہو کر رہے محفوظ نگاہ بد سے
نظر آتے نہین افراد صفا سے ہم تم

سر توحید کھلے فرق تعین نہ رہے
آؤ دل کھول کے ملجائین خدا سے ہم تم

کشش شوق کو کیون جمع کیا باطن مین
اڑ گئے ہوتے اس آندہی مین بلا سے ہم تم

فائدہ کیا جو دبستان کدورت مین رہین
سبق صلح پڑہین اہل صفا سے ہم تم

چھوڑ کر جامۂ تن پائی کفن کی پوشاک
بند سے ہے گٹھڑ مین نکلتی ہی قبا سے ہم تم

دیکھین اب کون کرے دعوی عالی ظرفی
توڑ آئے مے گلرنگ کے کاسے ہم تم

جسطرح ہو سکے تحصیل سعادت کرلین
کھول لین خط اثر بال ہما سے ہم تم

کہتے ہین شرع مین بھی منہ سے نہ نکلے کلمہ؎
ابکی بولین جو کسی اہل ریا سے ہم تم

کیا شب وصل کے جاگے ہوی تھی نام خدا
حشر کو بھی نہ اٹھے خواب فنا سے ہم تم

ہوگی دونونکو کسی اور ہی قاتل کی تلاش
نہ سنین قتل کی لذت شہدا سے ہم تم

بے نیازی بھی کسیکو کبھی ہاتھ آئی ہے
ہین خدائی کے طلبگار خدا سے ہم تم

جو تمہین ڈہونڈہنے جاتا ہے ہمین پاتا ہے
ہوگئی اور ہی کچھ مشق وفا سے ہم تم

خضر توفیق جو پہونچائے وہان مثل منیر
پھر نہ آئینگے کبھی کرب و بلا سے ہم تم

آشفتہ دل سے زلف ہو زلف دوتا سے ہم
آسیب سے زیادہ بلا ہے بلا سے ہم

دل کو غبار یار سے دل سے ہمین غبار
روپوش آئینہ سے صفا ہے صفا سے ہم

دیکھو گے تم کبھی تو محبت کی آنکھ سے
امیدوار تم سے وفا ہے وفا سے ہم

زندہ رہے فراق مین کسطرح منہ دکھائین
شرمندہ تیرے منہ سے حیا ہے حیا سے ہم

تجھسے ہی نام ہستی موہوم کا نشان
زندہ تیری بقا سے فنا ہے فنا سے ہم

بیگانہ وصل اس سے ہی ہم وصل سے الگ
نا آشنا اثر سے دوا ہے دوا سے ہم

ملتے ہین اُس سے ہم جو کوئی یار سے ملے
اُس بت سے ہمکنار قبا ہے قبا سے ہم

راہِ وفا مین ہین تن و جان سی ٹبے ہوئے
مٹی سے آگے آگے ہوا ہے ہوا سے ہم

دونون مین کون کر سکے اپنی برابری
دل سے شکستہ زلف ہے زلفِ رسا سے ہم

یارون مین کہل کے اپنی تمنا ہوئی خفیف
آمین سے ذلیل دعا ہے دعا سے ہم

جو اُس سی فیض پائے اُسی سی ہین مستفیض
خوشبو چمن سے بادِ صبا ہے صبا سے ہم

تقصیر ہمکو لیگئی درگاہ عفو تک
محفوظ مغفرت سے خطا ہے خطا سے ہم

شرماتے ہین وہ اس سے یہ ہم سے کشیدہ ہے
پردہ سے تنگ اُنکی قبا ہے قبا سے ہم

زندان سے چہٹکے آئے ہین کسکو عزیز ہون
ہر شے سے ناپسند قضا ہے قضا سے ہم

تقدیر اُس سے مانگ کے دیتی ہے خلق کو
منعم سے مستفیض گدا ہے گدا سے ہم

دیوار قصر یار کے ممنون کیون نہون
سائے سے فیضیاب ہما ہے ہما سے ہم

رتبہ نہ پوچہو بادۂ خُمِ غدیر کا
خوشنود میکشون سے خدا ہے خدا سے ہم

جب سے ترا محیط کرم آشنا ہوا
بیگانہ معصیت سے سزا ہے سزا سے ہم

مرقد سے سالکان محبت کو کیا غرض
اس راستے سے دور سرا ہے سرا سے ہم

غصے کے ساتھ غم ہے تو ہم غم کے ساتھ ہین
مخلوط زہر سے یہ غذا ہے غذا سے ہم

ناراض ہو زمانہ تو پروا نہین منیر
راضی بلاکشون سے خدا ہے خدا سے ہم

ردیف نون معجمہ

بال سلجہا کے بلائین تری ہم لیتے ہین
پاؤن دہونے کے بہانہ سے قدم لیتے ہین

خواب مین آنیکی اُس بت سے قسم لیتے ہین
نیند بکتی ہوئی ملجائے تو ہم لیتے ہین

ٹہوکرین کہانیکو جہک جہک کے قدم لیتے ہین
دم و سر مول ترے سر کی قسم لیتے ہین

پہر ٹہرتے نہین جو راہ عدم لیتے ہین
جانیوالے کہین اُس راہ مین دم لیتے ہین

اُن سے اقرار شب وصل کے ہم لیتے ہین
آپ کیون فتنۂ محشر سے قسم لیتے ہین

کب ترے ہجر مین آرام سے دم لیتے ہین
ہندو زلف سے چوٹی کی قسم لیتے ہین

مفت مین دامن سائل نہین بھرتا کوئی
وہ قدم آپ کے لیتا ہے کہ ہم لیتے ہین

رتبۂ عشق کوئی حسن کے دل سے پوچھے
سانس لیتے ہین تو دل تھام کے ہم لیتے ہین

ہمکو منظور ہے وصف لب و دندان لکھنا
جھولیان بھر کے ثواب اہل کرم لیتے ہین

قبر مین سونے دے اے شور قیامت ہمکو
پاؤن ہم پوجتے ہین آپ قدم لیتے ہین

کون سوتا ہے یہان نیند کسے آتی ہے
قطعی یاقوت کی ہیرے کی قلم لیتے ہین

مہندی ملل کے وہ چلتے ہین کچھہ اس رنگ کی چال
ایک مدت کے تھکے ماندے ہین دم لیتے ہین

نہین لیتے ہین رقیبون سے تصور اُن کا
خواب مین دیکھنے کی کیون وہ قسم لیتے ہین

کس مسیحا سے تمنائے ہم آغوشی ہے
جتنے خونخوار ہین جھک جھک کے قدم لیتے ہین

کہین تقصیر کسی سے ہو سزا مین پاؤن
چوری کا مال تو نہین مفت مین ہم لیتے ہین

آنکھون پر رکھتے ہین اُتری ہوی مہندی عاشق
کروٹین قبر مین کیون اہل عدم لیتے ہین

ایک بوسہ وہ اگر دیتے ہین سر کے بدلے
کوئی اقرار کرے مجھسے قسم لیتے ہین

فاقہ مستی مین تعلی نہین جاتی اپنی
جو ترے پاؤن پڑے اُسکے قدم لیتے ہین

شادی وصل مناسب نہین غمخانہ مین
لاکھو نمین کہدین کہ ہم لیتے ہین ہم لیتے ہین

حسن کی آڑ طلب کرتے ہین دیوانہ حسین
قرض ملجائے تو پیمانۂ جم لیتے ہین

اے خدا یاد کیا ملک عدم مین کس نے
عرش ملجائے کرایہ کو تو ہم لیتے ہین

پختگی وصل کے وعدے کی بھلا کیونکر ہو
سایۂ بال پریزاد مین دم لیتے ہین

مرتے دم بھر خدا اُسکو پکارین کیسے
ہچکیان نزع مین کس واسطے ہم لیتے ہین

نقد دل دیکے عبث ہم نے جنون مول لیا
منہ کی کھاتے ہین اگر سر کی قسم لیتے ہین

آپ کا نام اسی منہ سے تو ہم لیتے ہین
یہ وہ سودا ہے اِسے مفت بھی کم لیتے ہین

قتل کرکے مری توقیر بڑہاتی ہین حضور
سینہ پر صبر کی سل رکھکے دباتی ہین اسے
خواب غفلت مین بہی ہم ہاتھ لگائین کیونکر
کس نے تیرا شجر عشق لگایا دلمین
وہم ہے جنبش بلا کوئی نہین لیتا ہی
سالک منزلِ مقصود مین رکنا کیسا
سسکیان بھرتے ہین گہبراکے اچھل پڑتے ہین
ٹہیس سے شیشہ لبریز نہ چہلکے کیونکر
داغ دل درد جگر کاہش جان رنج فراق
ڈہونڈہتے پھرتے ہین سرمایۂ صبر و آرام

خون ناحق کے زمانہ سے قسم لیتے ہین
آج بدلا دلِ بیتاب سے ہم لیتے ہین
غل مچاتی ہین چھڑی ہم جو قدم لیتے ہین
سانس اکٹری ہوی کسواسطے ہم لیتے ہین
دل سے آواز یہ آتی ہے کہ ہم لیتے ہین
پاؤن اٹھہ جاتے ہین رستے مین جو دم لیتے ہین
کوئی چٹکی جو کبھی ران مین ہم لیتے ہین
دل دکھاتے ہین رو نیکی قسم لیتے ہین
جو ملے آپ کی سرکار سے ہم لیتے ہین
خانۂ دل کی تلاشی یہ صنم لیتے ہین

دیکھہ لین شاہ ولایت کی سواری جو منیر
ابہی ہم قنبر و دلدل کے قدم لیتے ہین

چھپ کے اس بت کی چاہ کرتے ہین
نزع مین واہ واہ کرتے ہین
ہمکو عادت ہوئی تغافل کی
کیا کہون حال روسیاہی کا
زندہ درِ گور کرتے ہین یہ بت
چاندنی مین جلا دیون ہمکو
دیدہ و دل پھنساتے ہین مجھکو
کالے تیرون کی پڑتی ہے بوچھار
دیدہ و دل کی کچھہ نہین سنتے

دل ہین چوری سے راہ کرتے ہین
کیون مسافر سے راہ کرتے ہین
اس طرف کیون نگاہ کرتے ہین
توبہ توبہ گناہ کرتے ہین
خاک تجھہ پر نباہ کرتے ہین
خاطر اے رشک ماہ کرتے ہین
دشمنی خیر خواہ کرتے ہین
سرمہ دیکر نگاہ کرتے ہین
فیصلہ بے گواہ کرتے ہین

تیر یارین کسکو کھائے کوئی
جھکی جھکی نگاہ کرتے ہین

زندہ در گور ہین تری خاطر
مردون کو ہم گواہ کرتے ہین

کر رہے ہو پڑو جہنم مین
کچھہ تمھارا گناہ کرتے ہین

طالع زشت کا ہو منہ کالا
یہ مجھے روسیاہ کرتے ہین

نیچے جاتے ہین دیکھنے کے لیے
آنکھین ہم فرش راہ کرتے ہین

جان دینے سے کب پھرے عاشق
بر طرف کیون سپاہ کرتے ہین

اس طرف دیکھکر ذرا کہیئے
آپ کس سے نباہ کرتے ہین

مرکے بھی ہے فقیرون کی صحبت
تکیہ کو خوابگاہ کرتے ہین

کہدیا تم سے دل لگی کیسی
لو سنبھل جاؤ آہ کرتے ہین

مالک اپنا علی بہادر ہے
شکر فضل الہ کرتے ہین

سب سے بیہودہ گو ہمین ہین منیر
لوگ کیون واہ واہ کرتے ہین

دونون عالم کی سیر کرتے ہین
دم مین جیتے ہین دم مین مرتے ہین

پھر وہ مہندی سے ہاتھہ بھرتی ہین
پھر سر دست خون کرتے ہین

سب سے باتین چمک کے کرتی ہین
نور کا بادلا کترتے ہین

کیون اترتا ہے ہر گھڑی پہونچا
کسکے دل پر وہ ہاتھہ دھرتے ہین

لاکھہ وہ ہمکائین کھینچکر تلوار
مرنے والے کسی سے ڈرتی ہین

آپ زندہ سمجھتے ہین کس کو
جان دیتے ہین ہمتو مرتے ہین

دل و جان آنکھون پر تصدق ہین
صدقے بیمارون پر اترتے ہین

موت کا انتظار کون کرے
دیکھہ لو ہم بن آئے مرتے ہین

تلے گن گن کے کاٹون آدھی رات
موتیون سے وہ مانگ بھرتے ہین

جمع کرتے ہین کس کے ہوش و حواس
بال بکھرے ہوے سنورتے ہین

صاف ہوتا ہے آنچ سے سونا
نشہ مین اور بھی نکھرتے ہین

ہڈیان توڑتے ہین دیوانے
بال گوندے ہوے بکھرتے ہین

تیرے دریاے حسن سے ایجان
دو حباب آج کل اُبھرتے ہین

کیا ندی تھی زبان بوسے کی
آپ کس منہ سے اب مکرتے ہین

رنگ کیونکر جمے شہیدون کا
سنتے ہین وہ لہو سے ڈرتے ہین

شوق زیور مین کیا سنے میری
بالیان پہنے کان بھرتے ہین

عشق پاتا ہے حسن کا رتبہ
زرد ہو ہوکے ہم نکھرتے ہین

زندگی ہے تو ہم دکھا دینگے
اسطرح مرنیوالے مرتے ہین

بے دہن ہوکے اسقدر دعوے
آپ کس منہ سے بات کرتے ہین

موت کا روز سامنا ہے منیر
ایسے جینے پر آپ مرتے ہین

عدم کو بھیجین مجھے سبکو پائیمال کرین
کسیکو راہ بتائین کسی سے چال کرین

بلا سے ہم ہوے بیجان وہ کیون ملال کرین
ہمین کو روئین جو اپنا تباہ حال کرین

پری جو شیشہ مین اُترے تو کیا ملال کرین
بغل مین تم ہو تو کس بات کا خیال کرین

ہمارے خون سے خنجر اگر نہ لال کرین
ہمین کو گور مین گاڑین ہمین حلال کرین

کسی درخت کے سایہ مین بال سلجھائین
مری بلا سے جسے چاہین وہ نہال کرین

ہمارے واسطے وہ بنگئے ہین چوسر باز
ہمین سے رنگ اُڑائین ہمین سے چال کرین

اگر رچی نہین مہندی تو خون دل دیدون
مصور کس لئے رو رو کے آنکھین لال کرین

بغیر مانگے کہے جان دین یہ کیا معنے
قضا کو منہ نہ دکھائین جو انتقال کرین

یہی ہے خیر کہ ترچھی نظر سے غافل ہین
چھری جو پائین تو ہمکو ابھی حلال کرین

کریم بھی ہے غنی بھی ہے ایکذات اُسکی
وہ کون کون ہین جو جان دینے آئے ہین

چلن بتون نے عجب طرح کا نکالا ہے
دکھائین آپ جو عالم فریب حسن اپنا

خفا ہون جو کوئی آپ کو کہے یوسف
نجائینگے ترے دروازے سے نجائینگے

تمہارے کوچہ مین دیکھین بہار کی آمد
خدا کیواسطے انصاف کس سے چاہون مین

عیان ہے جنبش ابرو سے فوج کی نیت
یہ جانتے ہین وہی ایک دینے والا ہی

نوین برس ہی مین جوبن نکال لین پورا
نہین پسند انہین گردن سے سر جدا کرنا

بھرے ہین میرے سراپا مین خار غم اکہن
تمہارے ہاتھون کی مٹی نہو نصیب ہمین

عبث عبث ہوے موقوف عاشق آنکھو نکے
نگاہ لطف ہے درکار اگر نہین تو نہین

لگاؤ عاشقون کو جتنے تیر بہتر ہے
ہوا کے گھوڑے پر آئے ہین کیا کبھی کوئی

نظر پڑی شب دل مین چاندنی تا صبح
جو دردِ سر کی خبر سنکے وہ چلے آئین

غلام سر جو تصدق کرین تعجب کیا

سبھی فقیر ہین کس سے یہان سوال کرین
حضور دل مین تو سوچین ذرا خیال کرین

کسی سے چال کرین مجکو پائمال کرین
خدا ہی جانے کہ کیا کیا استعمال کرین

حضور خواب مین دیکھین ادھر خیال کرین
فقیر اور کسی سے کہین سوال کرین

نئی بہشت مین نوروز اپنی سال کرین
قصور غیر سے ہو مجھسے کیون ملال کرین

پڑہی چھری سے کسی دیکھئے حلال کرین
خدا سے پائین کسی سے اگر سوال کرین

جو ماہ چاردہ سے بیس ہون کمال کرین
حرام موت مرون کیون جو وہ حلال کرین

ابھی تو جھک کے قدم لون جو پائمال کرین
اگر غبار کدورت سے کچھہ ملال کرین

برائے نام تو بیمارون کو بحال کرین
حضور خوش ہین ہم سے اگر ملال کرین

کئی ہزار زبانون سے عرض حال کرین
سواری آپ جو روکین تو عرض حال کرین

جو چاند رات کو غرہ ندین کمال کرین
ہزارون شکر کے سجدے شب وصال کرین

حضور ذبح کرین تو بڑا کمال کرین

نجانیو کہ اثر جذب مین نہین باقی
وہین کہو چلیے آؤ جہان خیال کرین

اگر زمانہ ہمین اے منیر فرصت دے
تو نظم ہم بھی غزل کوئی حسب حال کرین

نام کو سب ہین مگر صاحب نشان کوئی نہین
اس جگہ تقدیر لائی ہے جہان کوئی نہین

خوابمین لپٹا ہے کس سے جانِ جان کوئی نہین
دیکھہ آنکھین کھول کر اے دل یہان کوئی نہین

قصد جانبازی جو کرتا ہو تمین انکے سامنے
ہنس کے کہتے ہین ہمارے خواہان جان کوئی نہین

سچ تو ہے وہ جلوہ گر ہو کسکے دلمین اے فلک
واقعی اس چاند کے قابل مکان کوئی نہین

ہم جبین فرقت ہین اے زاہد خدا کا نام لے
جان کسکی ہے اگر وہ جان جان کوئی نہین

جسکے دلمین دیکھئے حرص و ہوا کا ہے ہجوم
غیر سے خالی مکان اے جانجان کوئی نہین

گالیان تا چند بس بس کہ اُٹھینگے ہم بھی کیا
چپ ہو اللہ ایسا بے زبان کوئی نہین

گور تک جانیکو کب ہے راہبر کی احتیاج
اے جرس خاموش ہو رہ کاروان کوئی نہین

وہی جو کعبے مین اذان جا کر تو یون آئی صدا
کسلئے فریاد کرتا ہے یہان کوئی نہین

انکے ہاتھون جلد اپنا فیصلہ ہو جائیگا
اب سوا تیغ اجل کے درمیان کوئی نہین

فقرے کرتے ہین یہ بت بوسہ نہ دینے کیلئے
کہنے کی باتین ہین انمین بیدہان کوئی نہین

خالی آنچل ہر دوپٹے کی نظر آتی ہین کیون
اندنون تیری گرہ مین نقد جان کوئی نہین

پردے سے اب تو نکل آؤ خدا کے واسطے
آپ سے باہر ہوا مین بھی یہان کوئی نہین

گالیان بوسہ تو کیا حسرت ہی آدھی باتکی
غیر ہی سب کچھ ہین کیا یہ نیم جان کوئی نہین

دل لگی کی راہ سے جو چاہین فرمائین حضور
دوست بندیکا نصیب دشمنان کوئی نہین

شہر خاموشان مین نووارد کی مٹی ہے خراب
بات کرنیکو بھی پیش میہمان کوئی نہین

گھر کہیان بھی بند کین میرے جلانیکے لیے
منہ دکھانیکی جگہ ایجان جان کوئی نہین

بیخود ان کے سامنے لازم نہین اتنا حجاب
بے تکلف کیون نہین ہوتے یہان کوئی نہین

خط پیشانی کے مضمون آہ مین شاید نظم ہین
بیت ابروئی بتانکا مدعا ملتا نہین

ناچ مین تو نے چرایا اسقدر اپنا بدن
قد آدم ہونے کا پتلا ترا ملتا نہین

انتہا دیکھی شب طولانئ فرقت کی بھی
دوسرا زلف معنبر کا سرا ملتا نہین

یار نازک ہین ہون لاغر وصل کیونکر ہو سکے
وہ کمر ملتی نہین سینہ اگلا ملتا نہین

کاسۂ دل گم ہوا کیونکر پئین یا رب شراب
آج روزی کا ہمارے ٹھیکرا ملتا نہین

ڈھونڈھتے پھرتے ہین سب اوسکو ادیکی نور ہین
چاندنی نکلی ہے پر وہ مہ لقا ملتا نہین

خشکئ عورت کی تو کیا ہی چاٹ ہو سونکی بھی ہو
روکھی پھیکی مہربانی مین مزا ملتا نہین

سائلونکو جام جم دیتے تھے جو عالی دماغ
اونکو اب بھر گدائی ٹھیکرا ملتا نہین

رات کو غیرون کو بوسے صبحدم میرے لئے
مجکو اس باسی مٹھائی مین مزا ملتا نہین

آنکھین ہی ڈھیتے ہین اپنے گھر مین ہو اگر حضور
دل تو ملتا ہے مگر بھید آپ کا ملتا نہین

کس طرح اشعار مین باندھون مضامین مذاق
ضد سکے ثانیہ قافیہ سے قافیہ ملتا نہین

دل جو پہلو مین نہین تو فرماتے ہین وہ
منہ تو دیکھو اپنے گھر مین آئینہ ملتا نہین

کنگھی کی محتاج زلفین میرے مرتے ہی ہو گئین
کیا دل صد چاک کا ہمکو دوسرا ملتا نہین

سب چھپنے مین چھاتیان چھونے سے کیا حاصل ہین
سچ یہ ہے پکتے پھلون مین کچھ مزا ملتا نہین

کر رہے ہین سلطنت اپنی سیہ روزی مین ہم
بوالہوس کو سایۂ بال ہما ملتا نہین

کیا ہوا انکو دولتونکو ہے فروغ ظاہری
مشعلون سے ڈھونڈھتے ہین مرتبا ملتا نہین

لکھنؤ مین بھیجون خط کیونکر صبا کو اے منیر
مدتون سے قاصد باد صبا ملتا نہین

کب ہے ابر اشک سے جنگل ہری نہین
پھر بھی ہتون کی نکان سے سکے بیٹھے ہرے نہین

دل گیسوؤن کو دیکھ کر آہین بھرے نہین
کیا غم ہے جان جائے بلا سے ڈرے نہین

اٹھ ہو کے وہ جب مجھ سے ڈرے نہین
انگیا کی پان زرد ہین اتبو بھرے نہین

ہو کر سبک زمانہ مین منعم مرے نہین
سر پر مکان لیے گئے ہین مقبری نہین

وہ نزع مین بہی دیکھہ کے ہمکو ڈری نہین
کہتے ہین کیا غضب ہے یہ اتنے تک مرے نہین

جام و سبو شراب سی اکثر چہلک پڑے
کیا چیز ہین یہ دل کہ ابہی تک بہرے نہین

مردار جانکر نہین کرتے ہمین حلال
اب ہی سگے رقیب ہم اونپر مرے نہین

کہلائے داغ دلمین فقیرونکی دیتے ہو
کچکول ہے اپنے مالیون کی ٹوکرے نہین

احسان کیون اوٹہاؤن جناب مسیح کا
جینے کے واسطے تو ہم اونپر مرے نہین

اللہ سب شریک ہین ہندیکی خون مین
کس کس کے دامن اپنی لہو مین بہرے نہین

اعجاز حسن کا ہے نہ کیون جان دی کوئی
ایسا مسیح ہو تو زمانہ مرے نہین

کنگہی کے دانت منہ سی نکل آئے بارہا
ہم تیرہ بخت زلف سیہ سی ڈرے نہین

کچھ خیر ہے یہ ضبط نہو گا کسطرح
دل ٹوٹ جائے آنکہون مین آنسو بہرے نہین

روتے ہین نالہ کرتے ہین مسکن کی یاد مین
ذکر وطن ہے دیس کے یہ دادرے نہین

نشہ مین اوسکو چہیڑتے ہو کوٹہے پر اوسے
پیر مغان و پیر فلک مسخرے نہین

بچپن کی شوخیون سنے بہادر بنا دیا
ہندی سمجھ کے میرے لہو سی ڈری نہین

پہنچین خدا تلک اہل زر و مال کسطرح
کہوٹی نہ کیون ہو راہ کہ ساتہی کری نہین

کیا خاکسار خاکسارونکی شکر کی قدر ہو
انکو صف نعال سمجہتے پرے نہین

حال گذشتہ خوب بتاتے ہین برہمن
تقویم کہنہ سمجہو انہین پترے نہین

غم تہا مرے کی چیز سو ہم لوگ چکہہ چکے
کیا کہا کے وہ جئین گے جو تیرے مرے نہین

جوش جنون ہمیشہ ہے دلہائے چاک مین
شیرونسے خالی ایک گہڑی بجری نہین

کیون میری ہڈیان تہی کتون کو ہوئین حرام
مردار ہین وہی کہ جو تجہہ پر مرے نہین

پردہ نشین چشم حور و پری کی نفیس ہین
ایجان نہین سکہہ کی تری چادرے نہین

اللہ وہ سمیٹتین قیامت کے بورئے
جو جو حسیر فقر و فنا پر مرے نہین

سب ہے تو کہان ہی اور نہین ہی تو کیون نہین
کس شہر مین وجود کہ سب ہے عدم کہان

ایسے مین راہ دیکھتے ہین جلد آئیے
جب آنکہہ مندگئی تو کہان آپ ہم کہان

اے موت ایکدم کے لئے اور رحم کر
شداد پہر کہان در باغ ارم کہان

ثابت نہین ہی کاسۂ سر بہی فراز مین
اے آسمان جام تو باقی ہے جم کہان

پہر ٹہوکرین لگاؤ ذرا جہک کے دیکھہ لو
یارون کے سر کہان ہین تمہاری قدم کہان

کشتون کے کہیت کو نہین درکار تازگی
اے ابر آج تو نے کیا ہے کرم کہان

خورشید کو وجود سے ذرہ نہین جان ہے
انصاف تو کرو جو نہین تم تو ہم کہان

اوصاف خط سبز کے لکہین گے کسطرح
قلمین تمہاری پائین گے اہل قلم کہان

سر پہوڑنے کے واسطے پتہر کی ہی تلاش
ہوگا نصیب سجدۂ پائے صنم کہان

دل مین خوشی کیواسطے دیتا ہی کیون جگہ
اپنا مکان چہوڑ کے جاتا ہے غم کہان

جز نقد جان یہان نہین کچھ مایۂ بساط
عاشق کے پاس کثرت دام و درم کہان

اہل وفا مین کسکو نشان آپکا ملا
اس فوج مین کسی نے اوٹہایا علم کہان

یاران کہنہ چہٹ گئی تیرے ملاپ سے
تو آگیا بغل مین تو رنج و الم کہان

کہاتے ہین دہوپ حشر مین شایان روز کی
وہ چتر زر کدہر ہین وہ جاہ و حشم کہان

ہر لحظہ اعتدال پر اپنا مزاج ہے
دیوانے ہین ہمین خبر بیش و کم کہان

باتین ابہی لپیٹ کی وہ جانتے نہین
سیدہی ہے وضع گیسوؤن مین پیچ و خم کہان

مین مرگیا تو کہتے ہین دم دیگیا مجہے
انصاف آپ کیجئے مردہ مین دم کہان

واجب ہے ممکنات کو خاموشی ای منیر
پایا کسی نے راز حدوث و قدم کہان

جگر کو اے گل تر داغدار کرتے ہین
وہ قتل کرتے ہین ہم جی نثار کرتے ہین

ہزار آنکہون سے ہم انتظار کرتے ہین
غضب ہے جان سے دشمن کو پیار کرتے ہین

مدام قبضہ مین اونکے سنہری انگیا ہے
ہمیشہ سونے کی چڑیا شکار کرتے ہین

بتون کے عشق سے واعظ کسو ڈراتا ہے
خدا کے سامنے کہدین کہ پیار کرتے ہین

شب وصال مین بیجا ہے سن ترشروئی
چڑہا نشہ غفلت اوتار کرتے ہین

اجل کے بھیس مین شاید یہان وہ آئینگے
تمام عمر سے ہم انتظار کرتے ہین

کسی سے آنکھ ملاتے نہین ہین مست الست
غرور رحمت پروردگار کرتے ہین

خزان مین توبہ مے لاگہون سی واجب ہے
ابھی تو خاطر فصل بہار کرتے ہین

جو بیحساب ہی رحمت تو بیشمار گناہ
حساب کس لئے روز شمار کرتے ہین

کمال کیا ہے اگر جان ناتوان دیدے
عبث حضور مجہے شرمسار کرتے ہین

غبار اس لئے رکھتے ہین دلمین بعد فنا
ہماری خاک کو درپردہ پیار کرتے ہین

برائی چیز برا اتنا گہمنڈ ہے ہم کو
غرور زندگی مستعار کرتے ہین

وہ ہمکنار ہے جس کی تلاش رہتی ہے
بغل مین یار ہے ہم انتظار کرتے ہین

عدم مین آئے ہین دنیا سی رحم کر یارب
کریم قدر غریب الدیار کرتے ہین

منیر فضل آلہی سے ہم تصور مین
طواف قبر شہ ذوالفقار کرتے ہین

بلا تیری زلفون کے کالے ہوئے ہین
یہ دو سانپ چوٹی کے پالے ہوئے ہین

جدائی کے صدمون کو ٹالے ہوئے ہین
چلے جاؤ ہم دل سنبھالے ہوئے ہین

زمانے کی فکرون نے کہایا ہے ہمکو
ہزارون کے منہ کے نوالے ہوئے ہین

بہت آج شہرگ سے نزدیک پایا
گلے مین مرے ہات ڈالے ہوئے ہین

چمکتے ہین رہ رہ کے اعضا تمہارے
تجلی کے سانچے مین ڈھالے ہوئے ہین

گزند اپنے ہاتھون نہیں پہونچتا ہے ہمکو
یہ سانپ آستینون کے پالے ہوئے ہین

خدا کے لئے دم تو لینے دو مجھکو
ابھی عرش سی پار نالے ہوئے ہین

ترے ڈر سے اوترے ٹہکانا نہین ہے
نہین نام کو ان مین بوئے مروت
کسی نے تو پردے سے جہانکا ہی ہوگا
ڈراتے ہو تم نوک مژگان سے کسکو
نہین اعتبار ایک دم زندگی کا
نکل جائین گے بل جو قابو مین آئے
کیا کعبۂ دل مین گہر ان بتون نے
ہزارون کو تہے سرفروشی کے دعوے
ہم اونکو کرین سجدہ قدرت خدا کی
بغل تکیہ اونکے ڈراتے ہین ہمکو
سے تاب پیکر ہی کو رہے بیچین ہوکے
کبہی کا ہے کو دل لیا تہا کسی نے
بناوٹ سے روتی ہین غیرونکی آنکہین
ذرا منہ تو دہو آئیے آپ پہلے
دکہاتے ہین جالی کے پردے سے آنکہین
ذرا ناتوانون کے دیکہو لفافے
چمن مین خزان نے نئے گل کہلائے
نہ لو چٹکیان دل مین دیکہو نہ چہیڑو
خبر لینے اونکی بلا بہی نہ آئی
نہ لپٹو رقیبون سے نشہ مین دیکہو
لگاتا ہے منہ بعد غیرون کے ہمکو

زمانے سے باہر نکالے ہوئے ہین
یہ گلرو مرے دیکہی بہالے ہوئے ہین
کئی دن سے آنکہین نکالے ہوئے ہین
یہ بت جیسے مرے دیکہی بہالے ہوئے ہین
ازل سے قضا کے نکالے ہوئے ہین
بہت آپ جوبن نکالے ہوئے ہین
یہ کافر بہی اللہ والے ہوئے ہین
تصدق فدا ہونیوالے ہوئے ہین
بہت ایسی بت دیکہی بہالے ہوئے ہین
یہ دو گرگ یوسف کے پالے ہوئے ہین
طلب کیون اچہوتے بہالے ہوئے ہین
زمانے سے آپہی نرالے ہوئے ہین
صفا آج چہوٹے پیالے ہوئے ہین
بڑے آبرو لینے والے ہوئے ہین
زرہ پوش جا پون رسالے ہوئے ہین
لباس انکی ململ کے جالے ہوئے ہین
ہزارونکو جینے کے لالے ہوئے ہین
کئی دن سے باہر جو ہم آلے ہوئے ہین
نصیبون سے کس کے اجالے ہوئے ہین
بہت آنکو ہم سنبہالے ہوئے ہین
ترے لو سے جہوڑا اچہالے ہوئے ہین

مے ناب کا رنگ لائے ہین جاڑے — گلابی تمہارے دوشالے ہوئے ہین

دکھانے کو دست تاسف نہ ملئے — انہین ہاتھون سے دل پہ چھالے ہوئے ہین

بس اب غیر کے ہاتھ سے ہاتھ کھینچو — بڑی دیر سے دل سنبھالے ہوئے ہین

بڑے بول کا ہضم کرنا ہے مشکل — پہاڑ اپنے منہ کے نوالے ہوئے ہین

عطا اوسکی ہے ایک پر یہ عقدر — یہان داغ یا خون نا حق نہالے ہوئے ہین

عبث دون کی ہمسے لیتا ہے گردون — کسی چاند کے ہم بھی ہالے ہوئے ہین

جنون مین بدن کاٹے کھاتے ہین اپنا — ہم اپنے ہی منہ کے نوالے ہوئے ہین

فلک پر حسینون کی جاتی ہین تانین — خوش آواز دون کے بول بالے ہوئے ہین

ہم آواز ہین عیش و غم دونون لیکن — ترانے یہ ٹہرے وہ نالے ہوئے ہین

ذرا آئینہ مین تو منہ دیکھ کر کہیے — بڑے آپ دل لینے والے ہوئے ہین

منیر اب رہ حق مین لغزش نہوگی
ید اللہ مجکو سنبھالے ہوئے ہین

سب پر تری تلوار جو چلجائے تو جانین — تقدیر زمانے کی بدل جائے تو جانین

پلکون کی محبت کا خلل جائے تو جانین — یہ پھانس کلیجے سے نکل جائے تو جانین

آنکھون کی محبت نہین پیغام اجل ہے — بیمار ترا اب کی سنبھل جائے تو جانین

پھیلا رہے ہین اہل ہوس دام محبت — قینچی سی زبان آپ کی چل جائے تو جانین

بچ جائے اگر کوئی گرے بام فلک سے — گر کر تری آنکھون سے سنبھل جائے تو جانین

ہر چند کہ آوارہ بہت ہے دل وحشی — باہر ترے کوچہ سے نکل جائے تو جانین

وہ زلف ہو کیون کر دل پر داغ کے بس مین — اس سانپ کو طاؤس نگل جائے تو جانین

ہمنے کبھی جوبن کو ابھرتے نہین دیکھا — بیساختہ انگیا جو نکل جائے تو جانین

کیا تاب ہے سن لے کوئی فریاد ہماری — نالہ ترے کوچہ سے نکلجائے تو جانین

مانا وہ یہان ایک بہی آئین کے لیکن
یہ دوپہر آفت کی ہے ڈہل جائے تو جانین

دل ایسے نشانیکو جو چہوڑے تو غضب ہے
تو دیسے ترا تیر نکل جائے تو جانین

زلفون کی محبت ہے وہی بعد فنا بہی
رسی تو جلی آگ مین بل جائے تو جانین

مدت ہوئی کاشانہ دل مین ہے ترا دہیان
اس گہر سے یہ مہمان نکل جائے تو جانین

اے صبح شب ہجر ابہی شام ہے کو سون
بہلانے سے دل آج بہل جائے تو جانین

آہون سے دل یار پسیجے تو مزا ہے
ایسا کوئی پتہر جو پگہل جائے تو جانین

ہے شہرہ آفاق بہت جرأت رستم
کوچے مین ترے پہلے بہل جائے تو جانین

اے آتش مے یون تو ترے ہم نہین قائل
رنگ گل رخسار اوبل جائے تو جانین

اے شاہ سواران جہان پیک اجل سے
آ گئے فرس عمر نکل جائے تو جانین

تو منزل دنیا کو سمجہ مزرع عقبے
برباد اگر تخم ابل جائے تو جانین

دیو شب فرقت سے ہوا ضعف مقابل
یہ کوہ گران راہ سے ٹل جائے تو جانین

یون دیدہ میگون کو نہین ماننے کی مست
پیمانہ سے آنکہہ اون کی بدل جائی تو جانین

دعوت کی بہانے سے تو کل لائی تہے اونکو
ایدل تری دال آج بہی گل جائے تو جانین

سو بار بلائے شب فرقت سے بچے ہین
آئی اگر آئی ہوئی ٹل جائے تو جانین

قائل نہین ہم لاکہہ ہون گال آپکی چکنے
اپنی نگہہ پاک پہسل جائے تو جانین

رہتا ہے وہان دور حیات ابدی کا
کوچہ مین ترے پیک اجل جائی تو جانین

دل سکے تو خریدار نظر آتے ہین لاکہون
چٹکی سے کلیجا کوئی مل جائی تو جانین

پیمانہ دل لیکے یہان سے آئے تو زاہد
میخانہ سے گہر راجو نکل جائی تو جانین

آئے دو ہنر آئے اگر فصل بہاری
ہان نخل تمنا کبہی پہل جائے تو جانین

گزک بوسہ لب کہا کے فدا ہوتے ہین
حق نعمت سے نمکخوار ادا ہوتے ہین

سادگی مین بھی پریزاد بلا ہوتے ہین
بت ترشنے نہین پاے کہ خدا ہوتی ہین

کمسنی مین بھی پھنساتی ہین تو انکی زلفین
بال بڑھنے نہین پاتے کہ بلا ہوتے ہین

حسب حالے نہ نوشتہ شدہ ایامے چند
واہ واہ ایسے ہی ارباب وفا ہوتے ہین

دلکو برباد عبث کرتے ہین ہم دیوانے
یہی کعبہ ہے کہ بت جسمین خدا ہوتے ہین

بوسہ کے ذکر پر اور بھی ہٹتے ہین تیور اونکے
اب کوئی دم مین بگڑتے ہین خفا ہوتے ہین

اختلاط اور دسے دیکھا نہین جاتا ہر دم
یہی گرمی ہے تو جان بار ہوا ہوتے ہین

دور کچھ ہی کہکے زبان لیتے ہین اپنی تو فقیر
ہمسے اوڑ اوڑ کے پریزاد ہما ہوتے ہین

راہ حق سے نہین ارباب ہوس کو مطلب
کہین مرجان ہوا قبلہ نما ہوتے ہین

آبرو کھو کے چراتے ہین جو اپنی نیچے
دھوئے جاتے وہی ارباب صفا ہوتے ہین

حشر برپا کرین نالون سے تو کیا بات نہین
داہنے والے مرے جان بلا ہوتے ہین

ایکدن بھی نہ مرے دست طلب تک پہنچی
نام کو گیسوئے شبرنگ رسا ہوتے ہین

داغ دل کو جو سمجھتی ہے حقیر اے بلبل تو
گل تر ڈال کے ٹوٹے ہوئے کیا ہوتے ہین

بندگی کعبہ کو بتخانہ کو کرتے ہین سلام
ایسے ہی بندہ درگاہ خدا ہوتے ہین

کہین خالی نہ سمجھنا فقرا کے خرقے
انہین کے بھیس مین مردان خدا ہوتے ہین

دیکھی جو تونے دل مین وہ کرین گے جلوہ
ادہر آئینہ ادہر گال صفا ہوتے ہین

شمع بنتے ہین کبھی آپ کہین شمس و قمر
اتو ایجاد نئے نام خدا ہوتے ہین

ہاتھ دو ڈالتے ہین ایسا ید طولے رکھتین
عرش پر ہون تو وہین دست دعا ہوتے ہین

کوئی کیا جانے یہ ادائی ہے شرارت اونکی
دل جلانیکے لئے مہر و لقا ہوتے ہین

سو جہان ایسے اگر ہوا ان کو ہم پیش نظر
ہم خالی طرح ارض و سما ہوتے ہین

[illegible]
ہیچ سمجھا انکو وہ ہمسے جدا ہوتے ہین

[illegible]
[illegible] ہین پردہ ہوا ہوتے ہین

مشق حیرت سے بنے ہمہ تن آئینہ
ہر طرف سے چلی آتی ہے اونہین کی آواز
پہوڑتے پہرتے ہین غیر اپنے پہپہولے کو
تیغ ابرو سے ابہی ذبح کرین بسم اللہ
ہمہ تن گوش ہین اور وکی لئے اے بلبل
کعبہ و دیر کو برباد حسینون نے کیا
درد دل کیا نہ گیا جوش جنون تک اونے
[illegible] اب تک ہے وہی حیلۂ فردا باقی

کہئے ایسے بہی کہین بی سر و پا ہوتے ہین
سب کے پردے مین وہی نغمہ سرا ہوتے ہین
مفت بدنام ترے آبلہ پا ہوتے ہین
یہ بہی کچہ بات ہے جسپر وہ خفا ہوتے ہین
میری قسمت سے یہ گل ناشنوا ہوتے ہین
بت ہی ہوتے ہین یہ کافر نہ خدا ہوتے ہین
کس مرض کی یہ پریزاد دوا ہوتے ہین
پیشگی وعدے رقیبونسے وفا ہوتے ہین

کیون نہ قربان جناب شہ مردان ہو منیر
وقت مشکل مین بہی عقدہ کشا ہوتے ہین

خیال قد مین رو کر تیری ہستی کیا سمجھتے ہین
ہر [illegible] تو شمع طور [illegible] پا سمجھتے ہین
عدد [illegible] دوستان یا [illegible] سمجھتے ہین
کلیجے مین کہٹکتا ہے مسالا پر زر انگیا کا
ہمارے دل کی دشمن ہے نگاہ مست ایساقی
ہمارے خون دل کے ہوتی شفقہ لال صندل کا
چلی آتی ہے آواز طلب شہر خموشان سے
نظر آتی ہے کچہ بہی بانکپن کی نوک جس گل مین
جڑا ہے جب سے اوسپر داغ دیوانہ پن [illegible]
طمع دل مین ہمہ پہر کیا عیب ہو مسند نشینی کا
شروع قید ہی مین دل ہوا معدوم نظرو سے

تجہے ای صبح محشر ہم کف دریا سمجھتے ہین
روان ہونے مین جاری نور کا دریا سمجھتے ہین
نصیب دشمنان نادان مجکو کیا سمجھتے ہین
جسے تم گوہر و کہتے ہو ہم کانٹا سمجھتے ہین
چہری کے نیچے ہر دم گردن مینا سمجھتے ہین
ہتہون کی ہاتہے بدنامی کا ہم ٹیکا سمجھتے ہین
وہان گور کو بہی اہل دل گویا سمجھتے ہین
جگر مین چبہنے کے لائق وہی کانٹا سمجھتے ہین
سر منبر کو ہم سرمایۂ سودا سمجھتے ہین
تجہے ہم شیر قالی ای سگ دنیا سمجھتے ہین
قفس کے قاف کو ہم مسکن عنقا سمجھتے ہین

عشق ناحق ہے بتونکی سروپا سے ہمکو
کچہ یہ کافر نہ ملائین گے خدا سے ہمکو

ٹھوکرین کہاتے ہین جس جسکی قدم لیتی ہین
سچ ہے لینا نہین کچہ اپنی وفا سے ہمکو

چین سچ مین بہی رہین یاد بہوین اُس شکی
دو کمانون کی جدائی ہے خدا سے ہمکو

اہل عالم سے ہین محجوب تری چاہت مین
عرق آتا ہے زمانہ کی ہوا سے ہمکو

مہندی کیوا سطے خون دل عاشق یارکا
سرخرو تمنے کیا اہل وفا سے ہمکو

اپنے جینے سے خفا ہین چمن عالم مین
گل تو کیا چیز ہے لڑنا ہے ہوا سے ہمکو

الفت زلف مسلسل سے رہائی ملجائے
کاش لپٹے کوئی آسیب بلا سے ہمکو

کاٹتے ہین نگہہ قہر وغضب سی ایجان
تپ لرز آتی ہے گرمی کی ہوا سے ہمکو

بت محجوب نے در پردہ ہمین مارا ہے
غسل دینا عرق شرم وحیا سے ہمکو

ایکدن آپ سے ہم درخواست وفا کی کرتے
ملتی فرصت جو ذرا شکر جفا سے ہمکو

جسم خاکی سے کبہی روح ملوث نہوئی
آج تک مس نہین اس کہنہ قبا سے ہمکو

مرگ عاشق سے ہے آگاہ وہ رشک مسیح
چہینے رہزن نہ کہین دست قضا سے ہمکو

خاکساری مین ہین آثار طمع سی محفوظ
پردہ خاک بچاتا ہے ہوا سے ہمکو

غیر ونسے دیکھتے ہین گنجفہ بازی اونکی
کہیلنا ہے ابہی کچہ روز ودن قضا سے ہمکو

غیر نہلائین اونہین شرم سی ہم ڈوب مرین
چلو بہر پانی ہے دم کا حیا سے ہمکو

آبرو کا بہی کرین سوگ اوٹہاکر احسان
ملگیا رخت سفید ظل ہما سے ہمکو

فصد وحشت مین جولی اور بڑہا جوش جنون
ملگیا درد خداداد دوا سے ہمکو

چشم دیدار طلب منتظر رخصت ہے
ایکدن آنکہہ چرانی ہے حیا سے ہمکو

نکرو ذکر علاج مرض الفت کا
تپ چڑہی آتی ہو کچہ نام دوا سے ہمکو

قیس و فرہاد تو کیا عشق کی لاکہون ہین ڈوب
واسطہ چاہیے ہر ایک قبا سے ہمکو

دل کے ٹکڑے کئے ظاہر مین تواضع کرکر
بو ئے خون آنے لگی ہاتھ حنا سے ہمکو

اپنے عاشق سے جو یکرنگ رہے تو ایجان
کوئی باہر نہ سگنے تیری قبا سے ہمکو

رخ انور سے ترے صبح بنارس پائی
ملگئی شام اودہ زلف رسا سے ہمکو

آب و رو سے نسیم بدلتے ہین دوپٹا اپنا
زندگی اپنی بدلنی ہے قضا سے ہمکو

کوئی تقصیر ہی کرلین تو بنے بات اونکی
بے سبب وہ نظر آتے ہین خفا سے ہمکو

در مخلوق پر اے حرص نہ لیجا للّٰہ
منہ چھپانا نہ پڑے دست دعا سے ہمکو

خوب تر دامنون کا آپ نے پردہ رکھا
خلعت عفو ملا مشق خطا سے ہمکو

کعبۂ دل مین ملاقات سے کیون ڈرتی ہو
کوئی پردہ نہین ایجان خدا سے ہمکو

گنجفہ کھیلنے مین سرخ کی پتی نہ چھپاؤ
چور لینا ہے ابھی رنگ حنا سے ہمکو

مدد اے ایخضر بیخودی دل مدد اے
فکر انجام ڈراتی ہے خدا سے ہمکو

فقر مین غیر سے سائل ہون اگر تیری سوا
خشک روٹی نہ ملے دست گدا سے ہمکو

ہے نصیب انجمن وصل عروج وساحل
زیست کا لطف ملا فضل خدا سے ہمکو

نجف پاک مین بلوائین اسی سال منیر
یہ تمنا ہے شہ عقدہ کشا سے ہمکو

ہر سبزو صف مسی مین یہ غزل ہو کہ نہو
نیلگون اے گل تر بحر زحل ہو کہ نہو

دل بتون کا مرے رہنے کو محل ہو کہ نہو
دیکھیے اس نئی دنیا مین عمل ہو کہ نہو

نہ سہی گیسوؤن کا عشق تو سودا ہی سہی
سلسلہ کچھ تو رہے طول امل ہو کہ نہو

تیرے کوچہ مین پڑی روتی ہی شیرین اپکو
باغ جنت مین رواں نہر عسل ہو کہ نہو

بت خورشید لقا کب ہے مرا دوپہر ایا س
دوپہر کا کہو عالم مین عمل ہو کہ نہو

ڈرنہین لشکر وحشت سے جو گھر گھیر لیا ہے
ہم جگہ دل مین تجھے دینگے محل ہو کہ نہو

ہم جبین یا نہ جبین اونکی بلا رحم کرے
خوبصورت تو ہو سے حسن عمل ہو کہ نہو

سخت جانی کی ندامت سے موئے جاتے ہین
جان جائے کہ رہے اسمین اجل ہو کہ نہو

تو ہی جا کم سے مرا مانے نہ مانے کوئی
گالیان کیا ہو ہمین بوسونکی اگر خست ہے
تا لب بام پہونچتی ہی نہین اپنی کمند
جادۂ عشق مین اے خضر عبث پھرتا ہے
مین جو جاتا ہون تو فرماتی ہین کیون لپٹے ہو
بوسے ہونٹونکے وہ دیکر ہوئی رخصت اے دل
بڑھتی ہے سالگرہ عمر گھٹانے کے لیے
بانئ عشق ہین ہم ظلم کے موجد صاحب
نا امیدی نہین لازم ہمین مرتے مرتے
سجدہ ہم آپکو فرماتے ہین مین ڈرتا ہون
جان ہی اپنی گئی شوق نگوکاری مین
حشر برپا کیے جاتے ہو یہ کیسا اقرار
تم تو بیکار سمجھکر نہین لیتے مری جان
خلش نشتر مژگان سے ہی کھٹکا ہے
جا بسے جاکے گھر غیر کے رہتے رہتے
ناخن شیر خدا کھولتے ہین عقدۂ سخت
مانگتے پھرتے ہین غیرونکو شگاف در سے
روز اول ہی سے دل نذر کیے بیٹھے ہین
دل جسے سمجھے چراغ اپنے اندھیری گھر کا
بال بکھرے ہین حسینونکی جنون کیون نہ بڑھے
بیٹھکر آپ سے دیوانہ نہین اٹھتی ہے

مین دو تہائی تری دیتا ہون عمل ہو کہ نہو
زہر ہی کھانیکو دو قند و عسل ہو کہ نہو
پھر ترقی کے لیے طول امل ہو کہ نہو
تیری قسمت مین خدا جانے اجل ہو کہ نہو
کوئی انصاف کرے طول امل ہو کہ نہو
دیکھیے موم سے پھر ربط عسل ہو کہ نہو
مختصر عرض کرون طول امل ہو کہ نہو
تصفیہ حشر کے دن پہلے پہل ہو کہ نہو
ابر رحمت سے ہری کشت امل ہو کہ نہو
روز فردا جو سنا ہے وہی کل ہو کہ نہو
آب ہم کہیت رہی تخم امل ہو کہ نہو
ہم حسینان با حسینان دیکھیے کل ہو کہ نہو
ملک الموت کو بھی لیت و لعل ہو کہ نہو
چین سے قبر مین سونا کوئی پل ہو کہ نہو
دل تو جلتا ہے مرا گرم بغل ہو کہ نہو
مین تو ناچیز ہون مشکل مری حل ہو کہ نہو
آپکی پردہ نشینی مین خلل ہو کہ نہو
یاد ہر چند تمہین عہد ازل ہو کہ نہو
تیرے موباف مین ایسا کوئی بل ہو کہ نہو
عشقبازونکے دماغون مین خلل ہو کہ نہو
عہد پیری مین بھلا ضعف کسل ہو کہ نہو

بال باندھا وہ اڑاتے ہین نشانہ دیکھین
چھاتیان چھونے نہ دین خیر وہ باتین ہی کہین
جلوۂ مہر سے نوروز ہوا عالم مین
اسکے سایہ مین کہین عمر کٹے ای قاتل
روز شنبہ ہمہ زاید شب آدینہ ما
نہ تو لین تیری بلائین نہ کرین جامہ دری
مجھسے ہفتہ کو ملاقات کیا کرتے ہین
خود بخود جامہ سے باہر وہ ہوا جاتا ہے
پڑ گئی دلمین گرہ اونکے عرق جاتے سے
نرم ہو جانے لگے ہین چھپی رنگو سنگدل
حسن بے عیب سلامت ہو کہان کا پردہ
ٹیڑھی ٹوپی ہی قیامت ہے کہا کی تلوار
حق نما جلوہ نما عیب نما ہے دل زار
کس لئے بال بناتے ہو یہ کیا سودا ہے
تکیہ سرکنے کے نہین غیر عبث ڈرتی ہو

ناتوان ہم ہوئے طیار رفل ہو کہ نہو
پہول آنکہا یا مین بلا سے کوئی پہل ہو کہ نہو
اے پری شیشۂ مے برج حمل ہو کہ نہو
نخل شمشیر سے حاصل کوئی پہل ہو کہ نہو
داغ مے خوبی قسمت سے زحل ہو کہ نہو
دست بیکار خدا کے لئے شل ہو کہ نہو
اندنون اختر اقبال زحل ہو کہ نہو
دیکھئے وصل مین دست بغل ہو کہ نہو
دیکھئے عقدۂ مشکل کبھی حل ہو کہ نہو
یہی سونا ہے گرا دیکھئے حل ہو کہ نہو
شمع روشن ہے دنیا مین کنول ہو کہ نہو
بانکپن تو ہے بھوون مین کوئی بل ہو کہ نہو
صنعتین سب ہین اس آئینہ مین فل ہو کہ نہو
پیچ باتون مین تو ہے زلف مین بل ہو کہ نہو
دل مین چوری سے رہو چور محل ہو کہ نہو

بہیج سکتا نہین استاد کی خدمت مین منیر
یعنی اصلاح کے لائق یہ غزل ہو کہ نہو

چاہنے مین گیسوونکے کرامات کچہ تو ہو
بیجا ہے شرم حرف حکایات کچہ تو ہو
تلوار سے ہو دل کو کہانی یہ چال ہے
اللہ کیا قصور ہوا اس غلام سے

اے روز حشر تیرے لئے رات کچہ تو ہو
خاموش شمع بزم ہوئی بات کچہ تو ہو
کعبہ کی قدر قبلۂ حاجات کچہ تو ہو
کیون چپکے چپکے کوستے ہو بات کچہ تو ہو

بہوکے ہین بلا ہمین نہ کہین پوچہنے لگین
بُت کیون بنے ہو حرف دکہایا کچہ تو ہو

راضی ہون گالیان ہی سنائین شبِ وصال
بوس و کنار ہو کہ نہو بات کچہ تو ہو

پایا ہے تمنے حسنِ خداداد بے طلب
دولت ملی ہے مفت کی خیرات کچہ تو ہو

شہرِ عدم مین آئے ہین یارب نئی نئے
ہم تازہ مہمان ہین مدارات کچہ تو ہو

قابل نہین کفن کے تو مٹی ہی دیجیے
خلعت اگر نہین ہی عنایات کچہ تو ہو

پڑجائے جان عاشقو نمین دیکہنی کیساتہ
جادو بہری نظر مین کرامات کچہ تو ہو

چلتی ہین کشتیان مے گلگون کی روییے
بیڑے کے میلے ہوتی ہین برسات کچہ تو ہو

راہی سپاہ غمزہ ہو زلفون کی آڑ مین
چہاپے کو فوج جائے مگر رات کچہ تو ہو

دنیا مین کچہ تو دیکہیے نیرنگ روزگار
اس سانگ گہر مین سیر طلسمات کچہ تو ہو

دانتون کی آب و تاب کو مستی ضرور ہے
تارون کی روشنی کی لیے رات کچہ تو ہو

موزون کیا ہے وصفِ قد اک بوسہ دیجیے
تل آج آپ بیٹہے ہین خیرات کچہ تو ہو

تربت مین کام آئین زمانہ کی آشنا
راحت رسان سفر کی ملاقات کچہ تو ہو

سادی نہ کہینچو صورتِ جانان مصورو
تصویر بولتی نہ سہی بات کچہ تو ہو

چشمِ سیہ کے ساتہ رہی دلمین یادِ زلف
کاجل کی کوٹہری ہے یہان رات کچہ تو ہو

نقدِ نجات کا ہون طلبگار یا علی
محتاج ہے منیر عنایات کچہ تو ہو

منکشف یار کے گانے سے کہین راز نہو
جس سے جان آتی تہی تن مین وہی آواز نہو

وصل مین نشہ کی کثرت خلل انداز نہو
ساغرِ بادہ کہین دیدۂ غماز نہو

زیورِ وصل سے معشوق جو ممتاز نہو
بوسہ کا داغ گلِ سرسبزِ ناز نہو

پہوٹ مستون مین جو پڑجائ تو کوئی نہ سنے
شیشہ پتہر سے بہی ٹکرائے تو آواز نہو

غیر گہبرائے ہوئے پہرتے ہین اونکی گہر مین
دشمنون کی تو طبیعت کہین ناساز نہو

طائر روح رواں اوڑکے وہیں پہونچیگا
اے پریزاد یہ جبریل کی پرواز نہو

اپنی ایجاد سے کب سادگی آسکتی ہی
وہ بہی بے ساختہ پن ہی جو خدا ساز نہو

تڑپے سو مرتبہ بجلی تو یہ چہل بل نہ ملے
بت چین لاکہہ تراش جائیں یہ انداز نہو

نہیں لازم ہے ہمیں غیر کی خاطر شکنی
ڈر یہی ہے دلِ دشمن میں ترا راز نہو

جان بدتا ہوں جو پائیں لب جانبخش کی بات
مرکے زندہ بہی ہوں عیسیٰ تو یہ اعجاز نہو

اول و آخرِ الفت ہو برابر یارب
دو قدم پیشتر انجام سے آغاز نہو

عشق پنہاں کی خبر آہ کو بہی ہونے نپائے
بہید کی بات کہیں محرم آواز نہو

ساز کے ٹوٹنے پر دل جو کہنچے جاتے ہیں
اسکے پردہ میں نہاں کوئی خوش آواز نہو

کہینچنے دیتا شکنجہ میں بدن کو کوئی
بغلِ غیر کہیں خوابگہہ ناز نہو

ضعف کا نقش تو صیاد کی دل پر بیٹہے
رنگ جم جائے اگر قوت پرواز نہو

پاس آداب ہے ای بیخودی دل واجب
کہیں پریوں سے سوا ہوش کی پرواز نہو

لئے پہرتا ہے منہ سے سحر کی پڑیا سر سے
مفت بدنام کہیں چشم فسوں ساز نہو

کون ہے اور جسے دیکھینگے محو دیدار
آنکہیں پہوٹیں جو ترا کوئی نظرباز نہو

چمن عشق میں عزت نہیں اس بلبل کی
آشیاں جسکے لئے چنگل شہباز نہو

ہمسری آپکے سایہ سے کرے کیا لیلی
دوسرا بہی وہ جنم لے تو یہ انداز نہو

خوشخرامونکو تو دے موت کی ہچکی بہی نجات
اسپند اک بک دری طعمہ شہباز نہو

رنگ رخسار نہوتا ہے نظر سے میلا
دولت حسن الہی گرد ناز نہو

آہ کرنے کی اگر ایک بہی پاجائے سزا
کسی کم ظرف کو پہر جو حوصلہ راز نہو

آدمی ہیچوں خنجر کو کہ لڑانے قسمے لئے
سنگدل ما شنید مزاج آئینہ بہی غماز نہو

دل اپنے ہمصور تو سہی پائی ہی اپنے آئینے
دہن چہل کیسے جہاں آئینہ پرداز نہو

سخت دشمن نہ کہیں چونک پڑیں ڈر ہی لین
آدی یوں خواب میں جو پاؤں کی آواز نہو

اپنی بے بال و پری سے ہے یقین ای صبا
ساتھ ہمکو بھی لیے پہل تو جہان جاتی ہے
اوسکی صحبت مین بدیسے بھی نہین ذکر اپنا
دل اگر چاک ہو پر ضبطِ نفس لازم ہے
یوہین الٹھ بیٹھے کی حال سے دل پسیج جاو
تنگیِ حوصلہ کا نالۂ دل شاہد ہے
سب سے پوشیدہ اوڑ ای طائرِ دل جانبِ یار
یار کے ہجر مین گاتا تو ہے تو ای مطرب
حسن رخسار مین آنکھونکی بہت شرکت ہے
سرمہ آنکھون مین لگا کر مجہے مارا یعنی
کانٹے کیطرح کھٹکتی ہے نسیم سحری
موت کے فقرے سے کیا ای بتِ شنگ مسیح
ابتدا مطلبِ دل کہنے نہ پائے اپنا
باتون سے کشتۂ افسون نگہہ جیتے ہین
چھوڑتی ہی نہین اک لحظہ حیا ساتھ اوسکا
بوئی گل سونگھ کے ہوجاتی ہے بلبل مغرور
قید کیا گور سے بدتر ہے اوسی گھر اپنا
روبرو سب کے مناسب نہین دعوی ایت
برق تابندہ مین اس مرتبہ شوخی کب تہی
فلک پیر ہماری سی کہے کیا سنئے
فارسی کہتے مین ہر گز نہ جمے رنگ منیر

رنگ بنکر بہی اوہو قابل پرواز نہو
اسقدر اجنبی اے عمر سبکتاز نہو
سخت بیکس ہے بستر جسے غماز نہو
ہان خبردار کہ بے پردہ ترا راز نہو
توسنِ ناز ابہی اور قدم باز نہو
نغمہ ظاہر نہو کمظرف اگر ساز نہو
جنبش پر بہی کہین واقفِ پرواز نہو
نبضِ مردہ شبِ فرقت مین مرگ نیاز نہو
نسخۂ سحر کہین مصحفِ اعجاز نہو
خون سر چڑہ کے پکارے بہی تو آواز نہو
دل بلبل مین کہین ناخن شہباز نہو
اوسکو دم دیکے کوئی لائے جو دمساز نہو
یارون کے ذکر سے خالی لب غماز نہو
سحر آنکھون مین ہو تو ہوش نہین اعجاز نہو
خواب مین حال کہون اوس سے جو غماز نہو
دل غنچہ کہین خلوت کدۂ ناز نہو
جس کی قسمت مین بتخانۂ برانداز نہو
گوش بیگانہ کہین محرم آواز نہو
یہ کسی بت کی نگاہ غلط انداز نہو
سمجھ اے دل کہین گنبد کی یہ آواز نہو
چمن فکر اگر گلشن شیراز نہو

چاہے دکھائے عہد وصال کی مجھکو
زبان دیجیے شمع جمال کی مجھکو

خدا دکھائے بتون کی نگاہ دزدیدہ
تلاش رہتی ہے چوری کے مال کی مجھکو

نجات ہو غم دنیا سے عشق ابرو مین
پناہ چاہیے تیغ ہلال کی مجھکو

نصیب ہو کہین تھوڑی سی وحشت مجنون
زکوۃ چاہیے مردہ کے مال کی مجھکو

بدن کو ضعف مین کافی ہے پرنیان عشق کمر
قبا کے بدلے ملے کھال بال کی مجھکو

شکستگی سے ہوا ہو نہین جزو لا ینفک
گرہ بھی چاہیے چینی کے بال کی مجھکو

رقم ہو قامہ نرگس سے وصف چشم سیاہ
دوات چاہیے چشم غزال کی مجھکو

بھرا ہے گیسوئے تن مین غبار رنج و بلا
وہ پوٹ سمجھے ہین گرد ہلال کی مجھکو

دعا ہے گیسوئے شبرنگ پر نہ پیچ پڑے
بلا لگی ترے ہر ایک جال کی مجھکو

مئے دو سالہ و معشوق چاردہ سالہ
پلائے یار شراب اگلے سال کی مجھکو

طمع بھی مان گئی ہے مری قناعت کو
دعائین دیتی ہے صورت سوال کی مجھکو

غم گذشتہ سے آیندہ کا پتا پایا
خبر بتائی ہے ماضی نے حال کی مجھکو

بتون سے گیسوؤن کا پڑ گیا ہے پیچ جو ان
نظر لگی کسی آشفتہ حال کی مجھکو

مذاق زہر جدائی سے مین نہین واقف
ازل سے چاٹ ہے شہد وصال کی مجھکو

بلا سے خواب ہی مین ہو لگر کرین پامال
لگائین ٹھوکرین پائے خیال کی مجھکو

خوشی کی ہو جو تمنا لبون کی دو گل چہرہ لگائے کبھی
حنائی عید ہے سرخی او گال کی مجھکو

لپٹ کے ہاتھ سے اک رفتہ نہ پیچ جائے
تھپیڑ کھانی ہے دست سوال کی مجھکو

خدا نے حشر کی عالم مین آبرو رکھ لی
سبیل رکھنی ہو آب زلال کی مجھکو

ترا ہوا [illegible]
خبر بتائے کوئی میرے حال کی مجھکو

کرو تقریر سے مشکل ہی کوئی غم نشتر
تلاش سہل ہے امر محال کی مجھکو

وہ مند نما سمجھے جو دل لینے کو یہان آئے
فقیر کر گئی صورت سوال کی مجھکو

غم فراق میں تو مرے ظرف ہی تو کیا
خدا بچائے وہ وزیر طمع سے بندے کو

ابھی ہے پھوٹی قسمت کلال کی مجھکو
نہ بیچ کھائے کہین حرص مال کی مجھکو

منیر فیض جناب رسول حق سے ملے
دعا اطاعت قرآن و آل کی مجھکو

دیکھا جو غیر کو بت بیداد گر کے ساتھ
گھبرا اسکے منہ سے دل نکل آیا جگر کیساتھ

دنیا مین ربط تھا ہمین ہر فتنہ گر کے ساتھ
محشور ہونگے دیکھیے کس کس بشر کیساتھ

یون تو نہ پائین گے مرے ظلمتکدہ کی راہ
مشعل بھی ایک چاہیے شمس و قمر کیساتھ

کہتے ہین موشگاف کہ ہے بھی نہین بھی ہے
ہستی و نیستی ہے تمہاری کمر کے ساتھ

ہوتی ہے پل مین لشکر مژگان کی برہمی
کیا کیا صفین اولٹی ہین ترچھی نظر کیساتھ

برسات جائیگی تو نہ ٹھہرے گی دخت رز
اوڑتی چلے گی لال پری ابر تر کے ساتھ

پیش نظر ہین خانہ خرابی کی صورتین
آتی ہے خاک اوڑتی ہوتی نامہ بر کیساتھ

آمد خزان کی سن کے حواس اوڑ گئے مرے
ہرکارہ پانچ دوڑ گئے اس خبر کے ساتھ

اکدن نگاہ لطف نہ کی حال زار پر
بدن تسمہ ڈھلتے رہی یک نظر کے ساتھ

مثل نسیم صبح جہانگرد کیون نہون
ہم جا بجا ہوے ہیں سمجھتے اپنی خبر کے ساتھ

صبح شب وصال ہن اپنا بھی کوچ ہے
کوس رحیل آج بجے گا گجر کے ساتھ

سوغات لخت دل لئے جا ہی پیام پر
پرچا بھی ہے ضرور زبانی خبر کے ساتھ

دروازہ بند کرنے کی تاکید کیون ہوئی
لاکھون کے سر ہین بار تری سنگدر کیساتھ

میرا معاملہ نگہہ قہر سے نہ ہو
آیا ہون سامنے ہین کرم کی نظر کیساتھ

بے لطفیوں سے بھی نہین ملتا ہمین اوگالدان
کھولی گئی دوا بھی ہماری اثر کیساتھ

آسیب بد نگاہ سے کیا آدمی بچے
پیدا ہوا جہان مین سایہ بشر کیساتھ

اللہ نے دیا جو کسی سے طلب کیا
بہکی کہین دعا اگر آئے اثر کیساتھ

انجام کے خیال سے غفلت نہ چاہیے
تعمیر قبر کی بھی مناسب ہے گھر کیساتہ

کاٹی تڑپ تڑپ کے شبِ ہجر شام سے
ٹھنڈا ہوا یہ کشتہ چراغِ سحر کیساتہ

لیتا ہے یار اپنی محبت سمیت دل
بکتا ہے آج صاحبِ خانہ بھی گھر کیساتہ

یون بس نہ چل سکا جو تمہارے نفر کا
ناچار اتفاق کیا زور وزر کے ساتہ

دیدون قضا کو جان جو قصدِ عدم کرون
کچھ حقِ راہزن بھی ہو زادِ سفر کیساتہ

جوبن گنوا کے عاشقِ کامل سے ملتے ہین
پروانہ کا نکاح ہے شمعِ سحر کے ساتہ

کسوقت کوئی کاتبِ اعمال سے بچے
ہین دوپہرے دوہری خفیہ نویس آٹھ پہر کیساتہ

دل صاف کرکے کہوئے ٹیکا کلنک کا
دھبا مرا چھڑائیے داغِ جگر کے ساتہ

اقبال مند کیون نہون نوابِ نامدار
پھرتا ہے سر کے گرد ہما بھی چنور کے ساتہ

مانند بوئے گل جو سبکبار ہو منیر
اوڑ جائے کربلا کو نسیمِ سحر کے ساتہ

لبِ تصویر کے لینے سے یہ نورات بنتی ہی
خموشی جمع ہو لیتی ہے تب اک بات بنتی ہے

بنائے روزِ روشن ہی رخِ تابان کی جلوہ سے
تمہارے بال ہو ترشے جمع ہو کر رات بنتی ہے

شکست توبہ کی پھر ہو درستی یہ نہین ممکن
بگڑ کر بات کب اے قبلہ حاجات بنتی ہے

خرکی گالیان قہر و غضب کے ساتہ دیتی ہین
ہزارون زہر اکٹھے ہو کے یہ لوزات بنتی ہے

وطن کی یاد پھر دیتی ہے اسکو لعل و گوہر سے
ہماری چشم گریان کشتی سوغات بنتی ہی

کمینے ہوتے ہین عالی نسب تائید دولت سے
اسی بوٹی سے اے دل کیمیائی ذات بنتی ہے

یہی نقطہ ہین اصلِ دفترِ آفاتِ دنیا مین
ہجومِ خال سے بختِ سیہ کی رات بنتی ہے

زرِ گل سے حسینانِ جہان غازہ بناتی ہین
اسی نسخہ سے معجون و طلا ذرات بنتی ہے

مٹھائی بوسونکی طیار ہوتی ہے تصور مین
تری یاقوتی لب سے نئی لوزات بنتی ہے

ڈبو دیتی ہین اونکی گالیان بحرِ ندامت مین
اسی بوچھار سے بے فصل کی برسات بنتی ہے

تجلی ہوتی ہے جوبنکی دوئی کرتی انگیا ہے
بغیر الزام اوٹہاے گفتگو کرنا نہین آتا
بنای نعمت فردوس ہی زہد حقیقی سے
بلائے شب پری بنجاتی ہے زلفونکی سایہ مین
خدا محفوظ رکہے آفت ضیق معیشت سے
بلائے ناگہانی قبر کی ظلمات سے ملکر

نرالے سانچہ مین ڈہلکر بتونکی بات بنتی ہی
بگڑ لیتا ہے منہ سو بار تب اک بات بنتی ہی
ٹہائی مفت مین ای تارک لذات بنتی ہی
ترے سر کی مسالی سے دولہن رات بنتی ہے
فشار گور ممسک تنگی اوقات بنتی ہے
تمہاری ہجر کی ایجان پہلی رات بنتی ہے

منیر آل پیمبر کو سیادت دی ہی خالق نے
بنائے سے کسی کی قوم کب سادات بنتی ہے

جاتی ہے دور بات نکل کر زبان سے
عرش برین بہی پست ہی تیری مکان سے
گر کر تری نظر سے گئے ہم جہان سے
تشریف لائی جو تعلی کی شان سے
بے لطف عیش ہاتہہ لگا آسمان سے
کیونکر کہین ہم سفر دور کر سکین
شیرین کی روح دیتی ہے بیساختہ جواب
پٹرا اوٹہا کے کہیت مین ائی ہین قتل کو
شیرین زبانیونسے ارادہ ہے قتل کو
ممکن نہین ہے پیر و جوان مین موافقت
بار گران عشق کی سنگر شکایتین
ارض و سما کہان سکے یہ عالم کچہ اور ہے
کیا منہ سے منہ ملا کے کرین گفتگو کچہ اور

پہرتا نہین وہ تیر جو نکلا کمان سے
دبتی نہین یہان کی زمین آسمان سے
اوسکا پتا کہان جو گرے آسمان سے
کرسی اوتار لاؤن ابہی آسمان سے
پہیکی مٹہائی لائے ہم اونچی دوکان سے
زلفین اوٹہاو منہ سے تو جائین جہان سے
جسکو پکارتے ہین وہ میٹہی زبان سے
ہماری ہے کام اوسے وہ ہین دہان پاس سے
میٹہی چہری سے ہین سراپا زبان سے
پالا پڑا ہے تیر نکیون کر کمان سے
چپکے چپکے ہی گئے دیتی زبان
پہینکا الگ فراق نے دونون جہان
ہم چپ ہین تم کہی ہے لڑائی زبان سے

یارون نے بعدِ مرگ اوٹھائی ہماری لاش
چھدوائے کان اوس گل تر نے بہار مین
دلوانے بنگئے درِ دولت کو دیکھکر
تصویر اپنی بھیجدی کوٹھے سے یار نے
دنیا اگر ادہر کی اودہر ہو ہوا کرے
ٹھوکر حضور کی نہو ئی ایکدن نصیب
تدبیر سے نہ مٹ سکی تقدیر کی خلش
اللہ ری لاغری نہ ملا مدتون پتا
دیر و حرم ابھی ہین سلامت جہان مین
بالائے بام کھولتے ہین آپ سر کی بال
پھرتے ہین عشق و حسن پریشان ہر طرف
ٹھکرائے کہ پیسئے دل کو غرض نہین
پستی کی یاد اوج مین دانا کو چاہیے
بعد فنا بھی رنج ندیتا کسیکو مین
دنیا تمہارے گھر عوض نقد دل ملی
سرو قد بلند کی اللہ ری سرکشی
دنیا و دین سے لٹتے ہین اکثر گئے عشق مین
ٹھوکر سے دلمین درد ہی محرم کی عشق مین
کثرت ہی جنس حسن کی بازار دہر مین
کہائین ہما نے چرب زبانون کی ہڈیان
کافی ہے حشر مین علم حمد کا بیت

سر و بکے ہاتھون ہاتہ گئے ہم جہان سے
منگوائے تنکے بلبلون کی آشیان سے
سودا سے تازہ مول لیا اوس دوکان سے
اوتری نئی کتاب مجھے آسمان سے
ٹلتے نہین فقیر ترے آستان سے
بجلی تڑپ تڑپ کی گری آسمان سے
پہانسین نہ نکلین دلسے نکانٹے زبان سے
بھٹکی پھری اوترکے قضا آسمان سے
سر پھوڑتا ہے کون ترے آستان سے
گل سے اوترتی ہے شب قدر آسمان سے
ہم اور آپ گم ہوئے دونون جہان سے
ہمنے قدم نکال لیا درمیان سے
اکدن زمین دیکھنی ہے آسمان سے
تعویذ قبر کیون نہ لکھا زعفران سے
بازار سب خرید لیا اوس دوکان سے
جھکتا ہے پیر چرخ ہمارے جوان سے
تنہا کی چوٹ چلتی ہے دونون جہان سے
سینکو ہماری چوٹ کو انگیا کی پان سے
یوسف ہمارے ہاتہ لگا ہر دوکان سے
مغز سخن نکال لیا استخوان سے
مولا کو ڈہونڈھ لینگے غلام اس نشان سے

حسرت سے ہاتھ ملتے شب وصل رہگئی
کوئی کسی سے پوچھے کیونکر پتا لگائے
زلفین کہلی ہوئی ہین نہ بہیجو سوئی عدم
تنکے چنے بہار مین اسد رجہ ای جنون
گالی سوال بوسۂ لب کا جواب ہی
تا عرش خاکساریون کی دہوم ہوگئی
دل مین گذر ہوا کسی جلاد کا مگر
ناموس عشق پردہ سے باہر ہو کسطرح
وحشت بہی ہوگئی میرے دلسے کنارہ کش
دنیا خدا سے ہے مرے نالونکی نارسی
کیا حال دل سناؤن مین ای رعب حسن یار
کوٹہے سے وہ پکار رہی ہین مگر مجھے
کیون کر نہ بہولین آپ جوانی کے زور پر
بہڑکا دیا ہے غیر نے چتون سے کہلگیا
کہئے تو نکلے ہر سر موئے بدن سے روح
جہاڑا غبار چنپئی رنگون کے جسم کا
ہم پر کوئی مرے نہ مرے اب غرض نہین
زخمون کے کہانے سے نہین انکار قاتلو
نالون سے ناتوانون نے سر پر اوٹہا لیا
غم نے ترے نچوڑ لیا اسقدر مجھے
سر کاٹ لیجئے مجھے قسمین نہ دیجئے

سرکا جو پانچہ کبھی سونے مین ران سے
کوسون ہے دور نام ہمارے نشان سے
اندہیاری رات مین نہ نکالو جہان سے
بلبل کو ہاتھ اوٹہانے پڑے آشیان سے
کہتا نہین فقیر کو اپنی زبان سے
ٹکر مری زمین سے لنے لی آسمان سے
آتی ہے مجکو خون کی بو اس مکان سے
مرجائین دل کی بات نہ نکلے زبان سے
آسیب ڈر کے بہاگ گیا اس مکان سے
روپوش ہوگیا ہون مین سارے جہان سے
مہلت لب و زبان کو نہین الامان سے
آواز غیب آتی ہے آج آسمان سے
پالا نہین پڑا ہے کسی ناتوان سے
دل بولتا ہے کچہ وہ کہین گی زبان سے
قربان آپ پر ہون ابہی لاکہہ جان سے
اکسیر ہاتھ آگئی سونے کی کان سے
جو جانے والے تہے وہ گئے اپنی جان سے
پہلے ہی ہاتھ دہو کے ہم آئی ہین جان سے
آخر زمین چہوٹ گئی آسمان سے
جو کچہ کہ دل مین تہا نکل آیا زبان سے
بس بس خدا کیو اسطرح گذرا مین جان سے

مدت سے کربلا کی تمنا میں ہے منیر
مولا اسے بلائیے ہندوستان سے

کوچہ جاناں میں آب زندگانی چاہیے
کوئی قاتل ہو تو مجھکو زندگانی چاہیے
شوق سے رسوا کرو لکھدو مگر بہر سند
دل سے دل جب ملگیا پردہ کہاں باقی رہا
آبروریزی کے ساتھ ہی جان دینا خوب ہے
دل کو دوڑانا ہے لازم کوچہ دلدار تک
قد آدم تو ہو وقت سیر عالم خاک کی بلند
جس محل میں آپ ہونگے دوسریکا دخل کیا
پھر نہ اوٹھے بوجھ سے رکھوں جو اوسکے پاؤں پر
کرکری شیخی ہو تیغ یار تو ہاماں سے لے
آمد وحشت سے عقل و ہوش کی پوشش کرے
رفتہ رفتہ موت کی ہچکی مجھے آنے لگی
وصل کی شب میں موذن کا ہے ڈر اے قصہ خواں
بات غیروں کی نہ اوٹھے ناز تیرا اوٹھ سکے
یہ تمہارا منہ نہیں بوسے جو دیں ڈالو ہمیں
گیسوؤں کی چھیاں ناحق لگاتے ہیں حضور
اے خموشی اب تو رخصت ایک کلمہ کی ملے
راتکو آجاؤ اکدن چھاگلیں پہنے ہوئے
ہو کر دل میں جو مزا پایا ہی کہہ سکتے نہیں

فکر ہے جرکاؤ کی کچھ جانفشانی چاہیے
کیا کروں سنگا لیکے خالی جان جانی چاہیے
نام رکھنے کے لئے کچھ تو نشانی چاہیے
میرے سینہ میں ترا راز نہانی چاہیے
ڈوب مرنیکے لئے اک بوند پانی چاہیے
ناتوانی پر بھی طاقت آزمانی چاہیے
ساری دنیا ہجر میں سر پر اوٹھانی چاہیے
میرے دلمیں وہ کی مجھے بدگمانی چاہیے
یا الٰہی مجھکو ایسی سرگرانی چاہیے
عاشق کامل کو اتنی سخت جانی چاہیے
آنکھ بھی آتی ہے یہ آگ ایدل دبانی چاہیے
اے مسیحا یاد میری اب بھلانی چاہیے
سو رہے یہ فتنہ ایک ایسی کہانی چاہیے
جسقدر طاقت ہے اوتنی ناتوانی چاہیے
بے سبب پھر کیوں غرور بدزبانی چاہیے
پاؤں رکھے ہو کونکو کیونکر مار کھانی چاہیے
بات جاتی ہے کہاں تک بے زبانی چاہیے
پاؤں کی آواز سے قسمت جگانی چاہیے
پاؤں پڑ کر تمہاری مار کھانی چاہیے

گو نہین رخت زری پر میری جو ہر دیکھیے
گلکاروانی چاہیے یا کامدانی چاہیے

آنکھین بہی دیدار کے لائق عنایت کیجیے
یو نہین اندہا کرکے کیونکر لن ترانی چاہیے

قرض دو تو پہر بہی ہم عیش گذشتہ دیکھہ لین
نوجوانو ایک دم بہر کو جوانی چاہیے

موت کا آنا ہوا دشوار بے روئی ہوے
زندگی سے ہاتہہ دہونیکو بہی پانی چاہیے

جان لے ڈالی ترے دوری کی احسان نے
اے فلک کس نے کہا تہا زندگانی چاہیے

کس ادا سے رات کو ساقی نے پوچہا ای منیر
زعفرانی چاہیے یا ارغوانی چاہیے

احباب میری لاش کو کفنا کے لیچلے
گٹھری مین رخت کہنہ کو بندہوا کے لیچلے

ہوش و حواس عاشق شیدا کی لیچلے
ای عمر کے رفیقو انکو بہکا کے لیچلے

تصویر مین ترے کوچے کی کہچوا کی لیچلے
نقشے بہشت مین نئی دنیا کے لیچلے

ہوش و حواس آئے جو تمنے بلا لیا
یاران رفتہ گہر سے مجہے آکے لیچلے

گالی بہی اس مزے کی نہ ہاتہ آئی جب کہین
جو کچہ ملا حضور سے چپہا کے لیچلے

ٹکڑے کئے جلا بہی دیا ساتہ بہی لیا
کپڑے پہٹے ہوئے مجہے پہنا کے لیچلے

یہ بال اندہی چور کی دنیا مین ہے سزا
اے تو اپنی زلف مین لٹکا کے لیچلے

مطلب کچہ اور نامہ اعمال سے نہین
کیفیت اپنے حال کی لکہوا کے لیچلے

اللہ رے اضطراب بتون کو بناؤ نگا
دل آئینہ کے دہوکے مین گہرا کے لیچلے

اب کی دغا ہوئی تو پہر اوس کا پتا نہین
پہر مجہسے دلکو آپ قسم کہا کے لیچلے

اوسکی گلی مین آنسوؤن کی راہ ہمنے کی
دریا سے نہر باغ مین کہدوا کے لیچلے

ہین ساتہ ساتہ عاشق خود گم کی تلاش گر
جاسوس مرگ سے مجہے ڈہنڈہوا کے لیچلے

دل کیا لیا کہ دولت کونین لوٹ لی
سب کچہ وہ گہر سے عاشق شیدا کی لیچلے

دروازہ بے چراغ ہین اندہیر گہر مین ہے
آنکہون سے نور دل سے سرور آ کے لیچلے

تیری گلی مین راہ سفارش کی بند ہے		کس کی مجال ہے جو ترس کہا کے لیجائے
	قسمت بہشت مین لئے جاتی ہی کیون منیر نزدیک کربلائے معلےٰ کے لے چلے	

مست باغون مین لئے پہولکی توتل آئے
عین گرمی مین گرجتے ہوئے بادل آئے
ایک باری نہین ملتے کہین دو دو مطلب
وائے حسرت نہ اڈرا کاگ کسی بوتل کا
چاہئے قدکشیدہ کے مناسب زیور
تیرہ بخت آپکے آگے سے نکالے جائین
شیشۂ بادہ شبِ تار مین لائے کوئی
تلمکاموں نے چہوئی آج تمہاری انگیا
لالہ گون آج زمانے مین گہٹا چہائی ہی
ضعف مین کب نظر آتے ہین سیہ بخت اونکی
درد سر مین یہ ہوئی نام دوا سے نفرت
یارب ایسی کشش عشق کی بندہ بیجا ہوا
اپنے سایہ مین مجہے لے دوپٹا اونکا
توڑلین گے فلکِ حسن کے تارے ہم بہی
ٹہنڈی آہونکی سبب کہل گئین زلفین اونکی
مہندی ملنا ہو اگر شان تعلی کے خلاف
کبہی خالی نہ رہا میکدہ کا دروازہ
آئینہ تیرے لئے شہرِ حلب سے لائین

پہر بہار آگئی پہر جہوم کے بادل آئے
حکم دو شور کی چہالی کوئی بوتل آئے
باغ کا قاعدہ ہے پہول گئے پہل آئے
آج کس رنگ کی کس روپ کے بادل آئے
کان کے پتونکو شمشاد کی کوپل آئے
دور سے آنکہون مین گہر کرنیکو کاجل آئے
اے خدا مہر جہانتاب کی مشعل آئے
نارستان مین نہ کیون تلخی حنظل آئے
موسم گل مین کوئی پہولکی بوتل آئے
ایخدا موت جلائے ہوئے مشعل آئے
اے پری خوب گہسا جائے جو صندل آئے
میرے گہر ٹوٹ کے اوس شوخ کی تکل آئے
میرے پلے پر الٰہی کوئی آنچل آئے
کوہ سے نیچے تو الماس کی ہیکل آئے
چلی پروائی ہوا جہوم کے بادل آئے
حکم ہو تو شجرِ طور کی کوپل آئے
انہڈتے مست چلے جہومتی بادل آئے
روم سے غازہ رخ شام سے کاجل آئے

ہین خفا ہو کے جو اوٹھتا ہون تو فرماتی ہین
درد سر چوٹی کے گندھوانے مین ہوتا ہے مدام
مر ہی جائین گے گلا کاٹ کے مرنے والے
اطلس چرخ کو بھی وہ نہین ٹھکراتی ہین

فائدہ جانے سے کیا آج گئے کل آئے
اوسنے نکے زلفون کے لئے شانہ صندل آئے
اے اجل اونکی بھوؤن مین تو کہین بل آئے
اونکی پاپوش سے سنجاب کہ مخمل آئے

ای منیر اونکو ہے جلوہ کی نمائش منظور
پردہ در کو گریب اے کہ ململ سے آئے

نہ بھائی اونہین خونفشانی کسیکی
تصور مین ہے بیدہانی کسیکی
بڑھی رات کو خونفشانی کسیکی
تڑپتا ہے دیوار کے نیچے ہر شب
کیا زندہ در گور ہجر بتان نے
ضعیفون سے ہر بار لیتی ہین بلکی
خموشی مین بھی بوسہ کی گفتگو ہے
کوئی غیر ہی ساتہ ہے اک پری کے
عدم تک تو جانے دے ای حسرت دل
غضب کر گئی اک پری کی حکایت
ہزارون جوانون کی لی جان اوسنے
ہر اک فقرہ پر رال کیونکر نہ ٹپکے
بقا و فنا کے تماشے دکھائے
اوٹھانے لگے بار کوہ محبت
اس آئینہ مین منہ کوئی دیکھتا تھا

ہوئی آبرو آج پانی کسیکی
کہون چپکے چپکے کہانی کسیکی
ہوئی چاندنی ارغوانی کسیکی
کسی دن تو سن تو کہانی کسیکی
ملی خاک مین زندگانی کسیکی
دبائے اونہین ناتوانی کسیکی
مرے منہ لگی بیدہانی کسیکی
مجھے کہائے گی تنہائی کسیکی
دکھائے گی منہ بیدہانی کسیکی
ہوئی بڑہ کے قصہ کہانی کسیکی
قضا سے سوا ہے جوانی کسیکی
ٹہائی ہے شیرین زبانی کسیکی
سلامت رہے نیم جانی کسیکی
چڑھی زور پر ناتوانی کسیکی
دل بے نشان ہے نشانی کسیکی

دوبارہ ملے دولتِ وصل کیونکر — کب آتی ہے جاکر جوانی کسیکی

وہ منہ پھیر کر نشہ مین کہہ رہی ہین — گلابی مری ارغوانی کسیکی

مرے مرتے ہی غیر مین جان آئی — کسیکو ملی زندگانی کسیکی

× مرا حال کیون غیر سے سن رہی ہو — کہانی کسیکی زبانی کسیکی

ازل سے ہوئی جامہ زیبی کی گھتی — کسیکی گزی کامدانی کسیکی

کم و بیش دنیا مین ہمکو خوش آیا — لڑکپن کسیکا جوانی کسیکی

ہمیں اندنون چھٹ گئی شعر گوئی
کہا کرتے ہین ہم کہانی کسیکی

گلشن کوئی صنم مین دل ہی دل مین داغ ہی — لالہ سان باغ ارم مین دل ہی دلمین داغ ہے

شاخ مرجان مین بنا غنچہ ہی غنچہ مین ہی پھول — دستِ رنگین صنم مین دل ہی دلمین داغ ہی

مے پرستو جام مین شیشہ ہی شیشہ مین ہی پھول — خواہش چشم صنم مین دل ہی دلمین داغ ہے

عشق ابرو جانمین جانِ حزین گلزار مین — سایۂ تیغ ستم مین دل ہی دلمین داغ ہے

اس حباب تازہ مین شعلہ ہے دریا مین حباب — اس سمندر چشم نم مین دل ہی دلمین داغ ہی

مرغ وحشی جال مین ہی جال باغِ حسن مین — گیسوؤں کی پیچ و خم مین دل ہی دلمین داغ ہی

جسم ہے بزم تحیر مین تمہارے گھر مین ہیان — دیر مین مین ہون حرم مین دل ہی دلمین داغ ہی

چاند ابر تیرہ مین مخفی ہے دھبا چاند مین — ظلمتِ شبہائی غم مین دل ہی دلمین داغ ہی

سیر سے قبضہ مین ہی کیسہ مین ایک اشرفی — خواہشِ دام و درم مین دل ہی دلمین داغ ہی

ہے صدف مین قطرہ قطرہ مین شرار سوزِ غم — خانۂ نقشِ قدم مین دل ہی دلمین داغ ہی

خاک مین آئینہ آئینہ مین دھبا دیکھہ لو — گرد اندوہ و الم مین دل ہی دلمین داغ ہی

دائرہ مین نقطہ ہے نقطہ مین ہی مہر جنون — گردش صحرائی غم مین دل ہی دلمین داغ ہی

برج مہ مین آئینہ ہے آئینہ مین ہی زحل — دم بخود قصر صنم مین دل ہی دلمین داغ ہی

فصلِ گل مین جوشِ وحشت جوشِ وحشت مین منیر
واد سئے رنج والم مین دل ہے دل مین داغ ہے

اوٹھوا سکے ناز آپ سے جب چھیڑ چھاڑ کے
دل خاک مین ملاتے ہو کیون منہ بگاڑ کے
نقشے جما رہا ہے تصور کے کوہکن
دنیا کے پاؤن پڑ کے ہوئے سب مرید
شیرین لبون کے عشق مین ای کوہکن مدام
اپنے ہی عیب دیکھہ کے ہوئی ہین ہم ذلیل
بجس ہی اپنی جنس سے خلوت مین ملی ہین
ابتک نہین کھلا او نہین دعوے ہمسری
ممکن نہین کہ اب در دولتسرا چھٹے
مشکل ہے آہ گرم سے انکا پسیجنا
مانند چوبِ خشک ہمین یہ خبر نہین
ردِ بلا ہوئی صدقہ کیون نہ دین حضور
لپٹے ہوئے ہین اور ہین دیوارین بیچ مین
میلی نہ چاندنی ہو شبِ وصل ای فلک
سر دینے کی طلب ہے مجھے راہ عشق مین
ظلماتِ قبر مین رخِ روشن کی یاد ہے
بیٹھے پلنگ پر وہ کماندار خوش لباس
لیلی کو تیرے اشکِ خوبی نے ای پری
اکدن بتون کے دل نہ ہوئی نرم الغیدا

ہم ناتوان رہ گئے پیچھے پہاڑ کے
پچھتاؤ گے جو بھول گئے مال گاڑ کے
بت بنتے ہین ترشتے ہی پتھر پہاڑ کے
لاکھون نہین اوٹھہ کھڑے ہوئے ہم ہاتہ جھاڑ کے
مرمر کے ہمنے کاٹے ہین پتھر پہاڑ کے
کیون خاک مین ملین عبث اورونکو جھاڑ کے
پچھلے کو وصل رہتے ہین پٹ ہر کواڑ کے
توڑینگے بانس سروِ گلستان کو تاڑ کے
بازو ہمارے ہاتہ لگے ہر کواڑ کے
پتھر ہین اسے خدا یہ صنم کس پہاڑ کے
تنور کی غذا ہین کہ لقمے ہین بھاڑ کے
خیرات آپ کرنے لگے ہمکو گاڑ کے
پردے ہین درمیان مین تکیونکی آڑ کے
بچھوا دے آج چادرِ مہتاب جھاڑ کے
منت کے چلے باندہی ہین گڑ کو پہاڑ کے
مشعل بنا رہے ہین کفن پھاڑ پھاڑ کے
رتبے سوا ہون لیس سے یارب تواڑ کے
پہنچا دیا ہے قیس کے دل مین لتاڑ کے
کیونکر پسیج جاتے ہین پتھر پہاڑ کے

ہر بار نقد دل کو چراتا ہے گھات سے
پی جاؤن خون دزدِ حنا کو پچھاڑ کے

دین گالیان حضور نے یارانِ رفتہ کو
پھینکے عبث گڑی ہوئی مُردی اکھاڑ کے

برباد کر کے مجھکو دلِ غیر خوش کیا
جنگل بسا دیا مری بستی اوجاڑ کے

یارانِ رفتہ پر ہوئے بے فائدہ خفا
شہرِ عدم خراب کیا منہ بگاڑ کے

ہین خار خار دل مرے گھر مین پڑی ہوئے
آنچل اوٹھا کے آئے کانٹے ہین جھاڑ کے

مینے جو کچھ کہا ہو تو کاٹین مری زبان
وہ آپ ہی آپ روٹھہ رہے چھیڑ چھاڑ کے

مسجد بنے گی یا مری مٹی سے میکدہ
پوچھو تو کیا بنائین گے مجھکو بگاڑ کے

پھیلائین کس کے سامنے ہاتھ اپنے ای منیر
آخر یہان سے جائین گے دامن کو جھاڑ کے

کیا کرے لے کے شبِ ہجر چھپر کھٹ کوئی
نہین سوتا کسی پہلو کسی کروٹ کوئی

بیزبانی مین کیا شکوۂ جلاد ادا
دہنِ زخم سے بڑھ کر نہین منہ پھٹ کوئی

آپ آرام مین ہین نیند اوچٹ جائیگی
نکرے پائے تصور سے بھی کھٹ کھٹ کوئی

جیمین آتا ہے کہ روپوش کفن ہی ہو جائین
شرم کے مارے اولٹتا نہین گھونگٹ کوئی

رشک سے شیشۂ دل توڑ دیا ہے مینے
چوم سکتا نہین ای بت تری چوکھٹ کوئی

راہ غلطی کی اندھیرے مین نہ سوجھی گی مجھے
وصل مین کھل نہ پڑے گیسوؤنکی لٹ کوئی

حسرتین اسمین شب و روز پڑی جلتی ہین
دل ہی پہلو مین خدا جانی کہ مرگھٹ کوئی

منہ دکھاتی ہی نہین دولتِ دیدار مجھے
اسطرف کی نہین لیتا کبھی کروٹ کوئی

ابھی بے پردہ نظر آئے خدا کی قدرت
آپکے چہرے سے اٹھوا دے جو گھونگھٹ کوئی

ہمسری کا دہن تنگ سے ان سے دعوے
غنچہ تنگ سے زیادہ نہین منہ پھٹ کوئی

ای فلک سیر شب ماہ کو وہ آتے ہین
نرہی چاندنی کی فرش مین سلوٹ کوئی

خاک اوڑا اسنے کو مری جان ہوا ہوتی ہے
پھینکتا ہے کبھی گھوڑیکو جو سرپٹ کوئی

نغمۂ قلقل مینا کی مچی ہے کہین دہوم
زہر پیتا ہے کسیکی لئے غٹ غٹ کوئی

مفت کہوتے ہو یہان زندگئے عاریتی
قرض کے مال کو کرتا نہین تلپٹ کوئی

ہمکو تابوت مین بہی نیند نہین آتی ہے
سو رہا چین سے بچہوا کی چپر کہٹ کوئی

چہوڑ کر نزع مین وہ روٹہہ چلی ہین دیکہو
جان جاتی ہے اری دوڑ یو جہٹ پٹ کوئی

نہین معلوم کہان جاکے تہی یاران عدم
ایسے سوئی ہین کہ لیتا نہین کروٹ کوئی

کشور عشق مین ہر قوم کی مٹی ہی خراب
اس خرابہ مین نہ تکیہ ہے نہ مرگہٹ کوئی

ای منیر اب وہ پری اور ہی کچہ دہن مین ہے
نہ ترانہ ہے نہ ٹپا ہے نہ ترووٹ کوئی

خالی ہے گلرنگ سے شیشا نہین کوئی
جسمین کہ نہون آپ وہ دل ایسا نہین کوئی

غم ہے نکرے عاشق شیدا نہین کوئی
تم برق تجلی ہو تو موسے نہین کوئی

چپ رہنے کو آفاق مین گوشا نہین کوئی
پہیلائین کہان پاؤن کہ صحرا نہین کوئی

سر بیچ کے لین جسکو خریدار محبت
ایسا ترے بازار مین سودا نہین کوئی

سر کاٹئے یا ہمسے لپٹ جائیے للہ
کیا دیکہتے ہین آپ تماشا نہین کوئی

دربار نشین آپکے ہین ہر دم تصویر
یون رعب سے خاموش ہین گویا نہین کوئی

سر دینے کو طیار ہین جلاد تو ہو سلے
مرنے کو ہین موجود مسیحا نہین کوئی

ہمت ہی پہاڑون کی اوٹہا لینی کی اب بہی
فرمائشون کے بوجہ سے دبتا نہین کوئی

اے وحشت دل قید ہین ہم دور فلک مین
دنیا سے نکل جانے کو رستا نہین کوئی

مجبور ہین وہ حشر مین وعدہ نہین ٹلتا
فردا نہین کوئی بس فردا نہین کوئی

عشق لب جان بخش مین جانین نہین جاتین
تم جب سے مسیحا ہوئی مرتا نہین کوئی

دلوا سلئے بنائے ہین حسینونکو پریزاد
جب پر کے اوڑ جاتے ہین پکڑتا نہین کوئی

جب کہتی ہین ہم کاٹ کے رکہدینگی سر اپنا
منہ پہیر کے فرماتے ہین اپنا نہین کوئی

اب ایک بھی لاغر نہ بچا کوسین گے کیونکر
جھونکین گے کسے بھاڑ مین تنکا نہین کوئی

ہان ہان لب شیرین کے ہمین لینے ہی بوسے
کسطرح وہ کہا جائین گے حلوا نہین کوئی

کیا خوب ابھی غیر کو چبا ہی نکا نہین تم نے
بس دیکھہ لیا چپ رہو اندھا نہین کوئی

اوستاد بغیر اور منیر اہل جہان مین
مرشد نہین ہادی نہین آقا نہین کوئی

گھر آنے سے ناخوش تھے تو سمجھا گئے ہوتے
رستے ہی مین دل کو مری ٹھہرا گئے ہوتے

تم چاندنی مین عہد ملاقات جو کرتے
گیسو صفت ابر سیہ چھا گئے ہوتے

مٹی سے بھی میلا ہے مرا جامۂ ہستی
للہ مجھے خون مین نہلا گئے ہوتے

بوسے تو کہان گالیون سے بھی رہے محروم
میٹھا نہ سہی زہر ہی کھلوا گئے ہوتے

منت سے رقیبونکو جو توساتہ کہلانا
کچھ ہم بھی ترے سر کی قسم کھا گئے ہوتے

مر کر بھی نہوتا دل افسردہ شگفتہ
ہوتے جو مرے پھول تو مرجھا گئے ہوتے

زہر غم فرقت نے رقیبون سے بچایا
کڑوا جو نہوتا تو مجھے کھا گئے ہوتے

گلزار مین گندھوا کے مرے ہاتھ سے چوٹی
سنبل سے مجھے مفت مین الجھا گئے ہوتے

جلوے سے مری دیدۂ پرآب جھپکتے
پانی کے کنول دھوپ مین کمھلا گئے ہوتے

الجھی ہوئی ہے زلف کوئی پیچ پڑا ہی
اب تک تو کبھی کے وہ یہان آگئے ہوتے

ہر دیدۂ نرگس کو سیوؤن کی ہے تمنا
ناخن کبھی گلشن مین ترشوا گئے ہوتے

ایسے دہن تنگ مین کیا لعل لگی تھی
اکبار تو بوسہ کوئی ہم پا گئے ہوتے

تھا چشم جہان سے جو حجاب آپکو منظور
منہ کھولے ہوئے خواب مین آگئے ہوتے

ہوسکتے تھے اگر گلشن فردوس کو زاہد
آکر ترے کوچے مین ہوا کھا گئے ہوتے

جی اوٹھنے کے ڈر سے گئی راہ بچا کر
جب جانتے تابوت کو ٹھکرا گئے ہوتے

برسات کی تکلیف سفر مین نہ اوٹھاتی
ہرگز نہ مین روتا جو وہ سمجھا گئے ہوتے

بوسہ کا تو کیا ذکر ہے چلتا جو بس اپنا
تا قبر بھی تابوت کے ہمراہ نہ آئے

کچھ آب تجھے اے لب بستہ لب کہا گئی ہوتے
آئے تھے تو گھر تک مجھی پہنچا گئی ہوتے

مرتا ہے **منیر** آج ملاقات کی خاطر
آ کر دل غم دیدہ کو بہلا گئے ہوتے

دشمن وفور رشک سے کچھ کھا کے سو رہے
جاگے مرے نصیب جو وہ آ کے سو رہے

زندہ عبث کیا جو تغافل پسند تھا
کیون اتنی دور سے مجھے بلوا کے سو رہے

اہل عدم کو خواب پریشان نظر پڑے
زلفین کمر تک آج پھیلا کے سو رہے

بیگانہ وار آتی ہے کیون نیند انکھون مین
شاید حضور غیر کے گھر جا کے سو رہے

ہشیار راہ راست سے پہونچے مراد کو
وہ لٹ گئے جو راہ سے کترا کے سو رہے

چلبلے بتا دل پاؤن کی مہندی کی جو رہی
فقرے سے پائتے مجھے بہلا کے سو رہے

غمازونکو جگا کے کیا قصد نیند کا
دو چار فتنے جو لب سی خونکا کے سو رہے

سحر اسے بیخودی سے نہ نکلے تمام عمر
ہم آپ سے بتاؤ کہان جا کے سو رہے

پوچھا جو مینے خواب مین آؤگی یا نہین
مہندی لگائی پاؤن مین جھنجلا کے سو رہے

زندہ ہوئے جو کوچۂ قاتل مین مر گئے
بیدار بخت تھے جو یہان آ کے سو رہے

آتی ہے جسم پاک مین بیگانہ پن کی بو
سچ کہیے کسکو شام سے لپٹا کے سو رہے

نالہ بہت کئے نہ اوٹھے خفتگان خاک
کیا جاگنے کی یار قسم کھا کے سو رہے

آرام سے فقیرون کی گذری فنا کے بعد
تکیہ مین پاؤن چین سے پھیلا کے سو رہے

گذرا شباب مر بھی گئے ہم نہ آئے آپ
جاگے ہوئے تھے رات کی اوکتا کے سو رہے

زہر اجل بھی زخم بھی ہین گالیان بھی ہین
مہمان ہے **منیر** تو کچھ کھا کے سو رہے

سر پٹکین گے در بت بے پیر کے ہاتھ سے
سجدے کی خطا جائیگی تقدیر کے ہاتھ سے

قشقہ کے طلبگار ہیں سب برہمن اے بت
مشتاق ہیں زخم تبر و تیر کے ماتھے

خم رہتے ہیں سر بیڑیوں پر جن بتوں کے
آئینے بنے خانۂ زنجیر کے ماتھے

کس شوخ کے ماتھے نسے ہم مرقوم شہادت
پڑھ لیں خط تقدیر کہیں چیر کے ماتھے

مقبول جو سجدے ہوئے ہنگامے اے بت
دریا عرق خجلت تقصیر کے ماتھے

مطعون کیا قسمت عشاق کو تم نے
بنتے ہیں ہدف ناوک تقریر کے ماتھے

دہ و سر عشاق ہے آرام سے بہتر
محتاج نہیں صندل تدبیر کے ماتھے

پیشانی عشاق کو گدا سے ہونا ہے
شاید ہیں سزاوار اسی تحریر کے ماتھے

سجدوں کے اثر بن گئے مہر خط تقدیر
داغی نظر آتے ہیں مشاہیر کے ماتھے

محروم نشانوں سے ہیں آزاد تمہارے
گویا نہیں قابل الف تیر کے ماتھے

ملتے ہیں بابھبوت آپکی خاک کف پا کا
جو یا نہیں خاکستر اکسیر کے ماتھے

عاشق کریں سجدے وہ لگائیں اونہیں ٹھوکر
تعریف کے لائق ہیں کہ توقیر کے ماتھے

میری عوض اوس شمع دشمن کو بلایا
پروانہ کی آفت گئی گلگیر کے ماتھے

ٹھکرائیں گے سر آپ جو افسردہ دلونکے
ٹھنکیں گے ابھی مردم کشمیر کے ماتھے

قرآن بھی تو چاہیں بھی حسینوں کی پرہیں
تصویر کے رخسار ہیں تصویر کے ماتھے

ہے قسمت عشاق ہیں مصحف خط رخسار
گویا ہیں ورق مصحف و تفسیر کے ماتھے

موزوں کئے اشعار منیر اوسکی خوشی ہے
یہ فکر گئی عاشق دلگیر کے ماتھے

یارب نمک سخن ہیں بھلا کچھ تو چاہیے
دی ہے اگر زبان مزا کچھ تو چاہیے

آندھی ہیں بوئے زلف رسا کچھ تو چاہیے
وحشت ہیں ہیش خاک بلا کچھ تو چاہیے

جاروب کش ہے کب سے در خاک کا فقیر
ہاں اے مرے کریم صلا کچھ تو چاہیے

ہیں نے کہا خیال مرا کچھ تو چاہیے
بوسے دئے کہ ہاں درست بجا کچھ تو چاہیے

ڈہونڈہے ہین عدم سے خطوط نکے دہان تنگ
اے خضر سبز پوش بتا کچہ تو چاہیے

اپنی طرف سے رسم محبت نباہ دی
معشوق گو برا ہو بہلا کچہ تو چاہیے

پہلے پہل رقیب سے کیونکر بڑہا سہاگ
یعنی نئی دولہن کو حیا کچہ تو چاہیے

کہتے ہین عشق قد ہین وہ خاموش دیکھکر
آزاد اگر بنے ہو صدا کچہ تو چاہیے

بوسے سے زیادہ آپ کے دعوی ہی لے لئے
تعزیر مجکو حد سے سوا کچہ تو چاہیے

آئینہ دار عشق کی مٹی عزیز کر
قدر غبار اہل صفا کچہ تو چاہیے

اپنے مریض عشق کی تدبیر ہے ضرور
پرہیز ہے دوا سے دعا کچہ تو چاہیے

جلوہ سے دل کے نور و تجلی بڑہا ہے
اندہا یہ آئینہ ہے جلا کچہ تو چاہیے

پہر جائین ہڈیان لب شیرین کی عشق سے
کہانا لذیذ پہر ہما کچہ تو چاہیے

چہڑا دو ہمکو کشمکش اشک و آہ سے
فکر فساد آب و ہوا کچہ تو چاہیے

کعبہ کو چہوڑکر تجہے سب نے کیا طواف
خیرات آج راہ خدا کچہ تو چاہیے

اکبار ہمسے ترک تعلق نہ کیجیے
بیجا غرور ناز بجا کچہ تو چاہیے

گیسوئے مشکبار گلستان مین کہولدو
خوشبو برائے باد صبا کچہ تو چاہیے

کیونکر بہد دن آہ بڑہے آتش فراق
بہڑکے یہ آگ خاک ہوا کچہ تو چاہیے

تشبیہ تیری زلف کو مشک ختن سے دیکھا
اتنی بڑی خطا کی سزا کچہ تو چاہیے

عاشق کو اپنے پاس سے خالی نہ پہیر
اچہا ہو یا برا ہو بہلا کچہ تو چاہیے

بیجا ہے صرف زندگی مستعار کا
فکر ادائے قرض بہلا کچہ تو چاہیے

طالب ہین خضر کعبہ مقصد کے ای صنم
کر لین گے راہ دل مین بتا کچہ تو چاہیے

اے دل خفا نہو دل نالان سے مگر
گہڑیال مین ہماری صدا کچہ تو چاہیے

لیتے ہین بوسہ تیغ مین مرتے ہین باتہہ
گو جان جائے جائے مزا کچہ تو چاہیے

بہولے ہین آپ عہدہ روز الست کیون
کیا عہد تہا خیال وفا کچہ تو چاہیے

کرتا ہے سیر شیشۂ لبریز جام کو
منعم کو شرم دست گدا کچھ تو چاہیے

بیٹھا ہے آئینہ میں کوئی شخص اجنبی
آنچل سے منہ چھپا و حیا کچھ تو چاہیے

حاصل گناہگار کو ہے لطف مغفرت
اے طالب ثواب خطا کچھ تو چاہیے

منکر ہے غیر خوبیٔ حسن ملیح کا
ہے یہ نمک حرام سزا کچھ تو چاہیے

ہے وقت جوش اشک بڑھی آہ سرد بھی
برسات آئی نشو و نما کچھ تو چاہیے

مرجاؤں یا ہوں اوس سے ہم آغوش ای کریم
خالی نہ جائے دست دعا کچھ تو چاہیے

جل جل کے خاک ہوتی ہیں ناحق بھی ہڈیاں
ای بخت بد نصیب ہما کچھ تو چاہیے

اے خضر موت اگر نہیں آتی تو ڈھونڈھ لا
عین بقا میں عشق فنا کچھ تو چاہیے

زلفیں بھری ہیں گرد میں کہیئے تو جھاڑ دوں
خدمت تمہاری خاک بلا کچھ تو چاہیے

یہ کون جان بلب ہے ادھر بھی کوئی نگاہ
او جانے والے پاس وفا کچھ تو چاہیے

شل منیر سب ہیں پریشاں ای خدا
دنیا میں حصۂ شعرا کچھ تو چاہیے

کعبے گئے نہ جانب بیت الصنم چلے
جو راہ بیخودی نے بتائی وہ ہم چلے

کس روز تیرے کوچے سے ثابت قدم چلے
جم کر ہمارے پاؤں نہ اوٹھے نہ تھم چلے

اوس جان جان کو چھوڑ کے سوئے عدم چلے
پیچھے ہماری عمر رہی آگے ہم چلے

راہ وفائے یار میں غیر اور ہم سے چلے
گھل مل کے اگلی فصل میں تریاق و سم چلے

جنگل میں یا مزار میں آتش قدم چلے
بس اوجڑے گھر میں آگ لگائی تو ہم چلے

پایا کفن تو جانب ملک عدم چلے
کپڑے بدل کے یار کے ملنے کو ہم چلے

رہنے نہ دیگی آپ کی وضع بازیاں کہیں
رستہ لو ہیں بتاؤ گے صاحب تو ہم چلے

[illegible]
اک شب کی شب سرا میں یا ترکِ صبح دم چلے

عمر گذشتہ کی نہیں لاتا کوئی خبر
کہتے ہیں جاتے پاؤں ہمارے کدھر ہم چلے

ناموس خدا نہ سن سکے اللہ ری دماغ
قسمت اوٹھا دیتی ہے دنیا سے اپنے پاؤن
منظور کس حسین کی تسخیر ہے انہین
کیا جانتے تہے عالم فانی ہے جائے خوف
کھسکا دیا حسین مین سکہ رواں ہوا
لغزش کہ جہان مین رہین یار شوق سے
تلوے بہی دیکھنے نہین پاتے ہین سر فروش
نفرت دو رنگی چمن دہر سے ہوئی
لیجا او پہانس کر دل سوزان جو زلف مین
آفت مین آشنا نہین دل ہو کہ ہاتہ پاؤن
دولت گئی تو اوڑ گئی رنگت حریص کی
ہے گلشن جہان مین برنگ نسیم صبح
بہیجا ہے اوسنے پہر عیادت رقیب کو
بقدر داغ عشق ہین بازار حسن مین
لطف شب وصال سے کہنا سلام شوق
دنیا و دین سے آگے ہے صحرائے بیخودی
نوبت تونگروں کے جنازے کے ساتہ ہی
کیا بیخطر ہے راہ ترے شہر وصل کی
جلتے سنے جو عشق دہن مین ہانکے لوگ
اللہ رے اشتیاق تری صید گاہ کا
تیری گلی کی راہ کو پایا جو بے خطر

کعبہ سے اوٹھ کے دیر کی جانب صنم چلے
یارون کو یہ مقام مبارک ہو ہم چلے
کیون آب زر مین نقش بہائی درم چلے
لٹتے ہین اس سرا مین مسافر تو ہم چلے
سینہ مین داغ شہر دنگی اندر درم چلے
جمتے نہین ہین پاؤن ہماری تو ہم چلے
دنیا مین کس سے پاؤن ہی کہئے قسم چلے
اک رنگ اسجگہ نہین ہیتا تو ہم چلے
ہمراہ دود آہ مع پیچ و خم چلے
اتنون مین کوئی ساتہ نہ دیگا جو ہم چلے
چہرہ ہوا سفید جو پہر کر درم چلے
دامن کبہی نے اوٹھ کے نہ پکڑا جو ہم چلے
اے زیست مرگ تو ہو مبارک کہ ہم چلے
بٹا لگا نے وضع مین اپنی درم چلے
اے عشق الوداع کہ محروم ہم چلے
کونین پیچھے رہ گئے جب دو قدم چلے
ڈنکے کی چوٹ صاحب طبل و علم چلے
سونا اوچھالتے ہوئے دام و درم چلے
کافور لیکے راہی ملک عدم چلے
کعبہ کو داد دیکے غزال حرم چلے
بند آنکہین کر کے جانب ملک عدم چلے

اوس بت کے گرد پھرتی ہی پائی خدا کی راہ
صدقے کی پتلے پھر طواف حرم چلے

پر یوں نسے ناتوانوں نے کہین خاکساریان
چیونٹی کی چال فوج سلیمان سے ہم چلے

میخانہ کی جو وہ گلی تر آبرو بڑہا سکے
دریا سے پانی پیتے ہی ابر کرم چلے

سیکھین سگے کسطرح چلین اوس نونہال کا
شمشاد کب روان ہوی کسدن قدم چلے

راہ وصال یار مین دل دوڑتا رہا
تہاک تہاک کے پاؤن رگئے بڑھ بڑھ کے ہم چلے

مرقد مین کچھ ہوا کے لئے راہ چاہیئے
تختو نمین اتنی سانس تو رکہنا کہ دم چلے

اپنی گلی سے اوٹھ کے نجانے دیا کہین
وہ آپ آڑے آگئی جو راہ ہم چلے

رحمت خدا کی جلد کرے قصد میکدہ
بجلی کی ڈاک مین کہین ابر کرم چلے

اعضا کو بھی نہ عزم سفر کی خبر ہوئی
سوتے سے اپنے پاؤن نہ اوٹھی کہ ہم چلے

نالو سنے روز حشر میں آئین سگے دیکھنا
ہم صور ہونکے جائین گے جبتک کہ دم چلے

الہڑپنے کی عمر ہے اٹکھیلیوں کی چال
بچھونکر سمند ناز تمہارا قدم چلے

کہا کہہ کے مجکو عرش پر اوڑتا ہی عشق یار
کچھ اڑدہا نہین کہ بہت کہائی کم چلے

کب پہونچے کوچہ بت ابرو کمان ہیر ہم
دوڑے برنگ تیر بہت اور کم چلے

جھونٹوں بھی آپ یاد کرین جس مقام پہ
کعبہ تو دوڑی آنکھوں سے سر کی قسم چلے

غالب ہو کون دیکھیے اظہار شوق مین
میرا تو ہاتھ تیری زبان اے قلم چلے

آؤ جو پھر وعدہ باطل ہمارے پاس
فور آ یہین سے جامہ قران قسم چلے

قاتل سے سامنا کرے کیا جان ناسپت کا
جھٹ جائے نبض موت جو دست ستم چلے

جیسے حضور وعدہ دیدار اگر کرین
قران اوٹھانے کے لئے جھوٹی قسم چلے

رفتار ناز نقش ہے لوح قلوب پر
اس چال اس تراش سے کسدن قلم چلے

تیرے برہنہ پا جو ہوں وحشت مین تشنہ لب
کوسو نسے مشک ہاتھ مین لیکر درم چلے

ہاتھوں کو بھی خبر نہو اسطرح سے پیئے
تا چند پائے موج سے بحر کرم چلے

ہے نقش آبِ بحرِ جہاں میں بنائے علم
کاغذ کی ناؤ لیکے ازل سے قلم چلے

بحرِ جہاں میں ہو جو ہمیں شوقِ فربہی
پیراہنِ حباب پہن کر ورم چلے

تو یہ شراب رنج سے ہے وضع کی خلاف
جب تاک ہو آبرو قدحِ چشمِ نم چلے

پہونچانے جائیں آنکھوں سے لختِ جگر ہمیں
وردی پہن کے چھاؤنی سے فوجِ غم چلے

آہِ سحر کے سامنے تھاک جائے اسقدر
پہیے لگا کے توپ ہر اک صبحدم چلے

میخانۂ جہاں میں مقابل ہوں رنج و عیش
کشتی ادہر گدا کی ادہر جامِ جم چلے

وہ آہوئے رمیدہ جو آئے پئے شکار
چاروں طرف کمندِ کفِ موجِ رم چلے

جنگل میں سرد مہری سودائے زلف سے
خونِ غزال مشک کی مانند جم چلے

بختِ سیہ کو ٹال کے لی راہِ کوئے یار
کالا پہاڑ راہ سے سرکا کے ہم چلے

اپنی گلی کی سیر کو توڑے جو اذنِ عام
طاؤس بن کے جلوۂ باغِ ارم چلے

پوری ہوئی مراد جو کی تم سے حاضری
درگاہ میں نشان چڑھانے علم چلے

جس روز بولے قائلِ خوش لہجہ فارسی
تیغِ عرب کی طرح زبانِ عجم چلے

رنگِ ثبات گلشنِ فانی کو ہو نصیب
باغِ حدوث میں بھی ہوائے قدم چلے

طوقِ کمر ہو سلسلۂ عمرِ عاشقان
ہستی کی بیل جانبِ باغِ عدم چلے

فرقت میں ضعف سے جو بچائی تو جانئے
عیسے کے پاؤں پوچھیں اگر ابکی دم چلے

دے دیکے جان قطع رہِ کوئے یار کی
عمرِ رواں سے سیکڑوں کوس آگے ہم چلے

چہلم کے روز وہ بتِ خونریز اگر اوٹھائے
پنجہ ملانے تیغِ فلک سے علم چلے

آئی ہمارے پاؤں نے دنیا میں لاغری
چڑھ کر کسی رقیب کے سر پہ قدم چلے

تعداد کیا بتائیں زرِ داغِ ہجر کی
ممکن نہیں حساب جو منشی سے یہ رقم چلے

اے بت رقیب کو ہو اگر شوقِ فربہی
مستسقیوں کے بھیس میں گھر سے ورم چلے

محتاج نبضِ فیض کی پہچانتے نہ تھے
چاندی کے پاؤں پائے تو دستِ کرم چلے

عشرت چھٹی تو رنج سے خوش ہو کی راہ لی — روٹھی خوشی تو عیش منانیکو ہم چلے

تیرے شہید تیغ تجلی کے عنبر پہ — چادر چڑہانے ماہ فلک الصنم سے چلے

نشہ مین لغزشین لئی جاتی ہین اپنی سمت — نشہ ملا تہہ بالا تہہ مین دنیا کہ ہم چلے

عمر روان چلی گئی رستہ مین چھوڑ کر — ناحق پرائے پاؤنسے دنیا مین ہم چلے

عزم مدینہ پر ہوئے طیار اے منیر
آنکھون سے سوئے روضۂ شاہ امم چلے

پس فنا بھی وہی تاب آفتاب کی داغ مین ہے — ہوئی ہے صبح مگر روشنی چراغ مین ہے

خیال یار نگر دیدہ ہائے داغ مین ہے — ہمیشہ ایک ہی بتی چراغ مین ہے

خیال عارض پر نور دل کے داغ مین ہے — ازل سے روغن تصویر اس چراغ مین ہے

یقین ہے وہ قیامت کی چال چلتے ہین — حرارت آج بہت آفتاب داغ مین ہے

خدا بچائے ہمین سیر زال توبہ سے — ابہی تو لال پری شیشۂ دماغ مین ہے

فروغ حسن سے دل ہارے جاتی ہین عاشق — مگر دوالی کی بتی ترے چراغ مین ہے

شب وصال ہوئی تہی کسی زمانے مین — ہنوز بوئے عروسی مرے دماغ مین ہے

مین جام بادہ جو لیتا ہون دست لاغر مین — وہ ہنس کے کہتے ہین تنکا تری چراغ مین ہے

ہوا بہری ہے ازل سے مسیح مضمون کی — جواب عطسۂ آدم مرے دماغ مین ہے

صحیح ہے پسند عشق میری دست لگے پایس — مع خطاب ترا نام مہر داغ مین ہے

شمیم گیسوئے مشکین سے بڑہ گیا سودا — بلا سوار ہے سر پر خلل دماغ مین ہے

نصیب کسکو ہوا ہے وصال بعد فراق — بتائی ہن ہجری سے مہر داغ مین ہے

ہمیشہ سنتے ہو داغ جگر کی کیفیت — تمہارے کان کی لو شاید اس چراغ مین ہے

لحاظ چاہتے ناموس عشق بلبل کا — بنجائے کوئی عروس بہار باغ مین ہے

عجب نہین جو ہین زلفین تمہاری منہ کے قریب — بتاؤ شعلۂ بید وکس چراغ مین ہے

ہمیشہ جاتے ہیں میلہ میں چاند کی ٹکری
سنا ہے چاندنی کا کھیت عیش باغ میں ہے

لگا ہے گھات میں رشند لونکی بخت سیاہ
اندھیری رات نہان پہلو چراغ میں ہے

خدا کیو اسطے صورت دکھادی ای خود بین
ازل سے محو زمانہ ترے سراغ میں ہے

ہیں اپنے میکدہ میں ایک سائل و منعم
ازل سے ربط یہان شیشۂ و ایاغ میں ہے

موافقت نہوئی عقل و عشق میں اکدن کی
تمام عمر سے جھگڑا دل و دماغ میں ہے

بتائیگا کسے اسرار نشہ کی باتیں
کچھ آج صبح سے جنبش لب ایاغ میں ہے

بتون کی آنکھوں میں کاجل بنا دھوان جاکر
سجا ہے سرمۂ تسخیر ہر چراغ میں ہے

بلا سے عشق میں ہون پر کوئی مخلخہ نہ سنگھائی
شمیم دوست امانت مری دماغ میں ہے

بنے سرو چراغان ہجوم داغ سے ہم
ہزار پھولکی اک شاخ اپنے باغ میں ہے

گذر نہیں ہے یہان عقل کے فرشتونکا
ازل سے حکم جنون عالم فراغ میں ہے

حضور نے جو کبھی اسکو منہ لگایا تھا
وہان حور کی خوشبو گل ایاغ میں ہے

نصیب کب ہی امیرو نکو راحت فقرا
برابری کہان غروری و فراغ میں ہے

شگون لیتے ہیں کس خوش بیان کی آمد کا
صفیر طوطے جنت صدائی زاغ میں ہے

پڑا ہوا ہون کہین بیخودی کی پردے میں
حصیر فقر مرا گوشہ فراغ میں ہے

وہ بت رقیب سیہ رو کی گھر میں ہی نہان
سنا ہے ہمنے ہما آشیان زاغ میں ہے

صغیر لکھنؤ میں چلکے دیکھو قیصر باغ
ہوائے گلشن جنت اگر دماغ میں ہے

ٹکرا رہے ہیں سر در بت پر پڑے ہوئے
ایسے بھی ہیں نصیب کسی کے لڑے ہوئے

وہ قتل کر کے سب سے ہیں بگڑے کھڑے ہوئے
لاکھوں کے سر ہیں پاؤں پر انکے پڑے ہوئے

کاوش میں ساری اہل سخن ہیں پڑے ہوئے
کیا اس زمین میں ہیں خزانے گڑے ہوئے

بیٹھیں کہان حضور کی بزم وصال میں
ملتی نہیں ہے دلمیں جگہہ ہیں کھڑے ہوئے

منظور انتخاب کلام نفیس تھا
سب پھول چن لئے ترے منہ کی جھڑی ہوئے

مال جہان کو ہاتہ لگانا بھی ننگ تھا
دنیا کو لات مار کے ہم اوٹھہ کھڑے ہوئے

عاشق زمین پر ہین مزاج آسمان پر
کھڑکی کو تک رہے ہین گلی مین کھڑے ہوئے

اسپر بھی چونک چونک پڑے آپ رات کو
دلمین پکارتی رہے چپکے کھڑے ہوئے

ایجان اونکے پیچ سے بچنا محال ہے
چوٹی کے بال ہین تری پیچھے پڑے ہوئے

قدرت خدا کی ٹھوکرین کھاتی ہین دربدر
جو سر تھے آسمان سے ٹکر لڑے ہوئے

اڑکر چلے ہین رُک نہین سکتے کسیطرح
سر پاؤن پر ہے ہاتہ کمر مین پڑی ہوئے

کلیان سوا ہین دامنِ بادِ بہار سے
چھوٹے سی سن مین ہائیچ اتنے بڑے ہوئے

دی جان ہمنے اوسسے لپٹ کر شب وصال
کیونکر چھٹین گی ہاتہ گلے مین پڑے ہوئے

اک مشت استخوان کو دباتا ہے آسمان
جتنے گھٹے ہم اونتے ہی صدمے بڑے ہوئے

آئی بہار خضر سے ہمسر ہوئے درخت
کیا کیا ہین سبز پوش چمن مین کھڑے ہوئے

جتنے چھوا جو ہاتہ سے پُرنور ہو گئے
جو ملک کی طرح جلوہ فگن جو کھڑے ہوئے

خط آتے آتے آپ کی کسطرح رُک رہے
کاغذ کے گھوڑے ہمنے نہ دیکھے اڑے ہوئے

کس بادہ خوار تشنہ کی خاک اُن مین تھی سرشک
تازی شراب پی کے جو کوری گھڑے ہوئے

نکلے گی جان تو بھی نہ نکلین گے خار غم
دل مین چبھے ہوئے ہین جگر مین گڑے ہوئے

مستون کی دل مین رہ نہین سکتا ہی حرف پند
شیشے شراب ناب کے چکنے گھڑے ہوئے

کرنا سمند عمر سے ہے موت کا نشان
گویا کہ مرقدون کی گرہ ہے اڑ گڑے ہوئے

ٹھوکر نہ کھائین خواب مین اگر کہین حضور
آنکھون مین لاغری سے گڑھے ہین پڑے ہوئے

زیور کو بھی ہے شوق ترے دستِ لمس کا
منہ کھولے دونون ہاتہ سی باہم کھڑے ہوئے

گٹھہ کر کسی سے تجکو پھبا دینگے دیکھنا
انگیا کے بند ہین ترے پیچھے پڑے ہوئے

ٹوٹا جو تیرے ہاتہ سے شیشہ شراب کا
جھنکار سن کے کان ہماری کھڑے ہوئے

دانتون سے کاٹہہ کہولئے زلف سیاہ کی
زنجیر مین دکہائے ہیرے جڑے ہوئے

آنے لگے جو خواب مین چہپکر رقیب سے
طلیا غل مچانے کو اونکے چہڑے ہوئے

تعظیم ابتو کرنی پڑی بات بات پر
بوسے کسی سے کان ہمارے کہڑے ہوئے

پوچہا جو مینے چوڑیونکا حال رک گئے
اک ہات کے بتانے پرانی کڑی ہوئے

اے حور تونے ڈالدئے دلمین آبلے
میوے ملے بہشت کی لیکن سڑے ہوئے

بہہ نکلے راستبازونکے آنسو جو تین چار
چہوٹے تمہارے موتیونکی سب لڑی ہوئے

دیکہین جو سخت جانی عاشق کی تیز زبان
کیا دانت پیسنے لگی خنجر جہڑے ہوئے

کرتے ہین قد کشی ضعف خوبان دہر مین
مثل الف ہین سب سے مقدم کہڑے ہوئے

اے بت قدم سنبہال کر کہنار مین پر
لاکہون کے دل ہین تیری گلی مین پڑے ہوئے

جاڑون کی چاندنی ہی تمہارا فروغ حسن
تکتے ہین ہم اندہیری کے اندر پڑے ہوئے

کسکی نظر سے صحبت مے ہو گئی خراب
ہین دور دور شیشہ و ساغر پڑے ہوئے

رکہتے نہین ہین پاؤن خوشی سے زمین پر
ہین ایک بت کے گوشہ دلمین پڑے ہوئے

گہستے ہین پاؤن موت کی آتے ہوئے یہان
ہم ایڑیان رگڑتے ہین کب سے پڑے ہوئے

دلمین رہو تو ہمسے قسم لو جو دیکہین ہم
ہین اس محل مین عقل کی پردے پڑے ہوئے

گہر مین ہمارے چہائی ہی وحشت کی چہاؤنی
اس کہیت مین ہین سیکڑون لشکر پڑے ہوئے

دل پہیر دیجئے کہ کوئی بوسہ دیجئے
دروازہ پر فقیر کہڑے ہین اڑے ہوئے

جنت مین خوش نصیب جہنم مین بد نصیب
مرتے ہین بے نصیب ادہر ہین پڑے ہوئے

تعقید اس غزل مین نہین ہی سبب منیر
ہین اندنون مین عقدہ لاحل پڑے ہوئے

تارے تمام آپ کے ہنسنے سے جل گئے
منجن بنا حضور دم صبح مل گئے

آخر کو راہ عشق مین ہم سر کے بل گئے
مشکل مین ہاتہ پاؤن ہمارے نکل گئے

شوخی سے چال شعبدہ بازی کی چل گئی ۔ پریان تو کیا بلا ہین چلاوے کو چھل گئے

دیتا کباب لخت جگر کون اس طرح ۔ سچ یہ ہے تم فقیر کے ٹکڑون پہ پل گئے

چرچے گئے شباب کی اندوہ شیب سے ۔ بئس البدل ملی ہمین نعم البدل گئے

نسّہ مین روتے دیکھکے کہتے ہین طعن سے ۔ اللہ ایک بوند مین ایسے ابل گئے

کس کس کو یاد کرکے کوئی روئے الفلک ۔ آنکھون کے آگے لاکھہ زمانے بدل گئے

سر کاٹ کر جو نیزے پر اوسنے چڑہا دیا ۔ ہم اشتیاقِ اوج مین بانسوں اچھل گئے

چو ماہ چڑہا نے شب کو جو نکلا وہ رشکِ ماہ ۔ گھی کے چراغ گنبدِ گردون مین جل گئے

مر جائینگے نہ جائینگے فقرہ نہ دیجئے ۔ معقول ہم حضور کے ٹالے سے ٹل گئے

عشاق لکھنؤ کی کشمش دیکھہ اے مسیح ۔ لندن کے خوبرو بھی فرنگی محل گئے

کوٹھے پر اوسنے ہمکو بلایا اوتار کر ۔ بام فلک سے گر گئے قضارا سنبھل گئے

ہمکو نگاہ تیز سے دیکھا جو نزع مین ۔ پیکانِ قضا سے تیر بھر آگے نکل گئے

کیا سخت جانیون مین ٹرپا اشتیاقِ قتل ۔ ہم ایڑیان رگڑتے ہوئی سر کے بل گئے

لغزش نہ کیون ہو آئینہ رویون کی عشق مین ۔ خال سیہ بھی فرطِ صفا سے پھسل گئے

دل مین جگہ نہ پائی جو افراطِ عشق سے ۔ گھبرا کے تیر آپ سے باہر نکل گئے

روز حساب دی عرقِ شرم نے نجات ۔ دفتر مرے گناہ کے پانی مین گل گئے

پیچھا برے رفیقو نسے اے دل نہ چھٹ سکا ۔ دنیا سے ساتھ ساتھ ہمارے عمل گئے

قبرون کے بیٹ کیون نہین بھرتی ہین یا خدا ۔ یہ اژدہے تمام زمانہ نگل گئے

اپنا سراغ پوچھتے پھرتے ہین موت سے ۔ آفت زدون کی ہجر مین نقشے بدل گئے

کیا پُر اثر ہوئی دلِ پُر آبلہ کی آہ ۔ موتی نہ سمجھو کان کے حسینون کی پھل گئے

بحر فنا مین جب نہ ملا کوئی آشنا ۔ ناچار ہم حباب سے ٹوپی بدل گئے

بوڑہے ہوئے تو چھٹ گئے اطفال خورد سال ۔ پیچھے جو رہ گئے تھے وہ آگے نکل گئے

غصہ مین آکے ہو گئے کچھ اور ہی حضور
پہچانتا نہین کوئی ایسے بدل گئے

پریون کے تخت تھے کہ حسینونکی نگہبان
کیا کیا سٹرک سے نور کی ٹیکے نکل گئے

کس کسکو تیرے ہجر مین سمجھائین بیقرار
روکا اگر دلون کو کلیجے نکل گئے

فانوس مین بھی شمع نہین ایسی جامہ زیب
کپڑے پہن کے نور کی سانچہ مین ڈہل گئے

کیا ان بتون کو بیر ہی چاہت کے نام سے
ثابت ہوا لگاؤ کہ تیور بدل گئے

بدلو ردیف اور پڑھو شعر ای منیر
کیا فائدہ جو اسکے قوافی بدل گئے

نکلا کوئی حسین کہ آنسو نکل پڑے
چکنے کسی کے گال ہوئی ہم پھسل پڑے

چڑھتی ہے آستینون کی چمکین کلائیان
دو تیغے نیام سے باہر نکل پڑے

مہندی کے چور گنجفہ مین ہاتھ آگئے
اونکو ہوا اختلال تو کیا کیا خلل پڑے

کمظرف سر اوٹھاتی ہین تھوڑی خزانہ پر
فوارے اس بساط پر ایسے اوچھل پڑے

دو دن رہا وہ ماہ دو ہفتہ جو مجھسے دور
آٹھ آٹھ آنسو دیدۂ گریاں سے ڈہل پڑے

آئے جو آپ آگئے آنکھون مین طفل اشک
گھبرا کے سات پردونسے باہر نکل پڑے

کج طینتونسے چل نہین سکتا یہ بانکپن
سیدہا ملا جو کوئی تو تیورین بل پڑے

کیون کوستے ہو آپ سی بھاگا نہین ہون مین
کسواسطے غلام کے پیچھے اجل پڑے

کیونکر نہ پھڑکین زلف مسلسل کی جال مین
پھندے مین ہم حضور کے پہلے پہل پڑے

اتنی نہین ہے جان جو تڑپون مین حشر تک
کسطرح آج وعدۂ فردا سی کل پڑے

بیتاب ہونسے وصل مین مرنا مفید ہے
ایدل خدا نکردہ تجھے آج کل پڑے

راہ وفا مین ٹھوکرین کھائین بڑی بڑی
افتادگی سے کام مین لاکھون خلل پڑے

غیرون کے کہنے سے نہین آتی وہ نزع مین
یہ صبر میرے دشمنو نپر ای اجل پڑے

چارون ہین ٹھنڈے ہی جو اونسے لپٹتے ہین
کہتے ہین گرم ہو کے ترا ہاتھ گل پڑے

مرتے ہین جان سمجھنے کو ابروئے یار پر
پھرتے ہین سر بکف کہین تیغ اجل پڑے

ہین ابتدای حسن مین جالی کی کرتیان
رخنے تمھارے پردے مین بھلی پھل پڑے

بجلی گرے گی اہل عدم پر نہ دوڑیے
ایسا نہو کہ گور سے قبر ولی اوگل پڑے

تعظیم غیر کی جو نہ کی آج یار نے
مارے خوشی کے ہم قد آدم اوچھل پڑے

ہمکو دکھا دکھا کے نہ پھینکیے اوگال آپ
ایسا نہو کہ منہ سے کلیجا نکل پڑے

اقبال مند ذبح ہوئے اوسکے ہاتھ سے
ہم سے بے نصیب تیری گلی اے اجل پڑے

آئینو نسے سوا ہے صفا قصر یار کی
دیوار و در سے جو چاندنی اوتری پھسل پڑے

دیکھا جو دست یار نے دل دل نے دست یار
خنجر سے زخم ہونٹھو نسے بوسہ نکل پڑے

تدبیر ہم تو کر چکے اپنے سے ای منیر
پر کیا کرین جو کام مین تیرے خلل پڑے

تیر مارے ہین کس قرینے کے
منہ چڑاتے ہین زخم سینے کے

تمھین باعث ہو سب کی جینے کے
تمھین دل ہو ہر ایک سینے کے

خوب روؤن بتون کی دل ہون صاف
بیٹھہ جائین غبار کینے کے

مین ہون عاشق تری انگوٹھی کا
دل ہے پہلو مین اس نگینے کے

اون کے سینے سے لپٹ گیا کوئی
دل مین نشتر بھرے ہین کینے کے

جوہری دل کی قدر کیا جانے
رنگ لاکھون ہین اس نگینے کے

نہ ملا لطف وصل گرمی مین
مجکو چھینٹے دئے پسینے کے

گر گئی دل مین آرسی تیری
ڈانک ہے نیچے اس نگینے کے

بنگیا مور ہر نگ رنگ جنت
چھلے پہنے جو تمنے مینے کے

خدا سے بت تیری انگوٹھی کا
نقش سے دل مین ہر نگینے کے

خوب طاؤس مو لیتے ہین آج
حقہ پیتے ہین آپ مینے کے

چاند سے گاؤن کا تعلق ہے
ہم تو نوکر ہین دو مہینے کے

پڑہین گو بیٹھے پر اودنکے خطبۂ اوج
کوئی منبر ہو بدلے زینے کے

بال طاؤس کیون بنی تلوار
پُرزے کیا ڈاب ہین ہین ہینی کے

اہل حیرت کے دلمین بیٹھہ گئے
چھپ رہے گھر مین آبگینے کے

حق مین ممسک کے مال زہر ہوا
سانپ بچھو بنے دفینے کے

زرِ داغ جگر اوٹھاتے ہین
ہم ہین صراف اس خزینے کے

دلکو توڑا ہے عشق گیسو نے
بال اوبھے ہین آبگینے کے

دل پھٹے سب کے اسقدر تمسی
نہ رفو کے رہے نہ سینے کے

مہ جبینون تمھاری ورزش پر
سب تلے صدقے ہوئی پسینے کے

میرے دیوان کی ہین موزدن و صف
شور بحرو مین ہین سفینے کے

نوجوانی مین ہوش اکیا ب
بس یہی دن ہین کہانی پینے کے

پیچوان اورونکو دیا تو کیا
اے پری پیچ کر قرینے کے

ضعف سے تنگ ہو کے ڈوب مرے
ایسے دریا بہے پسینے کے

بوسہ آستان حضرتِ لون
کہاؤن یارب رطب مدینے کے

عمر گذرے تو وصل مین گذرے
سر تصدق ہے ایسے جینے کے

تم جو پیاسے مرے لہو کے ہو
خون نکلے عوض پسینے کے

سال بہر سے نظر نہین آئے
آپ ہین چاند کس مہینے کے

اے شب وصل تری عمر دراز
اوٹھہ گئے آج لطف جینے کے

ملگجی کرتی بہی ہے نورانی
صدقے اس گوری گوری سینے کے

اک شبِ وصل سے بدلتا ہون
جسقدر دن ہین میرے جینے کے

اے منیر اب زمانے کو چھوڑو
طور بیڈھب ہین اس کمینے کے

مئے غفلت نصیب من ز احباب است پنداری
بساطِ بزم یاران مخمل خواب است پنداری

چنان پائے نگاہم در سراپایش گزیند جا
کہ دریای جمال یار پایاب است پنداری

فروغ عیش و عشرت میرمد از سوزشِ خاطر
سفیدی وصباحِ عید سیماب است پنداری

نے بینم کہ گردون ہم بآسائش بگذراند
شفق در چشم من از خونِ رگِ خواب است پنداری

وفور اشک حسرت باعثِ اسباب غفلت شد
ہمانا پنبۂ گوشم کفِ آب است پنداری

فروغ ماہ ویران میکند غمخانۂ ما را ز بس
درین منزل شب مہتاب سیلاب است پنداری

بدنیا ہر کہ آمد گشت غافل از مآلِ خود
سوادِ ملکِ ہستی سرمۂ خواب است پنداری

بہ پیش ہر دو ابرویت تواضع میکند ہر کس
خمِ تسلیم در بزم تو محراب است پنداری

ببزم عاشق سرگشتہ و گریان اگر بینی
لگن با شمع و محفل جاہِ دولاب است پنداری

سراپائے شبِ غم را ز آہم رعشہ در گیرد
سویدای دل عشاق بیتاب است پنداری

سرستان بگردون میرسد در رہِ منت الیسانی
کمندِ آسمان موجِ مئے ناب است پنداری

چنان غمخانۂ من منزلِ آفات گردید است
کہ زنجیر درم گیسوئے سیلاب است پنداری

بشوق وصفِ حسنت دائما محو طپش باشد
زبانم در دہن ماہیِ بے آب است پنداری

لبش ہر گاہ بوسم ظاہرا آزردہ میگردد
میانِ یار و من گویا شکر آب است پنداری

منیر از فیض نواب معین الدولہ می بالد
ہمانا ذرۂ مہر جہان تاب است پنداری

آنسوؤں کی ضبط کے ہاتھوں سے چوری ہو گئی
ہر پیالی دیدۂ گریان کی کوری ہو گئی

نور افشاں جب ہوا اوس ماہ سیما کا خیال
لیلیٔ شب جو رصبح غم سے گوری ہو گئی

ادنکی و زدیدہ لگا ہونسے ہوئے یعقوب ہم
دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں کی چوری ہو گئی

ہر گھڑی ہے میکدہ میں کثرت اطفال اشک
دختر رز اندنوں شاید چھچھوری ہو گئی

بالوں کی کھلتے ہی پھر سنتے نہیں وہ ایک کی
زلفِ پیچان کان کے پردیکی ڈوری ہو گئی

پہول انگیا مین چور کہے اوس بہار حسن نے
پہولون کی دونی کی صورت ہر کٹوری ہوگئی

چاٹتی ہے ہونٹہ ہر دم خونکا چسکا پڑا
کیا زبان تیغ اے قاتل چٹوری ہوگئی

ہے وظیفہ زاہدونکا وصف شانا کی اے پری
گنٹہے کا دوڑا تری انگیا کی ڈوری ہوگئی

رنگ لائی دختر رز تیری وحشت دیکہکر
قلقل مینائے مے جنگلی کی ہوری ہوگئی

چہاتی سے پتہر کو ٹالا چہوڑ کر اوس بت کی یاد
آج ظاہر میرے دلکی سینہ زوری ہوگئی

بادہ خوارونین جو گایا بیٹہہ کر ٹپا دہ گل
ہر لب مے عندلیب روح شوری ہوگئی

چشم ظاہر بند کرنا ہستی جاوید ہے
پردۂ آب بقا ظلمات گوری ہوگئی

تیرگی پہلے نہ تہی شبہائے غم مین اسقدر
کیا سیاہی آپ کے بالون کی چوری ہوگئی

نیند ہم خوابیدہ بختون کی ٹہی محشر کو دن
طفل طبعون کو صدائے صور لوری ہوگئی

صبر مٹ دلسے چہٹ گیا یکدست فرقت مین منیر
کیا قیامت ہے خدا کی گہر مین چوری ہوگئی

قابل گلے لگانے کے تیرا لباس ہے
لپٹون اوسی سے قبضہ مین جسکی مساس ہے

کیون انقلاب دہر سے ایدل اداس ہے
اللہ مہربان ہے تو ناحق ہراس ہے

مشتاق آب تیغ ہین جنکو سے پیاس ہے
للہ ایک گہونٹ قیامت کی پیاس ہے

پیری مین کشت عمر کی رٹ ہینسی یاس ہے
قد خمیدہ کاٹنے کو مثل داس ہے

تنہا ہم آپ ہین مے گلگون نہ پاس ہے
آتی ہے شرم کیا کہون کیا التماس ہے

صورت پرست تنگ ہین معنی پرست شاد
آنکہون سے دور دور ہی وہ دلسے پاس ہے

مشکور شمیم زلف کے احسان سی نہین
سن جاؤ بال بال زبان سپاس ہے

سب کچہہ سمجہتے سوچتے ہین بیٹہکر یہان
محفل تری ہر ربع ہوش و حواس ہے

زاہد جو بوسہ لیتے ہین اے شہسوار حسن
کیا قاش زین مین سیب جنا کی مٹہاس ہے

دیکہے سے زہر رگ جانکا ہے جسم مین
اے خط سبز یار تو کس بن کی گہاس ہے

دونون جہان گوشۂ دلمین ہین انفکاک
کیا بیٹھین ہم حضور کی بزم نشاط مین
قائم ہے دم سے قالب خاکی جہان مین
شاکی ہے وصل مین بھی تو گڑی اوڑائیے
امید و بیم مین ہین رکھتے ہین ہاتدن
دریا ہے وہ تو موج ہون گل ہے تو رنگ ہون
کیا فائدہ جو آکے تم آنکھون مین پھر گئے
میر اسمند عمر وسمند سبھا رہو
فتنہ مین منہ لگا کے عبث پھیرتی ہین دل
ممکن نہین کہ موت سے انسان بچ سکے
اللہ رے حضور کی دشمن نوازیان
آتے ہین ہم بھی آپ مین آئی سمو آپ کے
بس بس وہین خدا کے لئے ای ہجوم یاس
طوفان آب تیغ نہ تھا پہلے اسقدر
آنکھون کی عاشقون کی سہتے ہین ہزار ہا
سینے سے ہاتہ دھوتے ہین جہان آپکے
پہچان لین گے لاکہ حسینون مین ہم ادا سے
پہائی ہے یار کو مری صورت ڈری ہوئی
باہر ہے اپنے جامہ سے فصل بہار فقر
خلوت سے کھل کی بیٹھے پوشاک وتار کی
دیتا ہے وہ کریم مگر حرص ہے ہی

وہ بت کہین ہے مگر اپنے ہی پاس ہے
سب عیش بے مزہ ہین اگر دل اداس ہے
مٹی کے گھر کی دوش ہوا پر اساس ہے
قابل اسی سزا کے دل ناسپاس ہے
دیکھو یہ قہر آس کے ہمراہ یاس ہے
مین بھی اوسیکے پاس ہون وہ جسکے پاس ہے
دل مین رہو یہ خانۂ محکم اساس ہے
جوڑی بھی حضور کی بگھی کو راس ہے
ہم کیا کرین گے لیکے یہ جھوٹھا گلاس ہے
ہم جس سے بھاگتے ہین وہی آس پاس ہے
بیگانون کو امید ہے یارونکو یاس ہے
شاید جلو مین لشکر ہوش و حواس ہے
خالی نہین مکان ابھی دلمین یاس ہے
دریافت کیجیے کسی زخمی کو پیاس ہے
پہچان لو جو دیدۂ مردم شناس ہے
نشتر دن مین اُن کی دیدۂ جلاد طاس ہے
اپنا وہی ہے چور کہ دل جسکے پاس ہے
ان روزون فتحیاب سپاہ ہراس ہے
اے بینوا د موسم ترک لباس ہے
نازک بدن حضور مین بھاری لباس ہے
ہم پانی پانی شرم سے ہین اور پیاس ہے

اے تازہ واردانِ جہان لو عدم کی راہ
میرا لہو پئین نہ بتائین اگر حضور
وہ خوش رہین رقیب کی صحبت مین آمدن
کہتی ہے روح پیرہن تن اوتار ڈال
پانی چرا رہے ہین مرے زخم اس لئے
کعبہ ہو یا کنشت ہو دل ہو کہ عرش ہو
اے موت دیکھہ سب کے گلے پر چھری پہ پھیر
نام وفا نہین ہے حسینو مین اے فلک
خلوت سرائے دلمین قدم رنجہ کیجیے
شاعر ہمارے عہد کے اپنے خیال ہین
اکدن تو آکے دیکھیے کیا اوڑ رہی ہے خاک
انگیا مین دل چھپائے سے چھپتا نہین مرا
کاٹے گی تو ہی قید بلائے فراق کی
کس مست نے عدم مین کیا یاد اے خدا
جو بات تخلیہ مین مناسب ہو کیجیے
جس شے کو تیری جان سے دور اب بھی کہتے ہین
جو چاہے ہم سے مانگ لے رختِ برہنگی
ننگے نہانے مین بھی دو رنگی ہے پردہ دار
اللہ ری نزاکت ساقی بہار مین
مشتاقِ وصل وصل مین بھی بیقرار ہین
بت ہو کہ مہر و ماہ ہو زہرہ کہ مشتری

بہاگو یہان سے آج کی منزل اداس ہے
اتنو مین آب تیغ کی کس کسکو پیاس ہے
اونکی بلا سے دل جو کسیکا اداس ہے
اس جامہ سے نکل یہ پرانا لباس ہے
در پردہ آب خنجر قاتل کی پیاس ہے
وہ گھر کرین کہین یہ خلافِ قیاس ہے
جان جہان مری رگِ گردن کی پاس ہے
کیسے یہ پھول ہین کہ نہ بو ہے نہ باس ہے
گوشہ مین آئیے مجھے کچھ التماس ہے
کوئی ہے بو نواس کوئی بو فراس ہے
رہتے تھے آپ جسمین وہی دل اداس ہے
روشن ہے خلق پر کہ کنول مین گلاس ہے
اے تیغ یار مجکو ترے دم کی آس ہے
ہچکی لگی ہے نشہ مین کچہ دل اداس ہے
مجھسے نہ پوچھیے تری کیا التماس ہے
جبسے گیا ہے تو وہ ہماری ہی پاس ہے
سب کے بدن مین ٹھیک ہمارا لباس ہے
اسکو نگھٹ سیاہ ہی تو گلابی لباس ہے
اوٹھتا نہین جو پھول سی ہلکا گلاس ہے
دریا مین ڈوب ڈوب کے کہتے ہین پیاس ہے
اے طفل برہمن تجھے ہر نام راس ہے

پہنچا دے کربلا مین الٰہی منیر کو
میری یہی دعا ہے یہی التماس ہے

قحط اسمکان ہے گنبد افلاک کے تلے
کیون اوٹھہ نہ جائین اہل زمین خاک کی تلے

ہم ناتوانون نے جو کیا ضبط جوش اشک
دریا سمٹ کے آگئے خاشاک کے تلے

موجین اوٹھین جو آب روانکی لباس سے
کشتی تہ پہری تری پوشاک کے تلے

دم بھر کہین ٹھہر جو سکے کیا مجال ہے
ہے آگ پائے عاشق غمناک کی تلے

کیسہ کیا جو آپ کے تلوؤن صبحدم
مہتاب چھپ گیا کف دلاک کے تلے

چھین ہے اوس کی ابروئے پرخم سی پوچھیئے
کسکا جگر ہے خنجر سفاک کے تلے

پرتو پڑا جو باغ مین اوس مست ناز کا
سایہ پری ہوا شجر تاک کے تلے

نیچے یہ چھت ہی اتنی کہ کہاتے ہین ٹکرین
کیا سر اوٹھائین گنبد افلاک کے تلے

اپنے وطن مین صید ہین صیاد پر دلیر
مچھلی نہ دب سکی کسی تیراک کے تلے

اے زاہدو شراب نجس ہے تو ہمکو کیا
ہر چیز پاک ہے نگہہ پاک کے تلے

دل توڑ کے وہ لکھتے ہین نامہ رقیب کو
شیشہ ہے پائے قاصد چالاک کی تلے

اے ترک بڑھ گئی ترے نخچیر کی یہ قدر
فوق السما ہے لبتہ فتراک کے تلے

کیا اے کلال یہ کسی سرگشتہ کی ہی خاک
چکر مین ہے زمین ترے چاک کے تلے

اللہ ری امرے دل سوزان کی روشنی
دوزخ نہان ہے شعلۂ ادراک کے تلے

پہنچے تھے مدتونکی تھکے ماندے قبر مین
پھیلا کے پاؤن سو رہے ہم خاک کے تلے

بیم و امید مین رہے ہم دو دلی مدام
اکدن ہے اور بھی دل صد چاک کے تلے

سوتے ہوئے حسینون کی منگوا لئے پلنگ
اچھا عمل کشش نے کیا خاک کے تلے

سوز درون نے لاغرو ہین آگئی پناہ
یہ آگ چھپ رہی خس و خاشاک کے تلے

اے آسمان زیر زمین بھی نہین ہی چین
شیشہ بچھا ہوا ہے ترا خاک کے تلے

جان جہان کو پہلے تو کہو بیٹہے ای منیر
بہائی کو آج دفن کیا خاک کے تلے

دل نے جیسے بتون کو تاڑا ہے ہمنے اس گہر کو خوب جہاڑا ہے
دل وحشی نے گہر اوجاڑا ہے یار بن کر سبہہ بگاڑا ہے
اب قدم گہیت سے نہین ہٹتا ہمنے سر دیکے پاؤن گاڑا ہے
بل ہے پوشاک پر حسینون کو کوئی ترچھا ہے کوئی آڑا ہے
مہندی مین خون دل کی بو پائی چور کو ہم نے آج تاڑا ہے
گرد خم بال بال سے پوچھی درد سر اوس پری نے جہاڑا ہے
تیری زنجیر در ہے زلف پری تخت بلقیس ہر کواڑا ہے
کس نے تیوری چڑہا کے مارا تیر میرے زخمون نے منہ بگاڑا ہے
ہے اوسی پر فقیر کا تکیہ پاؤن پہیلا کے ہاتہ جہاڑا ہے
بوسہ تصویر کا لیا کس نے تیرے نقشے نے منہ بگاڑا ہے
شب غم کو اوٹہا لیا سر پر جڑ سے کالا پہاڑ اوکہاڑا ہے
کیون نہ دب جائے بال بال مرا زلف نے پیچ سے پچھاڑا ہے
کشتیان وصل مین وہ لڑتے ہین میرے گہر مین نیا اکہاڑا ہے
تیرے کوچہ مین لوگ روتے ہین یہ بہی کوئی امام باڑا ہے
مین تڑپ کر جو ہو گیا ٹہنڈا کانپ کر کہتے ہین کہ جاڑا ہے
نہ بسا پہر دل خراب آباد کس نے اس شہر کو اوجاڑا ہے
اوسکی پوشاک خوب مسکائی اس لفافہ کو ہمنے پہاڑا ہے
نقد دل خاک مین ملا بیٹہے ہر جگہہ ہمنے مال گاڑا ہے
میرے نواب نے مدام منیر رستم زال کو لتاڑا ہے

اسنے تلقین پڑھی بڑھ گئی عزت اپنی ؎
جاگ اوٹھی شانہ ہلا دینے سی قسمت اپنی

نہ تو دوزخ سے علاقہ ہے نہ جنت اپنی
دیکھیئے لے کے کہان جائیگی قسمت اپنی

ضد پر آجائینگے ہم بھی یہ ستاو دیکھو
پھر نہ سنبھلیگی جو بگڑے گی طبیعت اپنی

بات پوچھی تو نکیرین نے باری صد شکر
اے اجل تیری بدولت ہوئی عزت اپنی

عشق کامل جو نہین پھر اسے کیا کہتے ہین
دل کے ٹکڑے ہوئے ثابت رہی نیت اپنی

آپ آئین تو ابھی راہ پر آجائے مزاج
نئی کلیون مین بھٹکتی ہے طبیعت اپنی

شیشہ کے شیشہ مبارک ہون تجھے ای ساقی
ایک ہی جام سے بھر جائیگی نیت اپنی

گذرے جنت سے جہنم ہی کے لائق ٹھہرین
نظر یار مین کچھہ تو ہو لیاقت اپنی

کبھی جی بھر کے ترا ناز اوٹھانے پائین
ضعف مین آپ ہی ہم کرتے ہین منت اپنی

نقد دل کا نہین اوٹھتا یہ تقاضا ہردم
قرض دے ڈالئے للہ طبیعت اپنی

کئی بوجھون کے تلے روح دبی ہی ایموت
چار دیوار عناصر مین ہی تربت اپنی

جان پر کھیل گئے ہم در دولت کے قریب
شکر ہے آج ٹھکانے لگی محنت اپنی

جسجگہ جاتے ہین سامان قضا ہی موجود
اپنے ہمراہ لئے پھرتی ہے قسمت اپنی

دل وحشی کو کہین چین نہین ملتا ہے
کسی کیسہ مین ٹھہرتی نہین دولت اپنی

بار خاطر ہوئے تھے کبھی دشمن کے بھی ہم
کیون دباتی ہے الٰہی ہمین تربت اپنی

چپکے اوٹھہ جاتے ہین در پردہ ہماری گھر سے
رات کے وقت سرک جاتی ہے دولت اپنی

ہو چکا حشر بھی سب دیکھہ چکے جلوۂ یار
بیٹھے ہین دیکھئے کب آتی ہی نوبت اپنی

چاند سے گالون کی الفت کو لئے آئے ہین
دو گھڑی سے زیادہ نہین رخصت اپنی

نقد دل قبر مین لیجانے سے کیا حاصل ہے
ہم چلے لیجئے للہ امانت اپنی ؎

آپ نے شربت دیدار کی رکھی ہی سبیل
ہم کہان ہونگے اگر آئی بھی نوبت اپنی

یہی رونا ہے تو ہم ہونگے نہ پھر خود داری
ساتھہ اپنے ہمین لے ڈوبی کی چاہت اپنی

آپ کے عشق مین بندہ ہی ستم سہتا ہے
غیرجنس آپ کے رتبہ کو بھلا کیا اب جانے
عشق بدنام ہوا ہم جو کھچے سولی پر
ایک کوڑی کی نہ بازار جہان مین ٹھہری
چوٹی گندھوانے کو کس پیار سے بلواتی ہین
ایکدل بھی نہین ملتا ہے جگہہ کے لائق
مر گئے پھوڑ کے سر تو بھی نہ پوچھا اوسنے
عشق نیرنگ پہ اپنے اگر آجاے گا
تن آوارہ مین بن بن کی ہی مٹی شاید
آشنائی ہوئے تری سب سے کیا بیگانہ
سب کی روزی مین ہے تیرے قہر اکا حصہ
دانت جس روز سے ہے وحشت دل کا ہم پر
وصل کیواسطے منظور ہے سب سے پردہ
آئینہ جوشش جنون مین نہ دکھایا ہوتا
زخم اک تیر نگہہ کا وہ لگا دین دل پر
آئینہ دیکھ کے ہم پوچھتے ہین نام اپنا
ہوش اوڑ جاتے ہین اوس شاہ مسیحا کے حضور
خواب مین آئے تو بیگانہ سمجھ کر بھاگے
آپ کہتے ہین بلا میری ترس کھاتی ہے
دوست دشمن کو میسر ہے ہمارا حصہ
ہم شب وصل اونہین ہاتھ لگائین کیونکر

کہیے کسکو نہین دنیا مین محبت اپنی
پوچھیے یوسف بازار سے قیمت اپنی
جھنڈے پر مفت چڑھی آج محبت اپنی
رہی کیسہ مین خریدار کے قیمت اپنی
بول اوٹھی یار کے سر چڑھ کے محبت اپنی
کسی آئینہ مین رہتی نہین صورت اپنی
ہائے تقدیر کہان پھوٹی ہے قسمت اپنی
تیری صورت سے بدل جائیگی صورت اپنی
ہر جگہہ ہمکو نظر آتی ہے تربت اپنی
ایک تصویر سے ملتی نہین صورت اپنی
کونسا گھر ہے کہ جسمین نہین عزت اپنی
کاٹے کھاتی ہے ہجر آپ ہی صورت اپنی
شہر خالی ہون تو ٹھہرے کہین خلوت اپنی
ڈر سے ہم بھاگ گئے دیکھکے صورت اپنی
راہ پیدا ہو تو نکلے کہین حسرت اپنی
اسقدر بھول گئی ہجر مین صورت اپنی
نبضین چھٹ جاتی ہین چلتی نہین حکمت اپنی
ہجر مین ہو گئی کچھ اور ہی صورت اپنی
اس بلا پر مین تصدق کہ ہے راحت اپنی
خوان یغما مین ہے رکھی ہوئی نعمت اپنی
خوف سے دور کھڑی رہتی ہے جرأت اپنی

تمکو ہنگام غضب کیون نہو نفرت ہمسے
منہ بناتے ہی بگڑ جاتی ہے صورت اپنی

ذبح ہونیکی ترے ہاتھ سے شادی ہے بہت
آئیگی بن کے دولہن آج شہادت اپنی

کوئی حصہ مین کسی کے نہین ہوتا ہے شریک
آپ کا عیش خداداد ہے حسرت اپنی

غیر نے خوب ترے ہونٹھ لپٹ کر چوسے
رہ گئی دور سے منہ دیکھہ کی حسرت اپنی

غیر سے دست و بغل ہونیکی ہمسے باتین
بس بس اب ہاتھ سے جاتی ہے طبیعت اپنی

لاکہ نیرنگ بنا کر وہ اچھوتے ٹھہرے
وحدت یار کے باعث ہوئی کثرت اپنی

ایک تیرا ہی نہین اہل جہان مین ثانی
ہر بگولے مین نظر آتی ہے صورت اپنی

ابتو پژمردہ ہین پر فصل بہار آنے دو
پھر وہی ہم ہین سلامت ہے وحشت اپنی

پہلے ہی عشق مین کیا جی سے گذر جائین منیر
پھر سمجھہ لین گے جو ہے جان سلامت اپنی

کرتے ہین لب بام اشارے کئی دنسے
ہین عالم بالا کے نظارے کئی دنسے

مرتا ہون تری شرم کے مارے کئی دنسے
پیاسا ہون مین دریا کے کنارے کئی دنسے

دلمین مرے رہتے ہین کبھی سینہ پر اونکے
گردش مین ہین انگیا کے ستارے کئی دنسے

زندہ رہے فرقت مین تو بوچھار ہے ہمپر
پانی ہوئے ہین شرم کے مارے کئی دنسے

شاید ابھی رونے سے نہین سیر ہوا دل
ہنستے ہین بہت زخم ہمارے کئی دنسے

ان غمزون مرے حلقہ مین ہے درس اشارات
سمجھا ہون حسینون کے اشارے کئی دنسے

آئینہ مین جب جلوہ نظر آتا ہے کسی کا
بیٹھا ہے کوئی دلمین ہمارے کئی دنسے

کیا کثرت غم ہے کہ ہوا بھی نہین آتی
گرمی ہے سوا ہجر کے مارے کئی دنسے

نالے دل بیتاب کے سونے نہین دیتے
کہرام ہے پہلو مین ہمارے کئی دنسے

مر مر کے ہی اب جلنے لگے عاشق جانباز
مرگھٹ ہے محلہ مین تمہارے کئی دنسے

آسیب محبت نے قدم رنجہ کیا ہے
اودھم ہے بلا گھر مین ہمارے کئی دنسے

آیا نہو چہپکر دل بیتاب کسیکا تو
اک زلزلہ ہے گہر مین تمہاری کئی دنسے

فقرہ جو نہ دیتے تو مین ہمیوت موا تہا
جیتا ہون فقط دم کی سہاری کئی دنسے

وہ چلدیئے آرام کرین کس کی سہارے
تکیہ نہین پہلو مین ہمارے کئی دنسے

اب کوچ ہے دنیا سے ترے آبلہ پا کا
خیمہ ہے مرا گور کنارے کئی دنسے

مشتاق ہین کیا زخم جگر ناوک غم کے
کہچلی سی ہے سینہ مین ہماری کئی دنسے

کس کشتۂ الفت کو کفن دیکے کڑہا ہے
کپڑے نہین اوس گل نے اوتاری کئی دنسے

تدبیر ہے کس کشتۂ الفت کے سوم کی
ہے بہو لونگی بو گہر مین تمہاری کئی دنسے

للہ اسی چال سے ٹہکراتے چلے جاؤ
سر پہوڑتے ہین درد کے ماری کئی دنسے

ہر ذرہ بہر رات سے دہوکا ہی گجر کا
بجتے ہین بہت کان تمہاری کئی دنسے

ان روز دن دکہاتے ہو بہت حسن کے نیرنگ
ہین طرفہ طلسمات تمہارے کئی دنسے

چہوائینگی شاید وہ میری ہاتہ سے افشان
گرتے ہین مرے گہر مین ستاری کئی دنسے

ان روزون ذرا تہر سے خالی نہین آنکہین
ہین شتیر کے لبس مین چیکاری کئی دنسے

مبلے مانگین ہوئی بوسہ کسی بت کی لینگے
کیون ہونٹہ پہڑکتے ہین ہماری کئی دنسے

آزردہ کیا ہے تو گلے سے نہ لگانا
پہوڑا ہے کلیجے مین ہماری کئی دنسے

اے درد جگر جلوۂ محبوب کی صدقہ
ہوتی ہے چبک دلمین ہماری کئی دنسے

آزردہ نہونا جو گلے ہم کو لگائین
قابو مین نہین ہاتہ ہمارے کئی دنسے

لیجائے گی کس سمت منیر اب ہمین وحشت
کہجلاتے ہین پہر تلوے ہماری کئی دنسے

آہ بہی دل مین نسیم سحری ہوتی ہے
جو بلا آتی ہے اس گہر مین پری ہوتی ہے

ہر جگہہ اونکی نئی جلوہ گری ہوتی ہے
رنگ یاقوت مین شیشہ مین پری ہوتی ہے

دل سوزان مین تری جلوہ گری ہوتی ہے
آتشی شیشہ مین محبوس پری ہوتی ہے

خاک تک دشتِ محبت مین ہری ہوتی ہے
کوئی بوٹی ہو یہان سبز پری ہوتی ہے

اونکے گہونگٹ مین عجب جلوہ گری ہوتی ہے
شمع فانوس مین شیشہ مین پری ہوتی ہے

لطف ہم پاتے ہین وحشت مین شہنشاہی کا
چنور اپنے لئے آشفتہ سری ہوتی ہے

رنگ لاتا ہے شبِ ماہ مین جوبن کیا کیا
چاندنی مین تری پرچھائین پری ہوتی ہے

کس پر اوس ماہ دو ہفتہ کی تجلی ہوگی
آج آراستہ کیون بارہ دری ہوتی ہے

ایک پر پردۂ اسرار نہین کہل سکتا
نئی دیوار مری بے خبری ہوتی ہے

نام ہوتا ہے ترا خون مرا ہوتا ہے
مہر کہدتے ہی عقیق جگری ہوتی ہے

مشق گریہ مین نظر آتے ہین اسرار نہان
صاف چشمہ مجہے آنکہون کی تری ہوتی ہے

کیا شب ہجر مین چہائی ہے اداسی گہر مین
چاندنی نورِ چراغِ سحری ہوتی ہے

خاک ہو عالم پیری مین بہروسا دم کا
سانس ہر ایک نسیم سحری ہوتی ہے

وہ لپٹ کر کبہی سوتے ہین تو بسجاتا ہون
شاہد وصل کی پوشاک اگری ہوتی ہے

صبحدم ذکر خدا سے نہو غافل دم بہر
عرش پرواز دعائے سحری ہوتی ہے

طرفہ خوشبو تن نازک مین ہے اللہ اللہ
آپکے میل کی بتی اگری ہوتی ہے

مغتنم تہوڑی سی فرصت بہی سمجہہ پیری مین
دم کی مہمان نماز سحری ہوتی ہے

چہاتیان اوبہری ہوئین ہمسی چہپاتی ہین آپ
آج ہر چیز بدیہی نظری ہوتی ہے

خوشخرامی تری میخانہ مین ایسی چہائی
چلتی ہے جب بطِ مے کبک دری ہوتی ہے

میکدہ کیون نہو آتشکدہ ای ساقی مست
میرے مرنے سے زمستی لال پری ہوتی ہے

وجد مین آتے ہین قدسی بہی عبادت سے تری
بہیرو مین صاف دعائے سحری ہوتی ہے

کسقدر رنگ ترا سبز ہے ماشاء اللہ
دم مین ہر بیل دوپٹہ کی ہری ہوتی ہے

خوب شہرت ہے دہان و کمر جانان کی
بے نشانون کی بڑی ناموری ہوتی ہے

پہر نہین آتے جو دنیا سے نکل جاتی ہین
اس محل مین نئی شمسی قمری ہوتی ہے

یادِ حق کیا ہو جہان گذران مین کامل
کہتے ہین قصر نماز سفری ہوتی ہے

مرضِ عشق قدِ سرو سہی بڑھتا ہے
سِل یہان نوحِ عقیقِ شجری ہوتی ہے

تو چڑھ آتا ہے تو بس جاتی ہے آتشبازی
پہلجھڑی چھوٹتے ہی مولسری ہوتی ہے

عشقِ نخلِ قدِ جانان مین جو تھراتی ہی
آنکھہ ہر ایک عقیقِ شجری ہوتی ہے

سیر لازم ہے تجھے عالم گمنامی کی ژژ
مہر کہدنے سے کہین نامور ہوتی ہے

زعفرانی تری پوشاک جو یاد آتی ہے
زرد آندہی مری آہ جگری ہوتی ہے

باعثِ برہمی عیش ہے پیرانہ سری
صبحدم ہی کہین سیر گذری ہوتی ہے

ناخنِ فکر سے عقدہ یہ نہین کہل سکتا
بال کی گانٹھہ تری مو کمری ہوتی ہے

ہاتھ رکھدیتے ہین اکثر وہ مری سینے پر
آرسی مہر عقیق جگری ہوتی ہے

میکشی کرتے ہی جی اوٹھتے ہین مشتاق اجل
جان آدم ہاین شیشہ کی پری ہوتی ہے

چوٹ لگتی ہے جگر پر جو کوئی سنتا ہے
آہ عاشق کی عجب دردبھری ہوتی ہے

ایک ہی چیز ہے پر نام جدا ہوتا ہے
جان قالب مین تو شیشہ مین پری ہوتی ہے

تری تصویر سے ہی داغ جنون کی توقیر
چہرہ دار اشرفی ایجان کہری ہوتی ہے

راگنی ہوتی ہے پر لو خوش آوازی سے
گاتے ہو دیو گری اور پری ہوتی ہے

جان لے لیتی ہین مستی مین نگاہین تیری
موہنی آنکھو نمین شیشہ کی پری ہوتی ہے

طوس ہوتی ہے ہر روز مری روحِ منیر
خضرِ راہِ نسیمِ سحری ہوتی ہے

آنکھہ کس مہر درخشان سے لڑی رہتی ہے
ہر طرف نور کی تصویر کہڑی رہتی ہے

سادگی سامنے اوس گل کی کہڑی رہتی ہے
کالی کوسون کہین مسی کی دھڑی رہتی ہے

فکر سر گوندہنے کی اوسکو بڑی رہتی ہے
سب مین چوٹی کی بلا پیچھے پڑی رہتی ہے

زلف سے آنکھہ زمانی کی لڑی رہتی ہے
تیری زنجیر مین کس کس کی کڑی رہتی ہے

بندہ خانہ مین حضور آئین نہ آئین لیکن
ہاتھ باندھے ہے ہوئی تعظیم کھڑی رہتی ہے

روبرو اون کی شب وصل اوسی پوچھے کون
چاندنی باغ کے کونیمین پڑی رہتی ہے

چشم مست اوس مہ تابان کی بھلاؤن کیونکر
جام کوثر لیئے ایک حور کھڑی رہتی ہے

چھاؤنی چھائی ہے رونے ہماری گھر مین
اسی ویرانہ مین ساون کی جھڑی رہتی ہے

گرد کلفت مین نہان پاتے ہین نقد دلکو
خاک مین دولت جاوید گڑی رہتی ہے

داغ دل مہر رخ یار کی دیتا ہے خبر
اس اندھیری مین نئی دھوپ کھڑی رہتی ہے

ٹھوکرین کہانیکی حسرت نہین جاتی ایجان
روز اک لاش سر راہ پڑی رہتی ہے

گنج زر بھی نہین خالی ہے بد اقبالی سے
خاک مین دولت بیقدر گڑی رہتی ہے

تیرہ بختی کی شکایت نہین چھٹتی دم بھر
تا لب گور یہ مسی کی دھڑی رہتی ہے

نذر مانی ہے اگر اسنے تری صحبت کی
شمع ایک پاؤن سی تا صبح کھڑی رہتی ہے

ہمسے اوڑ کر بھی پر پروانہ نہین چھپنے والے
سیکڑون کوس مین پر آنکھ لڑی رہتی ہے

دل کی تکمیل ہی تحصیل صفا سے منظور
سوتیونمین مری معجون گڑی رہتی ہے

ذبح کو بعد مرے کیا نہین ملتا کوئی
کیون چھری خاک مین تہ ہرو گڑی رہتی ہے

کبھی بازی نہین جیتی ترے دانتونکی جھنوک
ہار مین گوہر غلطانکی لڑی رہتی ہے

واقف اوسکا ہے دل صاف پر اک مدتسے
یہ کنی ہیرے کی سوتی مین جڑی رہتی ہے

بھولتی ہی نہین اک آن ہروی اونکی
چوب بنکر مری آنکھونمین چھڑی رہتی ہے

جانب گور غریبان نہین آنے پاتے
پاؤن پر ہستی جاوید پڑی رہتی ہے

چاہتی ہے جو متاع دل عاشق ایجان
کچھ تو باندھے ہے ہوئی گانٹھونمین جھڑی رہتی ہے

گھات ہی قتل کی کس گوشہ نشین کی کہئی
کونے مین آپ کی تلوار کھڑی رہتی ہے

کوئی اوس چاند کی ٹکڑے سے پوچھے کیا معنی
شام سے ہاتھ مین تارونکی چھڑی رہتی ہے

اونکی شبنم کی دولائی نے کیا ہی بے آب
صبح تک چاندنی پر اوس پڑی رہتی ہے

دشت وحشت مین ہی غل جیسی مری آشفتگی کا
سرو قد بید کی پرچہائین کہڑی رہتی ہے

دل کے ٹکڑے جو اوڑائین تو جلا مین جسکو
دل لگی مفت کی دو چار گہڑی رہتی ہے

کسطرح دیکہیے گا دل کے تڑپنے کی سیر
لا کہون صدمی ہین پیان بہیڑ پڑی رہتی ہے

بزم دنیا مین قیام اہل صفا کا کم ہے
صبح آفاق مین ایک آدہ گہڑی رہتی ہے

ناتوانی مین نکل جاے کدہر کو کوئی
راہ روکے ہوی دیوار کہڑی رہتی ہے

آبرو کم ہو تو چلتی نہین عالی ظرفی
تہوڑے پانی مین بڑی ناو اَڑی رہتی ہے

آنکہہ بہی ہمسے ملاتا نہین سرمۂ دلکا
لب بلب غیر سے مسی کی دہڑی رہتی ہے

جلوۂ مہدی ہادی کی تمنا مین منیر
روز کعبہ سے مری آنکہہ لڑی رہتی ہے

نفرت ہے خواب وصل کو خونناب دیدہ سے
بوسہ کو لاگ ہے لب حسرت گزیدہ سے

آتا نہ اوڑ سے عاشق آفت رسیدہ سے
آنکل لڑاے کبہی رنگ پریدہ سے

ایک حور کے فراق مین ایسا بلند اوڑا
پہولی شفق بہشت مین رنگ پریدہ سے

سچ ہے حضور تہے رگ جان سی قریب تر
منزل کو پہونچے کو چلے بریدہ سے

سوتے ہین اوڑہ کر وہ دوپٹا چنا ہوا
مانا ہے صبح کا غذ مسطر کشیدہ سے

کیون حشر مین ہے پنبہ دہانوں سی باز پرس
کرتا ہے کون بحث زبان بریدہ سے

بلبل باغ مین نہ دوپٹا اوتارئے
پردا ضرور ہے گل دامن دریدہ سے

محمود کیا سمجہ کے ہوا بندۂ ایاز
پوچہو کسی غلام درم ناخریدہ سے

وہ گلبدن ہے سارے حسینون مین منتخب
پوشاک کا نمونہ ہی چیدہ چیدہ سے

قاتل سے چہٹکی پائی شہیدونکی آبرو
پانی ہوا لہو مرے خونناب دیدہ سے

بے پردہ آتی ہے شب وصلت گی جاتی ہی
دل پہٹ گیا ہے صبح گریبان دریدہ سے

ہر دم خدا کی یاد بڑہاپے مین کیون نہو
محراب توبہ بن گئے قد خمیدہ سے

کس سے پتا ملے دل وحشی کہان گیا ۔ سایہ بہی بیخبر ہے غزال رمیدہ سے

جائین کہین مگر ہے ادہی سمت باز گشت ۔ ہمنے گریز اوڑائی ہے نظم قصیدہ سے

رو رہے ہین شام جوانی ہوا ہوئی ۔ کیونکر بلا ہین گے رات کو زاغ پریدہ سے

بغلون مین ہاتہ دیکے اوٹہاتا ہون ضعف مین ۔ دستِ ندیم کم نہین چوب خمیدہ سے

یارو سنے چہوٹتے ہی اوڑی جاتی ہین حواس ۔ پتی وداع ہوتی ہے نخل بریدہ سے

رکہہ پاؤن پہونچ کر چمنستان عشق مین ۔ سبزہ بہی کم نہین قطرۂ خون چکیدہ سے

حرص و ہوا و چند بڑہاپے مین کیون نہ ہو ۔ دوہرے سے جوان ہو گئے قد خمیدہ سے

مجنون نے قطع سلسلۂ ربط کر دیا ۔ برہم ہے عشق لیلی گیسو بریدہ سے

معلوم کس دماغ کو ہو مرتبہ مرا ۔ ہین لبس رہا ہون بوئے گل کس نچخیدہ سے

شیرین کو کب ہے تلخی فرہاد کی خبر ۔ پوچہو یہ حال زہر ملامت چشیدہ سے

عشق مژہ کی پہانس سے آنکہون مین جان ہے ۔ یہ درد پوچہیے کسی عقرب گزیدہ سے

باغ عدم کہولی ہین کس نے جبین نی بال ۔ آتی ہے بوئے مشک گل نودمیدہ سے

پوچہین گے ہم مزاج مبارک حضور کا ۔ پالا اگر پڑا کسی آفت رسیدہ سے

اس باغ مین ہے دشمن جان بختگی طمع ۔ اتنا کوئی کہے ثمر نارسیدہ سے

بدتر ہے آبلو نے بہی مستو نکی سامنے ۔ شیشہ جو ہو شبیہ دل آرمیدہ سے

ہے دل مین بے سنے ہوئی شوق کلام یار ۔ کان اپنے بہر گئے سخن ناشنیدہ سے

اب بل کرین گے کس سے جوانی کی طنطنے ۔ تسلیم کی بڑہاپے نے قد خمیدہ سے

بلبل سے کہدو اور نشیمن کرے تلاش ۔ پہولون نے آنکہہ پہیر لی شاخ بریدہ سے

بیدرد سے سوائے ضرر فائدہ نہین ۔ اللہ ہی بچائے دل آرمیدہ سے

صدمہ اوٹہا گئے ہو گئی صدمون کی قدردان ۔ دیکہی ہے نبض درد کی دست بریدہ سے

بیدرد ہو گئے عمر بسر کی تو کیا ۔ میرا سوال ہے یہ دل آرمیدہ سے

کھوئی ہماری جلوۂ عارض نے آبرو
ہم کم نہین ہین شبنم خورشید دیدہ سے

نام آپ کا سنا ہمہ تن محو ہو گئے
آنکھین لڑا رہے ہین جمال ندیدہ سے

بوڑھے ہوئے کسی کی چلن سے غرض نہین
اپنے ہی پاؤن پوجئے قد خمیدہ سے

کیا بارہ پر ہین مشق خموشی کی تیر زبان
سیقی مین پڑھ رہا ہون زبان بریدہ سے

زردی رنگ عشق ہے کیا شاخ زعفران
اچھی نہین ہنسی کسی آفت رسیدہ سے

سمجھائیے ہزار مگر مانتا نہین
اللہ سمجھے میرے دل غم رسیدہ سے

تیری نگاہ قہر ہی باقی نہین بیتا
کوسون یہ تیر بھیجے ہی رنگ پریدہ سے

دنیا و دین لٹائے ہوئے آپ آئے ہین
کوئی نہ بولے میرے دل غم رسیدہ سے

ممکن نہین سراغ مرا کوئی پا سکے
آوارہ تر ہون سایۂ مرغ پریدہ سے

ہون باغ باغ عشق الم سے ای منیر
جھولی بھری فقیر نے گلہای چیدہ سے

فیض ازل پائین گے دولت مسعود سے
لائین گے خوان خلیل مطبخ نمرود سے

چمکے غزل کا نصیب جلوۂ مقصود سے
چمکین وہ مطلع کوئی کوکب مسعود سے

نشہ کے پائے مزے عشق غم آلود سے
کھائی سلوی ازل داغ نمک سود سے

جلوۂ حسن بتان عشق کو بخشے فروغ
پختہ ہو باغ خلیل آتش نمرود سے

دل مین غبار اونکے ہے میل بھی ممکن نہین
دور ہے کوہ صفا کعبۂ مقصود سے

نعمت دنیا کی قدر تارک لذت کو کیا
کم نہین قرص پنیر داغ نمک سود سے

دل سے عیان ہو گئے نالۂ آتش فشان
نکلے درخت آگ کے دانۂ بارود سے

میکدہ مین گائے نغمہ [illegible]
قلقل مینا ملے نغمۂ داؤد سے

درگہ اقبال تک مجلس پہونچنے لگا
راہ نحوست رکی کوکب مسعود سے

اوسکی جبین سے بڑھی روشنی بزم عیش
پوچھئے داسد کی قدر طالع محمود سے

چرخ دنی کی شفق کسکو کرے سرخرو
رنگ حنا اڑ سکے کب کف بیجود سے

جلوۂ پوشیدہ سے کون ہوا بہرہ اس
کس کے اوڑائے دہوین آتش بے دود سے

ہو جو زمانہ غنی تجھسے نہ مانگے کوئی
تیری بھی ہے بہتری خلق کی بہبود سے

صاحب دل ایک سمت ہوتے ہین تہر بہی ہم
صورت حسن کم نہین نغمۂ داؤد سے

رابطہ غیر جنس باعث تحقیر ہے
بات بہہ تہ کی کہلی آب گل آلود سے

مطلب دل سینے ہی چہتے ہین اونکی بہبود
قبلہ ہے تیرا مدام کعبۂ مقصود سے

وصل سے بیزار ہین ہجر کے لیل و نہار
بہاگتے ہین رات دن ساعت مسعود سے

ظل ہما مین بہی اب بوئے سعادت نہین
ہو گئے خالی فلک کوکب مسعود سے

اپنے مخالف سے بہی ملکی نہو مضطرب
سیکہہ لی قدما صفی آب گل آلود سے

جان بہی دیتی نہین وقت مصیبت مین سہاگ
آگ کی باعث جدا ہوتی ہے بوعود سے

وحشت دل لے چلے داغ محبت کی پاس
ربط کرے بخت بوم کوکب مسعود سے

ابر کرم کیا کرے فرع حق پوش پر
رحمت حق دور ہے منکر مردود سے

سیر ہوئی پر نہو آب بقا کی بہی چاہ
پیاس مین سکا رہی چہنی آب گل آلود سے

معجزہ سے ایک بت دب سکی ممکن نہین
نرم یہ لوہا نہو حضرت داؤد سے

اوج پہ اپنی اگر حسن ایاز آئے گا
نذر مین لے گا چمک طالع محمود سے

ہستی بے بود پر جو حیلے کیا کیا گئے
لوٹ مین ہم پڑ گئی دولت بے سود سے

حیلے سے خالی ملا کس کو مکان بخیل
دہوکے کی ٹٹی ہٹی کب در مسدود سے

صبح کو جلوہ کہان شمع شب وصل مین
ہوتی ہے رخصت چمک کوکب مسعود سے

دولت جان دینے پر ہے ابہی باقی حساب
قرض ادا کر کے بہی چہٹ سکی سود سے

حشر مین ڈہونڈین کفن تا ہو عیان حال تنم
پائین سراغ بدن جامۂ مفقود سے

[illegible] مین لوٹتے ہین جن و انس
وجد مین ہون جانور نغمۂ داؤد سے

دولت بے فیض سے فائدہ ممکن نہیں
مال جو بن چھوڑ کر خواہش نعمت ہی رہی
خانہ بے فیض کو گور سے بدتر سمجھ
قدسیوں کو سجدہ کا حکم تو دیتے ہیں پر
اک نہ پوچھا گیا حسن کے بازار میں
دعوے ایمان نہ کر مشغلہ فسق میں
عاشقوں کے عیش سے رنج بھی ظاہر رہے

دال نہ گلتے سنی مطبخ بے دود سے
منہ نہ کبھی موڑیے لقمہ موجود سے
جاتے ہیں بچ کر گدا ہر در مسدود سے
ناک رگڑوائیں گے آدم مسجود سے
بکنے کو آئے غلام سیکڑوں محمود سے
مصحف حق کو نہ چھو دست می آلود سے
سیکھ لے بھیکی ہنسی زخم نمکسود سے

شکر خدائے قدیر کیوں نہ کرے یہ فقیر
پائی مراد اے منیر درگہ معبود سے

رونق بلا کی ہے دل ناشاد کے لیے
مرتا ہے [illegible] خنجر جلاد کے لیے
سودائیان چشم میں یکتا نہ تھا کوئی
اب کیا سمجھ کے ہوتی ہے تاکید ضبط آہ
باقی ہے [illegible] کیوں
نوک [illegible] ہے میری زندگی
وضع قدیم سے جو ہے نفرت تو حکم ہے
مر جاؤں اوسکے ہاتھ سے دشمن کو مار کر
اک جرعہ دیجے گا جو میسر ہو میرے بھی
خنجر سے سخت جانیوں نے منفعل کیا
درگاہ جا کے یاروں نے مانگی دعا [illegible]
صانع کے شکر سے رہے مصنوع بے نصیب

ہے سیل فرش خانہ برباد کے لیے
لادے کوئی چھری دل ناشاد کے لیے
لاکھوں میں فرد لکھے ہمیں صاد کے لیے
دی تھی زبان آپ نے فریاد کے لیے
رکھوں سبیل خون کی جلاد کے لیے
شہ رگ بنی ہے نشتر فصاد کے لیے
ہر دم نیا ہوں تری ایجاد کے لیے
خونی کرے خدا مجھے جلاد کے لیے
دروازہ لاؤں جنت شداد کے لیے
پانی ہوا ہیں شرم سے فولاد کے لیے
نذریں چڑھیں شہیدوں کو جلاد کے لیے
تصویروں نے قدم بھی نہ بہزاد کے لیے

ملتی ہے اس زمانے مین فریاد کی سزا
کیا چپکی داد مانگئے بیداد کے لئے

سرخی بچہادون راہ شہادت مین ای اجل
چہرکاؤ خون کار ہے جلاد کے لئے

کب تک زمین روسکے گی قبرو نتی ای اجل
کچہ تو جگہ ہو عالم ایجاد کے لئے

چہائی ہے خاک سرو سہی قد کی عشق مین
جوگی بنا ہہرا ہین اک آزاد کے لئے

نقاش کے فراق مین حیرت ہے نقش کو
تصویرین چپکی بیٹھی ہین بہزاد کے لئے

ٹکڑے دل و جگر کے اوڑا دو تو ڈر نہین
دو خون تک معاف ہین جلاد کے لئے

اوس بت سے کہدو نام میرا لی زبان سے
ہچکی تڑپ رہی ہے مری یاد کے لئے

اے تیغ زن فقیر کی گردن جدا نہ کر
تسمہ لگا رہے کسی آزاد کے لئے

نازک مزاج گرد کدورت سے کیا بچین
سوہان روح زنگ ہی فولاد کے لئے

کرتا ہے تیری مصحف عارض سے مشق خط
زنجیر سخت چاہیئے جلاد کے لئے

عزت بڑہی جو آپ کی سایہ سے دون مثال
ہر بید سرو قد اوٹھے شمشاد کے لئے

لٹا گیا ہون دیر و حرم کے فساد مین
جاؤن کہان دو عملہ مین فریاد کے لئے

بہاتی نہین ہے ہکو بناوٹ کی دل لگی
رکھہ چھوڑ دو یہ ہنسی کسی ناشاد کے لئے

منہ سے میں کچھ کہون تو نکلا کہو نشتی ہون وہ
رہتا نہین ہے نالہ و فریاد کے لئے

عیش زمانہ کو دل دیرا نسے کیا غرض
شادی بنی ہے خانہ آباد کے لئے

میرے سیہ خانہ مین تنہا کرم کرین
رہتا نہین اندہیرے مین ہمزاد کے لئے

اکدن تو دود آہ کی ہوجائے گی خبر
دہونی رما کے بیٹھی ہین فریاد کے لئے

سب بیدماغ ہین چمن روزگار مین
مسکن نہین ہے نکہت برباد کے لئے

کیون وحشیان دشت جنون مونس ڈرین
بیٹھے ہین پاؤن توڑ کے صیاد کے لئے

خسرو کے بعد الفت شیرین بچا ہی
جہوٹی مٹھائی زہر ہے فرہاد کے لئے

اک یوسف و ایاز نہین ہین تو غم نہین
خندے بہت ہین حسن خداداد کے لئے

دن کے فقیر مست کو دیتا بُرا نہین
خورشید و ماہ جہک گئے یوسف کے سامنے
دونون جہان مین نہین ملتے کسیکو ہم
تسبیح نام پاک کی پڑھتا ہون رات دن
ممنون ہو رہے ہین سبکے جو تنہی ہم
موسے جو دیکھ لین گے تجلی حضور کی
شہرت ہو گر ہمیون کی چمک جائین شوخیان
نکلین گے آپ گہر سے جو شیرین کی سیر مین
دل دیکے ہم تو آپ فراموش کیہ اوہی
دنیا مین جیتے جی نہین ارمان سیر خلد
اظہار حال تارک دنیا کو عیب ہے
مانند سبزہ شوق سے پامال کیجیے
دل تو بغل مین ہے جو میسر نہین ہما
روز جزا ہی ہے دل خون گشتہ ساتھ ساتھ
نادان ہے جو کرے مرض عشق کی دوا
قسمت تمہاری سایہ دیوار سے ملائے
کاہیدہ ہو جو میرے سہی قد کی عشق مین
ایسی خرابیان ہین تو اے چرخ دیکھنا
رو لنے دے اسے مہ عربی زیر قصر خاص
باتین حجاب کی وصف قد یار مین کرین
غیرون کو خوش کیا ہے مجھی خوش کرو گے کیا

سیلی ضرور چاہئے آزاد کے لیے
سجدہ روا ہے حسن خداداد کے لیے
اوڑتے ہین سب ایک پریزاد کے لیے
گھنٹا گلے پڑا ہے تیری یاد کے لیے
نالے کے ساتھ پھرتے ہین فریاد کے لیے
مانگین کے آنکھین حسن خداداد کے لیے
بجلی کے پر ہون میری پرزاد کے لیے
چہریان چلین گی تیشہ فرہاد کے لیے
اب کیا شکایت اونسے کرین یاد کے لیے
دربان ہے موت جنت شداد کے لیے
صورت سوال چاہئے آزاد کے لیے
گر پڑ کے آئے ہین اسی افتاد کے لیے
صید زبون ہی پالیے صیاد کے لیے
اک لاش لیکے آئے ہین فریاد کے لیے
صحت ہے زہر درد خداداد کے لیے
حاجت ہے دست غیب کی بہزاد کے لیے
تنکا عصائے پیر ہو شمشاد کے لیے
رونق پہر گئی خانہ آباد کے لیے
دجلہ ضرور چاہئے بغداد کے لیے
یہ باد لاہو قطرہ شمشاد کے لیے
شادی نہین اچھی دل ناشاد کے لیے

دل ہاتھ مین دیا ہے دشمن ای پری
آنچل تنا بندہ رکھئے اسی یاد کے لئے

کیا لاغری مین ناز تمہارا اوٹھا لیا
پہنا و بالی زور خداداد کے لئے

کیا تنگ ہے چمن قد موزون کے سامنے
سایہ کی بھی جگہ نہین شمشاد کے لئے

دل کے سوا حرام ہے اوس ترک کو شکار
صید حرم حلال ہے صیاد کے لئے

ایسی نہ تھی کہ بھولتے تجکو ہم ای اجل
کرتے رہے ہین سالگرہ یاد کے لئے

آفت ذرا سی بھی دل وحشی کو ہے بہت
شبنم ہے سیل گلشن برباد کے لئے

سلجھا ہین گے چمن مین سبھی سرو اپنے بال
بتی پڑے گی شانہ شمشاد کے لئے

جیتی ہین سمر نہین دم مردن بھی ہم فقیر
منکے ڈہلک رہے ہین تری یاد کے لئے

آیا جو میکدہ مین وہ بت طالب شکار
نشئے ہرن ہوئے مرے صیاد کے لئے

شیرین لبون کے عشق مین مر کر بھی سنگ جان
دم مول لین گے تیشہ فرہاد کے لئے

الے شور حشر ہمکو اوٹھانا نہ چاہیے
بیٹھے ہین سوگ مین دل ناشاد کے لئے

گھر پھونک کر قضا کو تماشا دکھا دیا
دی آگ آشیانہ کو صیاد کے لئے

کسکو جفائے ناصح مشفق نصیب ہے
منہ چاہئے ہے سیلی استاد کے لئے

شمشاد سرد پر نہ کرو حکم بندگی
خدمت ہے منع بندۂ آزاد کے لئے

پکڑا قضا نے سینہ سے نکلا جو مرغ دل
توڑا قفس کو پنجۂ صیاد کے لئے

اے بت خدا کیواسطے دامن بچائیو
اب اپنے ہاتھ اوٹھتے ہین فریاد کے لئے

چکھتے جو لذت مرض عشق ای بتون
دل بگڑے پھرتے درد خداداد کے لئے

تیغ نگہ کو خون دو عالم بھی بس نہین
پھر اور کیا ہو دعوت جلاد کے لئے

اے دست مرگ ہاتھ ابھی سے نہ روکنا
اک سر ہے اور تیشہ فرہاد کے لئے

ہو پائبوس رشک لب طوق کربلا
چل اے منیر خدمت استاد کے لئے

دل صاف رکھہ اپنا خط رخسار کے آگے
جا آئینہ کے بہیس مین زنگار کے آگے

کیا تذکرہ وصل دل زار کے آگے
بیجا خبر عید ہے بیمار کے آگے

پتہرا گئین انکہین رخ دلدار کے آگے
اندہے ہوئے آئینہ رخسار کے آگے

بے بس ہون شب وصل مین بہی یار کے آگے
مجبور رہو جیسے کوئی مختار کے آگے

درویش کی عزت نہین زردار کے آگے
تو ذرہ ہے گدا مالک دینار کے آگے

پیغام قضا اور دل زار کے آگے
سہ ہے کلمہ یاس کے بیمار کے آگے

جہپکین خم ابرو سے حسینونکی نگاہین
کٹ کٹ گئین چہریان تری تلوار کے آگے

اے غیرت گل تیری محبت مین گئی جان
ہون بہول میری بلبل گلزار کے آگے

تقصیر معاف ایسی آیا نہین بندہ
لائی ہے قضا آپ کی تلوار کے آگے

اک روز نہ لوٹی تری کوچہ مین سیہ بخت
کملی نہ بچہی سایہ دیوار کے آگے

عاشق کی نظر پڑتی ہے معشوق پر اول
ہر دم ہے یہ دلال خریدار کے آگے

آئینہ وہ دیکہا کرین چلمن کی ادہر سے
یہ دہوکے کی ٹٹی رہی دیوار کے آگے

غماز کو آجائے میری موت پلٹ کر
سیفی پڑہون اولٹی تیری تلوار کے آگے

نالان رہون سن لے جو حسین متکبر
ناقوس بجاؤن بت پندار کے آگے

تقدیر سے رک جاتے ہین ہم راہ پر آکر
دروازہ سے جا پڑتے ہین دیوار کے آگے

سبزہ سے خزان حسن پر آئی نہین بیشک
قران اوٹہالون خط رخسار کے آگے

ہم طالب دیدار ہین گالی سے نہین کام
کیا بہاؤ بتاتے ہو خریدار کے آگے

غیرون کو ملین بوسہ لب ہمکو دکہا کر
تقسیم مٹہائی ہو نمک خوار کے آگے

دل دیکہہ لے کسطرح تری نرگس فتان
آئینہ نہین لاتے ہین بیمار کے آگے

اوس بت کو کرون پیار برہمن کو دکہا کر
لپٹون کمر یار سے زنار کے آگے

وحشت مین رہا سینہ سپر آبلہ پا
آنکہہ اپنی نہ جہپکی مژہ خار کے آگے

اے ماہ تیرے ہجر مین تپتا ہون غمی اب — ہے لال پری دیو شب تار کے آگے
حصہ مین ہمارے تری رحمت نظر آئے — توبہ کرین بے جرم گنہگار کے آگے
غم کیون نہ سہین آپ کی انکہون سے چھپا کر — نعمت کوئی کہاتا نہین بیمار کے آگے
رونے سے رسائی جو ملی تا در دولت — رکہین گے سبیل آپ کی دیوار کے آگے
شرمندہ ہون کیون قند مکرر انہین سمجھا — جہوٹہا ہین ہوا لعل شکربار کے آگے
ہو جاؤن فقیر اکش رخسار تبان کا — دہونی مین رماؤن کرہ نار کے آگے
کیون قالب خاکی مین نہو روح کو ذلت — مہمان کی عزت نہین نادار کے آگے
دہونی دو ذرا اڈہیون پر وانت ہما کا — کہا جائین گے کچا سگ دلدار کے آگے
ہم دلکو بڑہاتے ہین پریرو کو دکہا کر — بے پر کی اڈرا دیتی ہین پردار کے آگے
پامال ہین شاہان جہان راہ طلب مین — سکہ نہین چلتا تری رفتار کے آگے
بوسون کے خریدار ونکی نام اونہی لکہے تہی — چہٹی مری نکلی خط رخسار کے آگے
مسجد مین رہا شیخ نہ شوہا لیتے ہین پر ہمین — دی ہمنے ڈہی خانۂ خمار کے آگے
تیزی نظر سے ہے دم تیغ اجل بند — عاری ہے برش آپ کی تلوار کے آگے
انگیا کو چہوا ہو تو مزا پوچھئے ہم سے — پہیکا یہ مسالا ہے نمک خوار کے آگے
منظور اگر قطع رہ وصل ہو تم کو — اقرار کے پیچہے رہو انکار کے آگے
منہ کہولدو سورج نہین نکلا تو بلا سے — مشعل ہے عبث جلوۂ دیدار کے آگے
کم مایہ گری لاف تونگر سے غلط ہے — پیسا کبہی بولا نہین دینار کے آگے
انبار ہون نقد دل و جانکے جو دہ آجائین — اک گنج پڑے یوسف بازار کے آگے
بے غیرتون کو تاج شہادت نہین ملتا — بے سر کوئی جاتا نہین سر دار کے آگے
سجدے کی نشانی ہے تری ماتہے پر اے شیخ — کہرکی ہے نئی گنبد دستار کے آگے
سرمایۂ جان یار جو مانگے تو نہین عذر — حاضر ہون دم نقد خریدار کے آگے

سرمایہ توقیر ہے موزونیٔ مطلوب ٹل بیٹھتے ہے جنس خریدار کی آگے
تو لکھنؤ کو آئے جو کلکتہ سے ای مہر پروائی چلے تیرے ہوادار کی آگے
بے پردگیون کے سبب سے پردیسی شکایت دروازے کی نالش رہی دیوار کی آگے
اقرار سے انکار مے تاب بدل جائے آجائے بڑا بول مرے یار کے آگے
وحشت نے لیا مول ہمارا تن لاغر تو کانٹے مین تلی جنس خریدار کے آگے
آئینہ کی اوس سمت رہی پردہ حیا کا اک سد سکندر رہی ہو دیوار کے آگے
انگیا کو دوپٹے سے چھپایا ہی مناسب ململ کی قنات اور ہو دیوار کے آگے
دیکھین گے شب وصل مین رونا وہ ہمارا سوتے ہین سگے دیدۂ بیدار کی آگے
غماز کہین اونکی حضوری مین نہ ٹھہرے کشاف نہو مخزن اسرار کے آگے
وے ڈالین اوگال آپ اگر خونکی بدلے بیڑا مین اوٹھالون ابھی تلوار کے آگے
رہجائین گے ہاتھو نسے کلیجے کو پکڑکر آئین تو سہی آہ شرربار کے آگے
سودائیون مین جامہ سی باہر نہو اتنی ننگے نہ پہرو مردم بازار کے آگے
بڑھ کر نگہہ یار سے ہے موت ہماری یہ کند چھری چلتی ہے تلوار کے آگے
بیجا ہے علاج مرض عشق طبیبو یہ بہوت نہین بہاگنے کا مار کے آگے
دل توڑ دیا طفل مغنی نے کسی کا ہے نغمۂ نے شیشہ کی جھنکار کی آگے
جاتا ہے جدہر سامنے آجاتی ہی وحشت یہ جوگنی ہے رفتہ رفتار کے آگے

قصد نجف پاک منیر اب کی برس ہے
لیجائے خدا حیدر کرار کے آگے

آہ رسا سے زلف گرہ گیر بڑھ گئی دست دعا سے عرش کی زنجیر بڑھ گئی
کھولے جو پیچ زلف گرہ گیر بڑھ گئی حلقے گھٹے تو ادریہ زنجیر بڑھ گئی
گالون کے خط سبز سے توقیر بڑھ گئی دو کھیت اور حسن کی جاگیر بڑھ گئی

بالاے عرش موتیونکا مینھہ برس گیا
تا لامکان حضور کی تقریر بڑھ گئی

آئینون مین سما نہین سکتا فروغ حسن
ہر چوکھٹے سے آپ کی تصویر بڑھ گئی

جھالے پڑے ہین موتیونکے سب کے کانمین
عقدہ گہر سے آپ کی تقریر بڑھ گئی

ہمزاد کا بھی ساتھ گوارا نہ ہوسکا
سایہ سے اپنے آپ کی تصویر بڑھ گئی

ہر رنگ مین نمایش نشو و نما ہے
جتنے بڑھے ہے تم اوتنی ہی تصویر بڑھ گئی

وصف دہن مین بحث ہی علم کلام کی
وہمی معمہ مین یہ تقریر بڑھ گئی

وصف دہن مین اوڑ چلی طوطی ناطقہ
حد سکوت سے کہین تقریر بڑھ گئی

نقاش کو بھی شان تعلی دکھا گئے
کھچتے ہی اپنی تاب سی تصویر بڑھ گئی

ہر وقت عرض حال مین پاس ادب رہا
کب حوصلے سے طوطی تقریر بڑھ گئی

ہمسر گنا جو رشتہ عمر دراز سے
ڈوری بھرا اور زلف گرہ گیر بڑھ گئی

وصف بیان یار مین پھر طول ہو گیا
پھر منتہی الکلام سے تقریر بڑھ گئی

دیوانون کے خیال مین آنا محال ہے
طول امل سے زلف گرہ گیر بڑھ گئی

آزاد جب سے ہو گئے زلفونکی بال کے
ہر سلسلہ سے پاؤن کی زنجیر بڑھ گئی

اللہ ری ناتوانی عشاق کا عروج
تنکے سے اوڑ کے کاہش تقدیر بڑھ گئی

پٹو نمین اونکی لین مری وحشت نی بیڑیان
چوٹی سے گھٹکے پاؤن کی زنجیر بڑھ گئی

چکر دیا خمار شراب ملال نے
سر پھرتے پھرتے گردش تقدیر بڑھ گئی

دیوانگی مین ہاتھ لگی میکدہ کی راہ
ملک کدو کی بیل سے زنجیر بڑھ گئی

تشبیہ دی جو قامت موزون یار سے
بانسون چمن مین سرو کی توقیر بڑھ گئی

غیرون کو اپنے گھر سے نکالا کھڑی کھڑی
تعظیم تمنے دی مری توقیر بڑھ گئی

کسدن جنون کی بیل الٰہی منڈھی چڑھی
کب گیسوؤن سے پاؤن کی زنجیر بڑھ گئی

پہنائین اپنے دست مبارک سے بیڑیان
ہاتھون ہماری پاؤن کی توقیر بڑھ گئی

بے وجہہ ای کریم نہین کثرت گناہ کی
تیرے کرم کو دیکھہ کے تقصیر بڑہ گئی

لائے غریب خانہ مین باہر سے ہم اونہین
دروازے تک مکان کی توقیر بڑہ گئی

پاسے کہان حضور کی رحمت کی انتہا
کس روز حد عفو سے تقصیر بڑہ گئی

نیت پکار کر جو پڑہے میرے ذبح کو
پیک اجل کے لینے کو تکبیر بڑہ گئی

لاکھون ہی صورتونسی لکھا ایک نقش حُب
قران بہر سے آیت تسخیر بڑہ گئی

تسبیح لاغری مین رہی نام پاک کی
تہلیل روح ہوگئی تکبیر بڑہ گئی

داناکو راہ ملگئی نادان رہ گئے
تقدیر پیچھے رہ گئی تدبیر بڑہ گئی

منہ نہ نکلی آہ اونہین ہوگئی خبر
اکثر دعا کو چہوڑ کے تاثیر بڑہ گئی

مٹی ہوگئی خراب توکل کی پیش سعی
تیر دعا سے سوزن تدبیر بڑہ گئی

کی اوسنے دو دو باتونمین تدبیر درد دل
ہر اک دوا مین جو گئی تاثیر بڑہ گئی

پونچہی نوید وصل زلیخا کے کانمین
یوسف سے پہلے خواب کی تعبیر بڑہ گئی

نیرنگیان سکوت کی ہر رنگ مین کہلین
حیرت سے سکتہ سے تصویر بڑہ گئی

دم بہر کی زندگی مین بکہیڑے ہوئے ہزار
افسانہائے خواب سے تعبیر بڑہ گئی

ہے آب وگل کی قید زمانہ مین دم کیسا
کسدن بنائے قبر سے تعمیر بڑہ گئی

افزون ہین تیس۳ جزو سے اوصاف صاد چشم
مصحف سے ایکحرف کی تفسیر بڑہ گئی

اے گل تیرے محل کی گئی عرش تک بنا
جنت سے آگے باغ کی تعمیر بڑہ گئی

نامون مین وصف چشم بکحل رقم کیے
عین البکا سے سرمہ کی تحریر بڑہ گئی

یوسف کی قدر ہوگئی اونکی حجاب سے
سورج گہن سے چاند کی تنویر بڑہ گئی

دم بہر ہوا وصال رہا ہجر عمر بہر
حد سے سوا گناہ کی تعزیر بڑہ گئی

پیری مین داغ عشق نے پایا نیا فروغ
کیا صبح دم چراغ کی تنویر بڑہ گئی

وصف بنی زبان علی سے بہت کہلی
مصحف کی جزو خاص سے تفسیر بڑہ گئی

دلہای تیرہ مین ہوئی افزون ضیائے حسن
اس آئینہ کے رنگ مین توقیر بڑہ گئی

خط نے بڑہائی روئے کتابی کی منزلت
قران سے بہی قیمت تفسیر بڑہ گئی

بیدین بہو ونکے عشق مین کہتے ہین ہمکو گبر
ان روزون اہل قبلہ کی تکفیر بڑہ گئی

بوڑہو نسے موت اگئی پہلے جوانون کو
تقدیم پیچہے رہ گئی تاخیر بڑہ گئی

بدنام ہو کے نام ہوا بزم دہر مین
شہرت جہان مین دم تشہیر بڑہ گئی

پایا زیادہ وصف سے طول اوسکی زلف کا
غل ہے کہ اپنے نالہ سے زنجیر بڑہ گئی

کہیلا کبہی شکار جو اوس شاہ حسن نے
اوج ہما سے قسمت نخچیر بڑہ گئی

تیغ ادا کو لال مرے خون نے کیا
بیڑ لیسے سرخی لب شمشیر بڑہ گئی

تشبیہ دی کف سے گل رنگ سے اگر
صبح ازل سے قدر طباشیر بڑہ گئی

سنگین دلی سفید ہوئی اونکی ظلم کو
پتہر سے اور تیزئے شمشیر بڑہ گئی

مٹی جو مجہکو یار نے دی اپنے ہاتہ سے
مٹہی بہر اور خاک کی توقیر بڑہ گئی

کشتون کے دل غبار رہ یار سے ملے
لاکہون من اپنے وزن اکسیر بڑہ گئی

قدر شکستگی ہے کہین مال سے سوا
اکسیر سے حساب مین تکسیر بڑہ گئی

پرتو پڑا جو آپ کے رنگ صبیح کا
شبنم مین خوبی عرق شیر بڑہ گئی

ہر شئے یہان عزیز ہے کمیاب ہونے سے
مٹی ہوئی خراب جو اکسیر بڑہ گئی

سایہ جو آپ کے قد کوتاہ کا پڑا
حرف الف سے راستی تیر بڑہ گئی

آب رخ صبیح سے میلی ہے چاندنی
نور قمر سے آبروئے شیر بڑہ گئی

آیا جو محو زلف کوئی قیدخانہ مین
لینے کو دو قدم اوسنے زنجیر بڑہ گئی

عشق مژہ مین کون کرے ہمسری بانکپن
نشتر سے اپنے نوک کہی تیر بڑہ گئی

مشق فروتنی سے زیادہ ہوا عروج
جتنے گہٹے ہم اونتی ہی توقیر بڑہ گئی

طولانی ایسی نظم کی اسطرح مین غزل
دونی زمین سے اے فلک پیر بڑہ گئی

تیغ میں حسن ہوتی ہے قطع و برید سے
تنویر شمع باعث گلگیر بڑھ گئی

قید حیات سے جو چھٹے جال میں پھنسے
بگڑی کٹی تو زلف گرہ گیر بڑھ گئی

نام خدا شباب کے پھندے میں آ پھنسی
منت کے بال اوتر گئے زنجیر بڑھ گئی

کہئے جلی ہونگی ستانے سے کیا بلا
ہاں یہ کہ تیرہ روزی گلگیر بڑھ گئی

نقاش دیکھ کر جو سراپا اچھل پڑا
کاغذ بھرا اور آپ کی تصویر بڑھ گئی

اوس پھر پہ ہوا مرے ہمزاد کو جنون
پرچھائیں سوئے خانۂ زنجیر بڑھ گئی

نکلی دو چند صبح ازل سے صفائی رخ
شام ابد سے زلف گرہ گیر بڑھ گئی

ابیات میں تمہارے سکا وصف زلف یار
بحر طویل سے بھی یہ زنجیر بڑھ گئی

ہر ایک بال سنبل جنت سے جا ملا
عمر خضر سے زلف گرہ گیر بڑھ گئی

اوس موکمر کے ہاتھ سے پائی سزائے عشق
اک بال بھر حساب سے تعزیر بڑھ گئی

کھدوائی آپ نے مرے ماتھے پر اپنی چاہ
ایک اور سطر نامۂ تقدیر بڑھ گئی

دل توڑ کر بنائے گئی ہے محل مکان
تخریب خلق کے لئے تعمیر بڑھ گئی

شیشے سے آکے سر میں مرے بوئی ہے بھری
ڈلیسے دماغ تک نئی تبخیر بڑھ گئی

زاہد کو جعل ساز کیا طول ریش نے
ٹٹی کی اوٹ عادت تزویر بڑھ گئی

اپنی قدم سے سلسلہ عاشقی بڑھا
بندہ کے پاؤں پڑ کے یہ زنجیر بڑھ گئی

ٹھہرا جو چاندنی میں بت قند لب سوء وصل
گھل مل کے لذت شکر و شیر بڑھ گئی

دونوں جہان میں ہوئی عزت ہمیر کی
دل میں جو حب حضرت شبیر بڑھ گئی

جلوہ نور ازل چشم بشر کیا جانے
ساتھ پردوں کے اودھر کیا ہی نظر کیا جانے

اوس کے پوشیدہ اشاروں کو جگر کیا جانے
دل میں کسطرح پڑے تیر سپر کیا جانے

انکھیں کسوقت لڑیں اوسکی نظر کیا جانے
کب دعا ہوگئی مقبول اثر کیا جانے

مستے حسن ہین آگاہ نہین ایک سے ایک
اوسکی چتون کے اشارے کو نظر کیا جانے

کبھی دیکھا ہو تو واقف ہو نصیب اعدا
درد دل تیری بلا اسے گل تر کیا جانے

صدمہ عشق سے واقف نہین صحبت والی
دل نے کیا چوٹ اٹھائی ہے جگر کیا جانے

طائر دل سے نہ پوچھو مزہ نعمت وصل
بے زبان ذائقہ شیر وشکر کیا جانے

صدمہ عشق کی ہے قدر جوان مردونکو
بے جگر ذائقہ درد جگر کیا جانے

چشم امید رکھی نرگس جلاد سے ہو
قہر کی آنکھ لگاوٹ کی نظر کیا جانے

چشم صورت کو کہان رتبہ باطن معلوم
غیب کی بات تراپیک نظر کیا جانے

کس ندیدہ سے شکایت دل برباد کو ہو
کہا گئی نرگس کی نظر اسکو یہ گھر کیا جانے

نیچے آنکھون کے ادا پر ہوئے دل ٹکڑے
اس نشانیکی خبر تیر نظر کیا جانے

کوئی بچپن ہین بھی کرتا ہے کسی سے پردہ
ابھی چھپنا مت ناداں کی کمر کیا جانے

حشر پر وعدہ دیدار عبث رکھتے ہو
گل کی روداد خدا جانے بشر کیا جانے

اپنے مقتولون کے اخبار نکبھی نہ سنے
خون کے چھاپہ کی جلاد خبر کیا جانے

ضعف پیری کہ کہان جوش جو انکی خبر
گرمیان شمع کی کافور سحر کیا جانے

ہستی عاشق سوزان ہے عدم سے توام
قوت نشو ونما تخم شرر کیا جانے

صدمہ عشق سے کر لیتے ہین سازش عاشق
نکانٹھنا تیغ محبت کو سپر کیا جانے

راہ تقلید سے تحقیق کو پونچا ہے کون
کوچہ چاک گریبان سحر کیا جانے

دل مجروح کی گھاتون کو وہ تاسکے کیونکر
زخم کے چور کو جاسوس نظر کیا جانے

عندلیبون کی خبر عاشقو نسے پوچھو اے گل
کس کے پھول آج اوٹھے باد سحر کیا جانے

کیون کیا شکوہ آسیب جنون تو بہ ہی
پر سج تو ہے تیری بلا اے گل تر کیا جانے

تھوڑے سے سوز جگر پر نہ کرے دعوی عشق
جل بجھے سیکڑون دل شمع سحر کیا جانے

ابھی صحبت سے حسینون کی بھی آگاہ نہین
تارون کی چھاون مین آنا وہ قمر کیا جانے

نغمۂ عشق بڑھاپے مین کسے آتا ہے
ٹھہریان پہرون کی مرغ سحر کیا جانے

کوچہ گردی کے مزے سے نہین دم بہر فرصت
ایک منزل مین توقف وہ قمر کیا جانے

حال دل آنکھہ لڑانے سے نہ ہوگا معلوم
دوڑنا تار نظر پر یہ خبر کیا جانے

فصل بارش مین ہی امید ملاقات عبث
ابر دیاران مین لگنا وہ قمر کیا جانے

آبرو سے جو چلین ہم تو مکدر نہ رہین
راہ دریا کی بھلا گرد سفر کیا جانے

قدر محسن سے ہین ارباب بصیرت آگاہ
دیدۂ کور نمک ذوق نظر کیا جانے

رتبہ شیب سے آگاہ نہین اہل شباب
مشک شب نگہت کافور سحر کیا جانے

چاک دل پر گل خندان کی نہ پہبتی کہیے
وہ تبسم وہ ہنسی زخم جگر کیا جانے

کیون نہ ہو سلسلۂ اہل صفا ناموزون
بحر کہتے ہین کسی نظم و گہر کیا جانے

کیا مزے عشق مجازی کی حقیقی سے کہون
چوری کی گڑ کی حلاوت یہ شکر کیا جانے

عشق کے معرکہ مین جی نہ چرانا اے دل
سینہ کے ہوتے جو امرد سپر کیا جانے

خبر صبح شب وصل قیامت لائی
کس کے دل پر یہ پڑی چوٹ جگر کیا جانے

آپ ہی دل مین لگا بیٹھے ہین ہم آتش عشق
نہین تو برق جہان سوز یہ گھر کیا جانے

کون کون اس سے تصور مین ہم آغوش ہوا
طوق کس کس کی ہوئی ہاتھ کمر کیا جانے

آشنا عالم فانی کو نہ سمجھے کوئی
کون کون اس مین رہا آ کے یہ گھر کیا جانے

ترک دنیا کے مزے ہم فقرا سے پوچھو
ہاتھ دہو بیٹھنے کو آپ گہر کیا جانے

کوئی سنتا نہین فریاد جرس دنیا مین
آہ بیدرد کسی دل مین اثر کیا جانے

پست تر عالم سفلی مین ہین عالی ہمت
اونچے مہمان کی توقیر یہ گھر کیا جانے

ٹھوکرین کھاتی ہوئی پھرتی ہے اک مدت سے
بیکسی مری دعاؤن کے اثر کیا جانے

عیب دان تک نہین اس خلق سے آگاہ
شانہ مین کیفیت موی کمر کیا جانے

آدمی انکو سمجھیے جو ہوا انسانیت
کوئی مٹی کے کھلونون کو بشر کیا جانے

پوچھو سالک سے مزا جامہ عریانی کا
بے لباسی کی تہہ رخت سفر کیا جانے

ربط موجود سے معدوم کو ہونا معلوم
میل چوٹی سے ترا موئے کمر کیا جانے

نیند سے اوس نے زمانہ کو جگایا تو کیا
کس کی سوتی رہی تقدیر سحر کیا جانے

وہ پریزاد ابھی نام خدا کم سن ہے
چشم بد دور لگاوٹ کی نظر کیا جانے

آپ کی قدر ہمین سمجھے ہین آنحضرت عشق
کس مرض کی ہین دوا اسکو اثر کیا جانے

ہم سے اپنی وصل مین لوٹی ہین مزے جوبن کے
ہمسے پوچھو دل نادان یہ خبر کیا جانے

ڈھونڈھتے پھرتے ہین قبر اپنی زمانہ مین لوگ
کس جگہ موت مقدر ہے بشر کیا جانے

اتنا تو کچھ سن لو قیامت کی گھڑی ہے
آج کی پوچھو کوئی کل کی خبر کیا جانے

غافل اس پختگیٔ طبع کی انجام سے ہے
تیز کس کس کی چھری ہے یہ ثمر کیا جانے

ظلم کرنے مین زمانہ کو نہین کچھ وحشت
ہے یہ دہر یہ قیامت کی خبر کیا جانے

نہ سنا ہنستے ہوئے سرو قدونکو ہمنے
خندۂ لطف قیامت کی سحر کیا جانے

آپ کے حکم سے روح آئی تن خاکی مین
نہین تو وحشی آوارہ یہ گھر کیا جانے

آج تک کوئی خریدار نہ نکلا اس کا
اپنی قیمت کی خبر جنس ہنر کیا جانے

اپنے حصہ مین ہے فکر سخن خوب منیر
اور کوئی مزہ خون جگر کیا جانے

بیگانون مین تعریف تمہاری نہین آتی
اندھون مین ہمین آئینہ داری نہین آتی

سچ ہے مین بھی اوس گل کی سواری نہین آتی
کیا پھول اوٹھین فصل بہاری نہین آتی

خوشبو تو ہے برباد بہاری نہین آتی
گرد اوٹھتی ہے رہ رہ کی سواری نہین آتی

ہر دم ہے نئی آتش فرقت کی حرارت
تپ آتی ہے آرام کی باری نہین آتی

بیمار رہتے ہین دل سوختہ گلزار ادھر مین
آتا ہے دھوان باد بہاری نہین آتی

ایک ایک نے سو بار پیا شربت دیدار
ہے ہے نہین آتی مری باری نہین آتی

کب دیر و حرم سے وہ نہین کرتی تجلی
کس روز دو عملہ سے سواری نہین آتی

کب نوک مژہ آپ کی تیزی نہین کرتی
کب باڑہ پر ایجان کٹاری نہین آتی

سو حشر ہوئے دیکھ چکے لوگ تجلی
اللہ ابھی تک مری باری نہین آتی

کیا لطف ملا ہے ترے حربہ کو جگر مین
باہر کبھی کوڑی سے کٹاری نہین آتی

کب تک وہ دئے جائینگے غیرونکو گلوری
دیکھون تو کہان تک مری باری نہین آتی

جو چاہو کہو دامن دولت نہ چھٹے گا
کہنے سے تو شامت بھی ہماری نہین آتی

ہمچشم ہوا دیدۂ نمناک سے کسدن
غیرت تجھے اے ابر بہاری نہین آتی

ہر روز سنا کرتے ہو بلا آتی ہے میری
مدت سے بلا بھی تو ہماری نہین آتی

تابوت ہوا دار برابر ہین نظر مین
ہم خانہ بدوشون کو سواری نہین آتی

اس ابر کو ہر روز نئی چاہیے تجلی
موباف کو کس روز کناری نہین آتی

جلجانیکو پانی ہین اوڑادنیکو آندہی
عیاری اوسے نہین آتی ہے یاری نہین آتی

مجنون ترے ہر سال بنا کرتے ہین دولہا
کب بن گئے دولہن فصل بہاری نہین آتی

ارشاد ہو کسطرح نہین خواب مین دیکھین
جاتی ہے تو پھر نیند ہماری نہین آتی

کیا سیکھے ہین ناز اوسنے حسینونکی آنکہی
بلواتے ہین پر موت ہماری نہین آتی

ملبوس زری چھپ نہین سکتا ہی قفس مین
صندوق مین پوشاک تمہاری نہین آتی

موباف بڑا چوٹی مین کسدن نہین پڑتا
کب رات مری حصہ مین بھاری نہین آتی

کیا دور کی لیتے ہو دل تنگ مین رہ کر
کچھ عرش سے آواز تمہاری نہین آتی

کرتا ہون شکایت جو کبھی اونکے ستم کی
کہتے ہین بہ تجھے شکر گزاری نہین آتی

مدت سے جواب ایک کی خط کا نہین لکھتا
قسمت کو ترے نامہ نگاری نہین آتی

جوتی نہین آتی ہے یہ کچھ بات نہین ہے
تم آؤ جو پاپوش تمہاری نہین آتی

پایاب ہجران روز نہین دریائے تکلف
کشتی مین جو پوشاک تمہاری نہین آتی

گر گر تری آنکھون سے ہم ایسی گئی گذرے
بہولے سے بہی اب یاد ہماری نہین آتی

جان آتی ہے آنکھون مین مری ٹہنڈی ہوا سے
دریا کی تو رستے سے سوا ہی نہین آتی

فرقت مین تری آپ سے کہوئے گئی ایسی
ہمکو خبر اے جان ہماری نہین آتی

مدت سے سفیر آنکھین سر راہ بچھی ہین
کیون مہدی ہادی کی سواری نہین آتی

مری آنکھون مین قدر ہستی نہین ہے
پسند ایک دم کی یہ ہستی نہین ہے

لحد منزل خود پرستی نہین ہے
گڑھے کی سرا ہے یہ بستی نہین ہے

جہنم مین جاتے ہین پھر بادہ کش کیون
اگر شوق آتش پرستی نہین ہے

مسافر ہین دنیا کے سب رہنے والے
سر راہ ٹہرے ہین بستی نہین ہے

مصفا مری دل مین ہے رنگ مستی
یہ ہی جھول کا جام جستی نہین ہے

خدنگ قضا ہی ہے ہمراہ اوس کی
چھڑی آپ کی چوب دستی نہین ہے

چڑھے جھنڈے پر کون منصور بنکر
تماشا ہے یہ حق پرستی نہین ہے

شب تیرہ کے بس مین ہی شمع محفل
یہ اندھیر نگری ہے بستی نہین ہے

پریرو خدا کے بنائے ہوئے ہین
انہین پوجنا بت پرستی نہین ہے

چلی جاتی ہے رات دن عمر اپنی
مسافر کہان ٹہرے بستی نہین ہے

الف اِسکو اللہ کا جانتے ہین
ترے پنجہ مین چوب دستی نہین ہے

مرے پہلون مین اکدم آکے بیٹھین
اگر اون کی پوشاک بستی نہین ہے

پسند اونکو آئی مری نیم حیائی
چھری کند ہے تیز دستی نہین ہے

زمانہ کے سب رہنے والے ہین مجنون
جدہر دیکھو جنگل ہے بستی نہین ہے

چھری ہو کہ کھنڈی ہو منڈی کہ خنجر
کسیکو تری پیش دستی نہین ہے

نہین ترک اس ترسا بچہ کی محبت
اس آئین مین حق پرستی نہین ہے

تم آئے مرا گہر ہوا باغ جنت — حرام اسجگہ مے پرستی نہین ہے
تجلی کلائی کی پہنچون سے پوچہو — جدا ہنجشاخہ سے دستی نہین ہے
کہان رند مفلس کہان مست دولت — شکم پروری فاقہ مستی نہین ہے
دکہاتے ہین ہونٹہ اپنے مسی چہڑا کر — دہوان دہار آتش پرستی نہین ہے
بناوٹ سے سادہ ہین آئینۂ دل — کہین نقش صورت پرستی نہین ہے
بتون کا قبضہ مرے نقد دل پر — بند ہے ہاتہ ہین تنگدستی نہین ہے
دکہائے گی وہ ان ہتھیلون کی دولت — اڈکر یہ بدلی برستی نہین ہے
چمک جاتے ہین ناچ مین ہاتہ وہ نہین کے — اودہر اور اودہر کوئی دستی نہین ہے
پہاڑون سے جہکتی نہین اپنی گردن — کھسانے سے پیمیت کستی نہین ہے
اجل انتہا پائے عمر ابد کی — حیات خضر کی بہی ہستی نہین ہے
رہے خاکساری سے محروم خودبین — بلندی کی قسمت مین پستی نہین ہے
نہ لی ایک کوڑی کو دنیا کی دولت — اگر مفت بہی ہو تو سستی نہین ہے
نہین روح تو جسم خاکی ہے مٹی — زمانہ مین مردے کی ہستی نہین ہے
کسے عمر صد سالہ کی ہے تمنا — ٹکے سیکڑا ہو تو سستی نہین ہے
جوانی مین نشہ سے منہ پہیرین توبہ — ابہی ہوش مین اپنی مستی نہین ہے
ہزار آپ بن ٹہنکے جوبن نکالین — کسی کی طبیعت ترستی نہین ہے
مزا چکہہ لے اے واعظ اک جام پیکر — بتانے کی شئے لطف مستی نہین ہے
رہے زندہ در گور جور فلک سے — دفینہ کہو نقد ہستی نہین ہے
بلا ہے محبت تری گیسوؤن کی — یہ ناگن نکلتی ہے ڈستی نہین ہے
سب افسردہ کیون نشۂ عمر سی ہین — اگر کاسہ چرخ جستی نہین ہے
نہین کرتی افشان جو ہلتی ہین زلفین — گہٹا جہومتی ہے برستی نہین ہے

منیر اوس چمن کا بنے کون بلبل
کلی بھی جہان کوئی ہستی نہین ہے

فرش پر سایہ فگن ہمت عالی نہوئی
ہم بغل روح سے تصویر نہالی نہوئی

یار سے انجمن دہر مین ہم کیا کہتے
تخلیہ کے لیئے دنیا کبھی خالی نہوئی

لذت شہد فنا سے بھی رہے ہم محروم
شان زنبور عسل قبر کی جالی نہوئی

نہ سنی زیور محبوب نے اپنی تعریف
ہمہ تن گوش کسی کان کی بالی نہوئی

حور کا شبہہ ہوا حشر مین بھی سایہ پر
تیری پرچھائین کبھی دہوپ مین کالی نہوئی

دب گئے سینہ زنی سے مری ای رشک پری
شرط بد نیکو ہمیا کبھی نالی نہوئی

فاتحہ پڑھنے نہ آیا مجھے دفنا کے وہ شوخ
نقش تسخیر مری قبر کی جالی نہوئی

جس نے جیسا تجھے سمجھا وہی تجکو پایا
تری صورت کبھی تصویر خیالی نہوئی

پیٹ کا نور کبھی چھن کے نہ نکلا باہر
مثل غربال تری کرتی کی جالی نہوئی

زیور گوش ترا غیر کے بس کا نہ ہوا
اے پری حلقہ بگوش ایک بھی بالی نہوئی

دست منعم نہ جھکا دامن سائل کی طرف
خم میری ہمت کوئی میوہ کی ڈالی نہوئی

نشہ مین فکر سخن کو نہ مصفا پایا
موج مے مصرع دیوان زلالی نہوئی

ہاتھ سے فرش پر اوس گل نے کبھی تلوار
تیغ عریان روش گلشن قالی نہوئی

کر سکا رنگ محبت کو نہ کوئی معزول
ہر طرف چہرۂ عاشق کی بحالی نہوئی

بن گئین حیرتی عشق سراپا آنکھین
لائق پیرہن یار یہ جالی نہوئی

تیغ مریخ کو دی کس نے جگہ آنکھون پر
ماہ نو ہو گئی ابروے ہلالی نہوئی

روز انار ہی سیر بنے گور غریبان مین آہا
کبھی پر سعلن مری لبستی مین دوالی نہوئی

کعبہ تک ابروئے پرخم کی نہ پہونچی تصویر
مغربی آپکی شمشیر ہلالی نہوئی

دام گیسو سے پری بھی نہ لیا پھر لقا ہے
تیری بھی خانہ کی پسند آپکو جالی نہوئی

آپ کے گانے سے ہے بزم جہان مین فریاد
مرے ماتم کی صدا ہوگئی تالی نہوئی

ہوسکے جہان کہان اوس نے سنی صفت عتاب
مرے گہر دعوت اسمائے جلالی نہوئی

نور کا لشکر رہا خاک نشینون کو مدام
درد آلودہ مے جام سفالی نہوئی

ظرف دولت سے زمانہ مین وسعت پائی
طبق پانزدہم سونے کی تہالی نہوئی

باد یاران عدم سے نہوا دل ٹہنڈا
سایہ دار ایک بہی تصویر خیالی نہوئی

ہم سے کبہی نہ ہوا رام بت آہو چشم
رگ زنار کبہی نبض خزانی نہوئی

رال ٹپکی سخن تلخ پر اونکی کیا کیا
کوئی مصری کی ڈلی ہوگئی گالی نہوئی

بدلی زنار کے زنجیر جنون پہنائی
زلف اوس شوخ کی لیلی ہوئی کالی نہوئی

دور زامن سے نہ باہر ہوئے یاران عدم
کونسی تیری قبا جسم مثالی نہوئی

رزق مقسوم کچہ دامان طلب مین پایا
نعمت غیب سے جہولی مری خالی نہوئی

تیرے ہر رنگ کو دنیا سے نرالا پایا
کونسی وضع زمانے سے نرالی نہوئی

پتلی بہر تار ہی زلفون کی لئے آنکہین
چشم خاقان کوئی چینی کی پیالی نہوئی

دار فانی مین رہی آمد و شد کی کثرت
یہ سرا راہرو سے کبہی خالی نہوئی

آبروئے شعر کی کسدن نہ بڑہی مثل منیر
کب غزل غیرت تسبیح لآلی نہوئی

چہبہ گئی نوک مژہ دل مین نظر سے پہلے
تیر دلدوز نے کی راہ جگر سے پہلے

رکہ لی نوک ہی تشش قمر سے پہلے
وقت کچہ اور ہی تہا شام وسحر سے پہلے

نرگسین انکہو نسے آنکہین تو اوٹہا لطف جمال
دونون بچہڑے یہ ملے شیر وشکر سے پہلے

عشق کا بوجہ جو تقدیر نے رکہا سر پر
جہک گئی گردن تسلیم کمر سے پہلے

انجمن وصل کے تہے خواب خیال
بزم خاموش ہوئی شمع سحر سے پہلے

ظاہر سے اوٹہی لذت باطن اول
مل گئے دونون مزے شیر وشکر سے پہلے

زلف عارض کو تیرے حسن جوانی مین ملا — روز و شب خلق ہوئی شمس و قمر سے پہلے

پاؤن رکھا ہے اگر معرکہ الفت مین — باندھ ہے ہمت مردانہ کمر سے پہلے

مال ممسک کو زمانے مین جہان ہاتھ آیا — گانٹھہ تیوری مین پڑی کیسہ زر کو پہلے

اس دورنگی مین کہان بادۂ گلگون الست — ہو چکا دورہ مے شمس و قمر سے پہلے

اپنے ہمراہ شب وصل نبی روح روان — ٹھنڈے ٹھنڈے چلی ہم باد سحر سے پہلے

حسن کے محکمہ مین چاہیئے نذر آنکھونکی — کام پڑتا ہے لگاوٹ کی نظر سے پہلے

ترک دنیا جو ہوا اہل ریا کو منظور — کھول بیٹھے دہن حرص کمر سے پہلے

فائدہ کیا ہے جو فریاد کرون فرقت مین — دیتی ہے مجھکو جواب آہ اثر سے پہلے

رخت صد پارہ کی ٹکڑے شب فرقت مین کیے — دھجیان چاک کی لین جیب سحر سے پہلے

دل کھوتے ہوئے سیر آئینہ سے کیا معنی — پوچھہ تو دیکھہ مین حضور اپنی نظر سے پہلے

اسطرح بام بتان پر نہ رسائی ہوگی — اے دعا مانگ لے زینۂ تو اثر سے پہلے

نام محبوب حسین سنکے ٹھہرتا نہین دل — یہ وہ اندھا ہے کہ جاتا ہے نظر سے پہلے

پیشوا الٹی کو جا پونہچین ادہی سمت حواس — کہیے شامت تیری آئیگی کدہر سے پہلے

مری صحبت کے تصدق مین یہ دولت پائی — چاک آگاہ نہ تہا جیب سحر سے پہلے

کہیے بہجواؤن مین پیغام زبانی کیونکر — انگلیان کانونمین دیتی ہین خبر سے پہلے

اصل ایمان کو سچا دیر و حرم سے بچکر — جمع کی فکر رہی سود و ضرر سے پہلے

تیغ نازادن کی برآمد جو ہوئی پردہ سے — کی ملاقات مری گردن و سر سے پہلے

ہوکے محجوب گنہ ہونسے جو روئے تو کیا — آپ ہم ڈوب گئے دیدۂ تر سے پہلے

ابجد عشق مین ہے عین بمقدم سب پر — آنکھہ پہنس جاتی ہے آفت مین بشر سے پہلے

غل مچاتے ہین گرفتار اگر ڈیوڑہی مین — پوچھہ لیتے ہین تیرے حلقۂ در سے پہلے

خوف عقبیٰ سے موئے جاتے ہین آلودۂ فسق — خشک ہوتا ہے لہو دامن تر سے پہلے

آہ سوزاں بھی نہ کی تھی کہ وہ بت بھاگ گیا
او کھڑے پتھر کے قدم رقص شرر سی پہلے

پاس بیمار محبت کے سمجھ کر آئے
مشورہ کرنے دوا اپنی اثر سے پہلے

ناچ کر تم نہ اوٹھے تھے کہ ہوئے ہم قربان
گشت ہالہ نے کیا دور قمر سے پہلے

خواب میں جا کے پریزادوں کو دیکھ آتی ہیں
چور محلوں میں پونہچتی ہیں خبر سے پہلے

اوڑ گئی وصل کی سامان ہے اول شب وصل
مشک کافور ہوا شمع سحر سے پہلے

قصر جنت کی طلب معصیتوں میں کیسی
منہ چھپانیکی جگہ ڈھونڈئے گھر سی پہلے

گردش چشم سے اول مجھے چکر آیا
دیکھئے پھر گئی تقدیر نظر سے پہلے

آبرو عشق میں چاہو تو ہے پیغام فراق
وصل تھا قطرہ و دریا میں گہر سے پہلے

کسطرح جلوۂ دیدار مبارک دیکھیں
آپ گھر آنکھوں میں کرتے ہیں نظر سی پہلے

وصل کی رات نے دم بھر نہ دیا میرا ساتھ
زاغ شب بول گیا مرغ سحر سے پہلے

جب چمک لیتی ہے بجلی تو گرجتا ہے رعد
جھانک لیتے ہیں وہ جلوہ کی خبر سی پہلے

سیر مقتل جو ہو منظور تیری خنجر کو
پوچھ لے راہ مری گردن و سر سی پہلے

کس طرح راہ کرے خوف قیامت دل میں
رحمت حق نے جگہ روک لی ڈر سی پہلے

چتر و افسر کی توقع میں جوانی تو چلی
سر نہ ہلنے لگے اے حرص چنور سی پہلے

قبل پیری غم عالم نے کیا دل میں ہجوم
اے فلک ٹوٹ گئی آس کمر سے پہلے

کیا کہوں ہوتی ہے آپس میں لڑائی کیا کیا
دل جو کہتا ہے کوئی زخم جگر سے پہلے

منتظر رکھ کے اگر آئے تو کیا آتا ہے
آؤ ملجاؤ ملاقات نظر سے پہلے

زخم شمشیر محبت نہیں کھانا آسان
منہ تو دھو آئے کوئی خون جگر سی پہلے

نعمت عشق جو تقسیم ہوئی روز ازل
حصہ داغ ملا ہمکو ثمر سے پہلے

ہو گئے زمزمہ کن فیکون سی پیدا
تیری آواز سنی اپنی خبر سے پہلے

طائر دل نے جو دنیا سے کیا قصد وطن
ہل گئے ارض و سما جنبش پر سی پہلے

خنجر عشق سے خونریزونکی منہ مڑتے ہین
پیٹھہ تلوارین دکہاتی ہین سپر سے پہلے

پردہ حسن مجازی مین ہوئے اب پنہان
روز وہ جہانکتے تہے شمس و قمر سے پہلے

اپنی ایجاد سے پہبتے نہین اے جان ہنسی
سیکہو انداز تبسم گل تر سے پہلے

ہاتہ پر غیر کے دیتے ہو جو گل چہلے کا
پوچہ دیکہو کسی عاشق کے جگر سے پہلے

صبح پیری مین کہان شامِ جوانی کا لطف
رخصت ہوئے عروسی ہی سحر سے پہلے

کفر پوشیدہ بڑہا کفر عیان سے اول
مری زنار بنی تار کمر سے پہلے

بعد مدت جو کبہی آپ مین آجاتا ہون
جہاڑتے ہین وہ مجہے گرد سفر سے پہلے

خون کے دیکہنے کی تاب نزاکت نے نہین
کوئی تہامے دل جلّاد کمر سے پہلے

گالیان غیرونکی جانب سے کرین آپ شروع
ذبح کرنا ہے تو بسم اللہ ادہر ہی سے پہلے

کس طرف سے نظر آتی ہے سواری دیکہین
حشر برپا ہو خدا جانے کدہر سے پہلے

آپ فارغ ہوئے دیوان دوم سے بہی ہنیر
کیجیے شکر خدا کار دگر سے پہلے

تضمین مصرع فارسی در منقبت

سرم نشانہ سنگ است یا علی مددے
دلم ز حادثہ تنگ است یا علی مددے
زمانہ بر سر جنگ است یا علی مددے
کمک ز غیر تو ننگ است یا علی مددے
بکار ما چہ درنگ است یا علی مددے

طلوع نیر اعظم بہ یک اشارہ تست
قبول توبہ آدم بہ یک اشارہ تست
شکست لشکر صد غم بہ یک اشارہ تست
کشود کار دو عالم بہ یک اشارہ تست
بکار ما چہ درنگ است یا علی مددے

فلک نے اب مجہے تکلیف کچہ ادائی دی
حضور نے نہ مگر داد غم زدائی دی

جفائے شمر سے سلمانؓ کو جب رہائی دی
بلا سے آپ نے فوراً اُسے رہائی دی

بکار ما چہ درنگ است یا علی مددے

ہزاروں طرح کے صدمے ہیں جان مضطر کو
تڑپ کے جب وہ پکارا حضور انور کو
خبر غلام کی ہے آپکو نہ قنبر کو
جفائے باز سے چھڑوا دیا کبوتر کو

بکار ما چہ درنگ است یا علی مددے

تڑپ رہا ہوں پڑا مثل طائر مذبوح
تمہارے پاس ہے ہر قفل کی کلید فتوح
خدنگ فکر نے مدت سے دل کیا مجروح
تمہیں بچا گئے طوفان سے سفینۂ نوحؑ

بکار ما چہ درنگ است یا علی مددے

خلیل حق کے لئے آگ کو کیا گلزار
میرے لئے ہوئی کیوں دیر ای شہ ابرار
لحد سے مُرّہ بن قیس کو کیا فی النار
لگی ہے آنکھ مری جانب نجف ہر بار

بکار ما چہ درنگ است یا علی مددے

بچائیے مجھے للہ اسے جناب امیر
عدو یہ چاہتے ہیں کیجئے قتیل و اسیر
جفائے دہر سے اب سخت جان بلب ہے منیر
سبھوں کی مشکلیں کیں سہل تم نے بے تاخیر

بکار ما چہ درنگ است یا علی مددے

تضمین مصرع خویش

مشکلکشا ہے ذات جناب امیر کی
آسان دم میں ہو گئی مشکل منیر کی
مشکل کشائیاں ہیں صغیر و کبیر کی
پوری ہوئی التماس مراد اس حقیر کی

دستِ دعا سے بھر گئی جھولی فقیر کی

ایسی پڑی تھی سخت مصیبت کہ الاماں
قید فرنگ تھی در و دیوار سے عیاں
جو دوست خاص تھے وہی لگے عدوئے جان
پر ہو گیا میں فیض ید اللہ سے شادماں

دستِ خدا سے بھر گئی جھولی فقیر کی

ایذا دی اہل کعبہ کو اہل کنشت نے جہوٹے حلف اوٹہائے اعدائے زشت نے	کاوش کی دین چہوڑ کی پہر بد سرشت نے آخر مدد کی قاسم نار و بہشت نے

دست خدا سے بہر گئی جہولی فقیر کی

کرتا پہرا زمانہ مین کس کس کی التجا گہبرا کے یا علی مدد منہ سے جب کہا	لیکن سوائے یاس نہ کچہ فائدہ ہوا پورا کیا سوال ید اللہ نے مرا

دست خدا سے بہر گئی جہولی فقیر کی

مولا علی امام علی پیشوا علی حلال مشکلات ہین نام خدا علی	مشکل کشا علی مہ برج عطا علی سب کام بن گئے جو کہا منہ سے یا علی

دست خدا سے بہر گئی جہولی فقیر کی

مخمس غزل قدسی در نعت بر ہر شعر تخمیس مکرر در فارسی

الصلوٰۃ اے نبی ہاشمی و مطلبی حبذا درگہہ تو کعبہ مقصد طلبی	السلام اے فلک ہفتم و الا نسبی مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جملہ ممنون عطایت چہ ملائک چہ نبی حق عطا کرد بہ تو رتبہ والا نسبی	ہمہ از درگہہ تو صرف مقاصد طلبی مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

عشق بیچارہ بسگت کردم و بس منفعلم دل بیچارہ بسگت کردم و بس منفعلم	النفس سر مد بسگت کردم و بس منفعلم نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگت کوے تو شد بی ادبی

بچہ شیر نمیست تو بفیشرد دلم میگزم دست بدندان در حیرت خجلم	خاک کویت ہمہ نور است کجا آب و گلم نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوئے توشد بے ادبی

رتبۂ عیسوی از جنبش لب کرد ظہور
از در کعبۂ حق حکمت رب کرد ظہور

ماہ صد معجزہ از ظلمتِ شب کرد ظہور
ذات پاک توچو در ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

جلوہ گرداز تہ ہر سنگ حرم آتش طور
شاہد کعبۂ حق یافتہ صد خلعت نور

ساغر ناف زمین شد زمے دین معمور
ذات پاک توچو در ملک عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

او کفِ خاک و تو نوری بشریت چو خجلانم
چارہ ام چیست کہ از کف نرود ایمانم

خاک راہ تو ملائک ملکیت چون دانم
منِ بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

روزہا مضطربم گرہمہ شب حیرانم
صورت آئینۂ صبح حلب حیرانم

گاہ از عجز و گہہ از پاس ادب حیرانم
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

چمن شانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
ہر بیابان مدینہ ز تو سرسبز مدام

گل و ریحان مدینہ ز تو سرسبز مدام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

ہر کس از قند عطائے تو بود شیرین کام
شاہد دعوے من گلشن خلد ہست تمام

بارور از تو نہال چمن عیش انام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

گہے از لطف و عطا سوی من انداز نظر
دگہی بہر خدا سوئے من انداز نظر

من فدائے تو بیا سوئے من انداز نظر
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

ایکہ حق گفتہ باوصاف تو مازاغ البصر
بنگر بر کرم خود بہ گنہ ہم منگر

از برائے شب ما نکہت مثل سحر
چشم رحمت بکشا سوئ من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

ماہمہ مردہ دلانیم وتوئی آب حیات
ماہمہ خشک زبانیم وتوئی آب حیات

ماہمہ سوختہ جانیم وتوئی آب حیات
ماہمہ تشنہ لبانیم وتوئی آب حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

مبتلائیم بصد تلخی زہر سکرات
المدد المدد اے خضر بیابان نجات

بدہ از لعل لب خود شکر و قند و نبات
ماہمہ تشنہ لبانیم وتوئی آب حیات

لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

ہمسری باکف پایت نبود عالم را
بایم نور چہ تشبیہ بود شبنم را

نیست بامرتبہ پیش حسابی کم را
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

از تجلی طلبان رخ پاکت موسے
نور روئے تو کجا یوسف و یعقوب کجا

مدح خوان لب اعجاز بیانت عیسے
نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

اے خطا پوش منیر ای گل باغ ازلی
جز توام نیست کسے قاضی حاجات دلی

بر درت آمدہ ام از پئے فریادرسی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ پیش تو قدسی پئے درمان طلبی

مرہم زخم منیر جگر افگار توئی
حاجت خود چہ برم پیش جناب عیسی

ہوسیں از پئے من نسخہ امراض دلی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ پیش تو قدسی پے دربان طلبی

مخمس درار دو بالتزام ایضاً

پوچھے آدم سے کوئی رتبۂ عالی نسبی
متحیر ہے تیرے وصف مین ایک ایک نبی
قرب اللہ ہوا ہے سبب منتجبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدائے تو عجب خوش لقبی

مصحف حق ہے ترا نامۂ عالی نسبی
تیری تعریف مین کہتا ہے یہ ایک ایک نبی
تو ہے بدر اور پیمبر ہین مہ یکدو شبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدائے تو عجب خوش لقبی

جو کرے صید ترے حکم سے آہوے حرم
نجس و پاک مین تشبیہ نہین ہے باہم
یہ سگ نفس دنی اوس سے ہو کیونکر ہمدم
نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زان کہ نسبت بسگ کوئے تو شد بی ادبی

مجکو رہ رہ کے یہ آتی ہے ندامت ہر دم
بخش دے مجکو تجہے شیر الٰہی کی قسم
مین کہان اور کہان رتبۂ آہوے حرم
نسبت خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زان کہ نسبت بسگ کوئے تو شد بی ادبی

سنگ اسود ترے جلوے سے ہوا ہمسر حور
آج یہ حال کہلا اے فلک عالم نور
ہو گئی شور زمین غیرت قند لب حور
ذات پاک تو چو در ملک عرب کرد ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

ہمزبانی ہوئی اللہ کو جسے منظور
عربی دانون کی تقریر یہ ہے تیرے حضور
شب معراج مین ہر طرح کے آئی نزدیک
ذات پاک تو چو در ملک عرب کرد ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

تیری رحمت سے گدا ہوگئی صاحب افسر
کردے اس ذرہ ناچیز کو بھی [illegible]

ایک مدت سے کھڑا ہون مین در دولت پر — چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

نگہ پاک مین افضال خدا کا ہی اثر — جادۂ منزل عرفان ہے تری راہگذر
واسطہ روح علی کا متوجہ ہو کر — چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

یون تو ہے حیرتی حسن مقدس عالم — پر تحیر سے ہرا اور ہی تجھ سے عالم
جلوہ آئینہ عارض یوسف کی قسم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

نہ تو تقریر کی طاقت ہے نہ یارائی رقم — تیرے اوصاف مین عاجز ہون زبان ابکم
صورت آئینہ سکتا ہے سکندر کی قسم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی

خاک یثرب مس عصیان کو ہے اکسیر تمام — سنبل گلشن قدرت ہے وہان کی ہر شام
طوبی و سدرہ تو کیا شئے ہین جو کوئی لی نام — نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

ہر شجر کیون نہ ہے سرو ریاض اسلام — ہے ترے خاک قدم رنگ بہار ایام
چمنستان مقدس مین خزان کا نہین نام — نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

تیری تقریر مین ہے خضر و مسیحا کی صفات — آبرو واسطے ہین مشتاق توجہ ذات
زمزم و کوثر و تسنیم بھی کہتے ہین یہ بات — ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

تجھی سے ہے نطق مسیحا سے کہین آپکی بات — وہ تو ہے ملح اجاج اور یہ ہی عذب فرات

کیوں نہوں تجھسے طلبگار مئی صاف نجات
ماہمہ تشنہ لبانیم وتوئی آب حیات
لطف فرما کہ زحد میگذرد تشنہ لبی

یہ کف خاک کہاں اور کہاں نور خدا
صاف کہتا ہوں پکاری ہوئے پردہ کیسا
عرش کی تاب سے ذرات کو نسبت ہے کیا
نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

جان پریونہیں نہیں ہے جو کریں کچھ دعوا
کوئی کیا چیز ہے کہئے تو کہوں پیش خدا
آدمیت ملک و حور میں کب ہے تو با
نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

ہے منیر الم آگیں کو یہ امید قوی
شافع حشر نہیں تیرے سوا اور کوئی
حشر کے روز کریگا تو شفاعت میری
سیدی انت حبیبی وطبیب قلبی
آمدہ پیش تو قدسی پئے درمان طلبی

نگہ لطف کے طالب ہیں نبی اور ولی
چھوڑ کر تجھکو کہاں جائے منیر عاصی
آیہ رحمت معبود سے ہے ہمت تیری
سیدی انت حبیبی وطبیب قلبی
آمدہ پیش تو قدسی پئے درمان طلبی

تضمین مصرع ہفت بند ملا کاشی باندک تصرف در مسدس زبان اردو

ایخداوند جہاں ایخالق ارض و سما
انتہا میری گناہوں کی نہیں گو ایخدا
تیرے بندو نہیں ہوں پہ کسی کرونہیں التجا
پرتری رحمت تو ہے میرے معاصی سے سوا
یاالٰہی روی رحمت برمتاب از روی من
حرمت جان پیمبر یک نظر کن سوی من

ایجناب مصطفے اے شافع روز جزا
لیکن اوسپر بھی نہ کی اونکی لئے کچھ بد دعا
آپنے امت کی ہاتھو نسے سہی جور و جفا
قید آفت سے چھڑا دو مجھکو بہر مرتضے

روی رحمت بر متاب ای نور حق از روی من
از برای روح حیدر یک نظر کن سوی من

اے شہ مردان وصی مصطفےٰ شیر اللہ
دستگیر بیکسان مظلوم و عاجز کی پناہ
آپ ہین مشکلکشا ی دو جہان حق ہی گواہ
یہ مدد کا وقت ہے کشتی ہوئی میری تباہ

روی رحمت بر متاب الکام جان از روی من
از برای روح زہرا یک نظر کن سوی من

ایجناب فاطمہ لخت دل خیر الانام
ذات اقدس پر ہوا لطف و کرم کا اختتام
بضعۃ منی کہا حضرت نے تمکو اکلام
دیکھیے تو کس تباہی مین ہے یہ ادنی غلام

روی رحمت بر متاب ای سیدہ از روی من
بہر روح پاک شبر یک نظر کن سوی من

ایجناب سبط اکبر صاحب خلق حسن
آپ سے سرسبز ہے خلق و سخاوت کا چمن
روح زہرا و علی جان رسول ذو المنن
روبرو آیا ہون مین ہو کر گرفتار محن

روی رحمت بر متاب الکام جان از روی من
از پئے شاہ شہیدان یکنظر کن سوی من

ایجناب خامس آل عبا سلطان دین
سید شبان جنت جان خیر المرسلین
مہد جنبان آپ کی طفلی مین تہی روح امین
اب سوا حضرت کی دنیا مین مرا کوئی نہین

روی رحمت بر متاب الکام جان از روی من
از پے سجاد اکبر یکنظر کن سوئے من

ایجناب آدم آل عبا زین العباد
دیکھیے چشم کرم سے ہے یہی میری مراد
مرجع اہل مصیبت حامی روز معاد
جسقدر محزون ہون مین اوتناہی ہو جاؤن مین شاد

روی رحمت بر متاب الکام جان از روی من

از برائے روح باقر یکنظر کن سوئے من

اے امام پنجمین اے کاشفِ کربِ بلا
آپکو معلوم ہے ہوں جس بلا مین مبتلا

باقرِ علم آپ کو فرما گئے ہین مصطفےٰ
آپ ہین مشکلکشا لختِ دل مشکلکشا

روی رحمت بر متابِ اکرام جان از روی من
از برائے روح جعفر یک نظر کن سوئے من

اے جناب جعفر صادق امام انس و جان
قاسم نار و جنان گلزار دین کی باغبان

عالم علم لدنی واقفِ راز نہان
میرے مولا میرے آقا مجکو کردی شادمان

روی رحمت بر متاب اکرام جان از روی من
از برائے روح موسیٰ یک نظر کن سوئے من

اے جناب موسیٰ کاظم دلی کردگار
سرمۂ چشم ملک ہے راہ اقدس کا غبار

گلشنِ اعجاز قدرت کے لئے فصل بہار
رحم فرماؤ مشیر خستہ جان تم پر نثار

روی رحمت بر متاب اکرام جان از روی من
از پئے معصوم ثامن یکنظر کن سوئے من

اے امام ہشتم ای برج کرم کی آفتاب
بحر تسلیم و رضا و صبر کے در خوشاب

ضامن رزقِ غریبان ای سمی بوتراب
آپ کے دربار مین لایا ہون فریاد اے جناب

روی رحمت بر متاب اکرام جان از روی من
از پئے روح محمدؐ یک نظر کن سوئے من

ای سمی مصطفےٰ مولای انس و جان تقی
اے امام برحق اے نور جناب ایزدی

مقتدائے عارفان روحِ نبی جانِ علی
ہر طرف سے ہو گئے مایوس آپکا ہون ملتجی

روی رحمت بر متاب اکرام جان از روی من
از پئے روح تقی شاہا نظر کن سوئے من

اے تقی ہادی گمرہان امام اتقیا
قلزم فیض و عطا سر چشمہ جود و سخا

نور شمع طور ہمنام شہ خیبر کشا
مستحق رحم ہون محتاج الطاف و عطا

روی رحمت بر متاب ای کرام جان از روی من
بہر ہمنام حسن شاہا نظر کن سوی من

اے سمی مجتبےٰ اے مقتدای حق شناس
یہ غلام بے حقیقت رنج سے ہے بے حواس

عسکر دین کے لئے سالار رحمت بخش ناس
آپ کی درگاہ مین لایا ہون اپنی التماس

روی رحمت بر متاب ای کرام جان از روی من
از پئے مہدی ہادی یکنظر کن سوی من

صاحب عصر و زمان ای دافع رنج و الم
آپ امام عصر ہین واجب ہے بندہ پر کرم

قبلہ دین کعبہ جان شمع ایوان حرم
مشکلین سب آپکو ہین سہل ای شاہ امم

روی رحمت بر متاب ای کرام جان از روی من
حسبۃً للہ شاہا یکنظر کن سوی من

اے شہیدان ستم گلہای باغ کربلا
اس منیر خستہ کی فریاد سن لینا ذرا

خاص عباس علی لخت دل مشکل کشا
حق تعالیٰ سے کہو مقبول ہو اسکی دعا

روی رحمت بر متاب ای شہیدان از روی من
یک نظر بہر خدا باید نمودن سوی من

تضمین مطلع خویش در منقبت بمسدس کہ شنیدن مجالس فرحت

جبریل کے استاد ہین اعجاز نما ہین
جان بخش جہان درد مسیحا کی دوا ہین

زندہ ہے خضر جن سے یہ وہ آب بقا ہین
متبوع قضا و قدر و ارض و سما ہین

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کے خدا ہین

عالی نہو کیوں ہر طرف عرش معظم
ہے نام علی سے شرف عرش معظم
ذات ان کی ہے درِ نجف عرش معظم
گوہر ہیں یہ بہر صدف عرش معظم

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہیں
اللہ کے بندہ ہیں نصیری کی خدا ہیں

عارف ہوئے جبریل امیں انکی سبب سے
پیدا ہوئے افلاک و زمیں انکی سبب سے
آدم کو ملا خلد بریں انکی سبب سی
جنت میں ہوئی تخت نشیں انکی سبب سے

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہیں
اللہ کے بندہ ہیں نصیری کی خدا ہیں

ہر علم میں ہے انکی سبب شہرت ادریس
قطرہ اسی دریا سے ہے سب حکمت ادریس
اس نور سے خالص جو ہوئی الفت ادریس
قابل ورفعنا کے ہوئی رفعت ادریس

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہیں
اللہ کے بندہ ہیں نصیری کی خدا ہیں

یہ ذات مقدس تھی بہار چمن نوح
پر نور اسی شمع سے تھی انجمن نوح
تھی وصف علی گوہر بحر سخن نوح
طوفان میں تھی حامی جان بدن نوح

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہیں
اللہ کے بندہ ہیں نصیری کی خدا ہیں

سرسبز ہوا باغ خلیل انکے سبب سی
تھی آگ میں پانی کی سبیل انکی سبب سے
نمرود ہوا خوار و ذلیل انکے سبب سی
خوشنود ہوا رب جلیل انکی سبب سی

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہیں
اللہ کے بندہ ہیں نصیری کی خدا ہیں

اسحق ہوئے اہل کرم ان کی بدولت
یعقوب کے جاتے رہے غم ان کی بدولت

ہے اوج سماعیل اتم اونکی بدولت ‏ ‏ یوسف کو ملا جاہ وحشم اونکی بدولت

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کے خدا ہین

تہے دل سے محب ہود بہی واللہ علی کے ‏ ‏ صرصر سے بچے بن کے ہواخواہ علی کے
ناقہ سے لئے صالح بہی ہین ہمراہ علی کے ‏ ‏ محتاج ہین شاہان فلک جاہ علی کے

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کے خدا ہین

امداد ید اللہ سے اعلی ہوئے موسےٰ ‏ ‏ گلچین گلستان تجلی ہوئے موسےٰ
جس روز سے محو رخ مولا ہوئے موسےٰ ‏ ‏ خورشید صباح ید بیضا ہوئے موسےٰ

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کے خدا ہین

جب عاشق حیدر ہوئے داؤد سلیمان ‏ ‏ ہر رتبہ مین برتر ہوئے داؤد سلیمان
آفاق کے رہبر ہوئے داؤد سلیمان ‏ ‏ سلطان و پیمبر ہوئے داؤد سلیمان

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کے خدا ہین

ہمدم جو رہے حیدر کرار سے عیسےٰ ‏ ‏ نامی ہوئے اعجاز نمودار سے عیسےٰ
تہے ملتجی اس صاحب اسرار سے عیسےٰ ‏ ‏ کیون رہتے نہ محفوظ الم دار سے عیسےٰ

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کے خدا ہین

تہے دل سے علی تابع فرمان محمد ‏ ‏ سر سے دل و جان سے رہے قربان محمد
جان اونکی محمد تہے تو یہ جان محمد ‏ ‏ تہے ظاہر و باطن ہین نگہبان محمد

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہیں
اللہ کے بندہ ہیں نصیری کی خدا ہیں

ہر چند قرابت میں تھے عمزاد پیمبر
ہر معرکہ میں کرتے تھے امداد پیمبر
پر حق نے کیا نائب و داماد پیمبر
محکوم خدا تابع ارشاد پیمبر

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہیں
اللہ کے بندہ ہیں نصیری کے خدا ہیں

باطن میں ادہر ساری رسولوں کی مدد کی
جو ظاہر و باطن میں بلا آئی وہ رد کی
احمد کی اطاعت میں ادہر اپنی کد کی
فرمائی مہم احد و بدر میں جد کی

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہیں
اللہ کے بندہ ہیں نصیری کے خدا ہیں

خندق میں علی قاتل کفار شر تھے
جب جنگ حنین آئی علی سینہ سپر تھے
خیبر میں بھی حامل اعلام ظفر تھے
ہر حال میں ممدوح مدد خیر البشر تھے

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہیں
اللہ کے بندہ ہیں نصیری کے خدا ہیں

اسطرح کی جرات نہیں شیران اجم میں
تلوار لئے کود پڑے بیر علم میں
ایسا کوئی اشجع نہ عرب میں نہ عجم میں
جن اور عفاریت فنا کر دئے دم میں

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہیں
اللہ کے بندہ ہیں نصیری کی خدا ہیں

ڈرتا ہے تہور وہ شجاعت ہے علی کی
سکتا ہے ہوس کو وہ سخاوت ہے علی کی
خندان ہیں دشمن وہ مروت ہے علی کی
ہے ظلم بھی تائب وہ عدالت ہے علی کی

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہیں

اللہ کے بندہ ہین نصیری کی خدا ہین

چشمک زن فردوس ہین ایوان علی کی
آفاق ہین کس پر نہین احسان علی کے
شاہو نکی بہی دیتے نہین دربان علی کی
اوسپر ہین فدا ہون جو ہین قربان علی کی

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیری کی خدا ہین

ممکن نہین ہمسر ہو کوئی نفس نبی سے
ہمتا بہی نہین کوئی محمد کے وصی سے
مغلوب ہین سب دست جناب احدی سے
خورشید کو رجعت ہوئی فرمان علی سے

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیریہ کے خدا ہین

جو لفظ احادیث مین فرقان مین آیا
یہ دابۃ الارض جو قرآن مین آیا
بالکل وہ یداللہ کے فرمان مین آیا
واللہ یداللہ کی وہ شان مین آیا

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیریہ کے خدا ہین

جب حکم خدا خلد مین پائینگی یداللہ
ہر دشمن ایمان کو جلائین گے یداللہ
دنیا مین کئی مرتبہ آئین گے یداللہ
لذت اوسے دوزخ کی چکھائینگے یداللہ

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیریہ کے خدا ہین

رجعت مین ملیگا وہ شرف شیر صمد کو
چن چن کے نہ چھوڑین گے کسی دشمن بد کو
آئین گے رسولان سلف انکی مدد کو
جو دوست ہین پوچھینگے وہ فیضان ابد کو

بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیریہ کے خدا ہین

گر عرض منیر اپنے شہنشاہ سخی سے
مشکل مین نہ رکھہ چشم امید اور کسی سے
محروم نہ رکھین گے وہ فیض ازلی سے
نکلے گی غرض خالق عالم کے ولی سے
بعد نبی اللہ علی سب سے سوا ہین
اللہ کے بندہ ہین نصیر نکہ خدا ہین

تضمین مصرع خویش در مخمس مشتمل بر شکر و سپاس منعم حقیقی جل شانہ

سمجھی جو قدر رحمت پروردگار شکر
واجب ہے حمد حد سے سوا بیشمار شکر
تا روز حشر دل مین رہی شرمسار شکر
کراے زبان ہر سر مو بار بار شکر
پوری ہوئی مراد ہماری ہزار شکر

ایسی چلی ہے بزم جہان مین ہوای رنج
ہر چند ہین زمانہ مین سب مبتلای رنج
ملتا نہین ہے عیش کسیکو سوای رنج
لیکن خدا نے دی ہمین راحت بجای رنج
پوری ہوئی مراد ہماری ہزار شکر

اللہ کے کرم سے دعائین ہوئین قبول
باران کیطرح رحمت حق نے کیا نزول
دم بھر مین باغ باغ ہوئی خاطر ملول
آسان مشکلین ہوئین مطلب ہوی حصول
پوری ہوئی مراد ہماری ہزار شکر

تھے مبتلا ہزار طرح کے عذاب مین
کی ہمنے التجا جو خدا کی جناب مین
ملتی نہ تھی پناہ کہین شیخ و شاب مین
دی راہ سایہ کرم بے حساب مین
پوری ہوئی مراد ہماری ہزار شکر

کیا کیا کہون خدا کی عنایت سے کیا ملا
اس پیاس مین منیر کو آب بقا ملا
مطلب ملا مراد ملی مدعا ملا
جو چاہتے تھے ہم وہی نام خدا ملا
پوری ہوئی مراد ہماری ہزار شکر

مخمس غزل جناب استادی و مولائی سید علی اوسط رشک زائر کربلا دام ظلہ

رہین کبہی تو مری گالون کے سہارے گال
عبث ہٹاتے ہو ایجان ضد کی مارے گال
شب وصال ہین دم بہر نہون کنارے گال
قریب خار ہون گل ہین اگر تمہارے گال
ملے رہین مرے گالو نسے پیارے پیارے گال

نیا نیا نظر آتا ہے حال غصہ ہین
نہ کیون زیادہ ہو حسن و جمال غصہ ہین
چمکنے لگتے ہین عارض کمال غصہ ہین
نظر پہری کہ ہوئے لال لال غصہ ہین
غضب سمجہنے لگے انکہونکی اشارے گال

ہمارے سامنے ہو تم کہین رہو دزات
نہین یقین تو آنکہو نسے دیکہہ لو دزات
لگا لو آنکہین اگر دیکہون غیر کو دزات
حضور چشم تصور تمہین تو ہو دزات
سمجہہ گیا مہ و خورشید کو تمہارے گال

ابہی تو شام و سحر بچپنے کا عالم ہے
نہ سبزہ ہے پر بچپنے کا عالم ہے
لچک رہی ہے کمر بچپنے کا عالم ہے
ہوئے جوان مگر بچپنے کا عالم ہے
جو بہولی بہولی ہے صورت تو پیارے پیارے گال

نیا ئین بوسے تو کیا لطف ہے حسینون کا
یہ قول راست ہے دنیا کے پاک بینونکا
مزا نہین جو نہ ہو وصل نازنینون کا
زیادہ حسن بہی اچہا نہین حسینون کا
ہمین نظر نہین آتے صفا کے مارے گال

ہمارے اشک مسلسل ہین شبنم تصویر
بہشت کیون نہو حیرت سے عالم تصویر
ہر ایک حور کی صورت ہے آدم تصویر
مصور چمن دہر نے دم [illegible] تصویر
تمہارے رگ گل تازہ پر اوتارے گال

جماتے ہین شعرا اسکے گہر ہین اکثر رنگ
کوئی بتائے کہ ہوتا ہے کیون مکدر رنگ
کہلا ہے باغ سخن کا حضور دلپر رنگ
بدل رہے ہین جو پہولونکی بہتو نپر رنگ
مگر سمجہنے لگے کچہہ کچہہ اشارے گال

خدانے عاشقونکو حکم اختلاف دیا
تمہارے آئینہ کو زنگ کا غلاف دیا
خزان کو گرد چمن مژدہ طواف دیا
صفائی جلد کو خط نے جواب صاف دیا
لب سوال سے بوسونکے شرط ہاری گال

تمہارے وصل سے تا چند خوش عدو ہونگے
تبادتابجا محو آرزو ہون گے
کہان تلک اہل وفا صرف جستجو ہونگے
کبھی تو بوسۂ عارض سے سرخرو ہونگے
ہمارے ہونٹھ سلامت رہین تمہاری گال

منیر کو ہے گل تر کی تازگی کی قسم
صفائی آئینہ حسن یوسفی کی قسم
جمال حور کی رخسارۂ پری کی قسم
گل جنان کی قسم مصحف نبی کی قسم
پسند آئے دل رشک کو تمہاری گال

مخمس غزل شاہ غلام اعظم صاحب متخلص بہ افضل متوطن الہ آباد

ہوئے معدوم مریضونکو عیادت والے
ہو گئے خواب فراموش بصیرت والے
آنکھوں سے دور ہوئے چشم عنایت والے
دیکھتے دیکھتے سب اٹھہ گئے صحبت والے
ہائے افسوس غنیمت تھے محبت والے

ہوس جاہ نہین رکھتے قناعت والے
منعمونکو یہ دعا کرتے ہین حسرت والے
طالب فقر نہین گوشۂ عزلت والے
شاد و آباد رہین عیش و فراغت والے
کاٹ ہی لین گے مصیبت کو مصیبت والے

قہر تھا کرتے اشارہ جو ہم اوس بت کیطرف
ایخدا کرتے اشارہ جو ہم اوس بت کیطرف
پاتے کیا کرتے اشارہ جو ہم اوس بت کیطرف
چاہ کا کرتے اشارہ جو ہم اوس بت کیطرف
ہمکو انگشت نما کرتے شریعت والے

اوج ہوتی ہوئی پستی کو سمجھتے ہین عبث
مے بے اصل کی مستی کو سمجھتے ہین عبث
چار دن نشۂ ہستی کو سمجھتے ہین عبث
ظاہری حسن پرستی کو سمجھتے ہین عبث

دشمن عشق مجازی ہین حقیقت والے

عشق معشوق حقیقی ہو تو کچھ ان آئی کلام
اہل باطل کو عبث اسمین ہی سودائی کلام

نقش توحید اگر بیٹھے تو اوٹھ جائے کلام
بولے منصور انا الحق تو نہین جائے کلام

شرع والے ہین حقیقت مین طریقت والے

آبرو خلق مین پاتا ہے تو ای بحر جمال
جب کبھی موج مین آتا ہے تو ای بحر جمال

آب حیوان کو بہاتا ہے تو ای بحر جمال
سیکڑون مردے جلاتا ہے تو ای بحر جمال

پانی بہرتے ہین ترے آگے کرامت والے

جب سے روپوش ہین سامان شب وصلت کے
پڑھتے ہین بیٹھ کے چلمن مین سبق خلوت کے

روز مشتاق پہرا کرتے ہین ہم صورت کے
اتنے پردے بہی اوٹھا چاہتے ہین چاہت کے

اور بہی کہو لیتے ہین کان نصیحت والے

بیٹھے ہین قید نزاکت سے نکلنا کیسا
نشۂ حسن کی مستی مین سنبھلنا کیسا

ایک ہی رنگ مین ہین رنگ بدلنا کیسا
پاؤن اوٹھانا بہی اونہین بار ہے چلنا کیسا

دیکھنا بار سمجھتے ہین نزاکت والے

بادشاہون کو بہی نادار سمجھتے ہین وہ
رتبۂ دست دعا خار سمجھتے ہین وہ

طلب رزق کو بہی بیکار سمجھتے ہین وہ
ہاتہ پہیلانے کو سو عار سمجھتے ہین وہ

پاؤن کو توڑ کے بیٹھے ہین قناعت والے

یون تو آفاق مین سب دیکھتے ہین آئینہ
پر کہین محو طلب دیکھتے ہین آئینہ

ہند تا بہ حلب دیکھتے ہین آئینہ
عار سی آتی ہے کب دیکھتے ہین آئینہ

ترے آئینۂ رخسار کے حیرت والے

دہیان مین اپنے نہ مانے خلش خاطر کو
کوئی اونکہین سے نہین پہوڑے کسکی سر کو

چار دن رکھہ نہ سکے دوستی ظاہر کو
کہل گئے ساتھ کسے دعوی نہ بنے آخر کو

بیکسی میں گئے سب چھوڑ کے سنگت والے

صدقے ہو کر جو مُوا کوئی بڑا کام کیا
اتنی سی بات کو سبھے کہ بڑا کام کیا
چاہنے والونسے کچھ بنیے سوا کام کیا
جان و دل نذر کئے بنیے تو کیا کام کیا
اس سے بڑھ بڑھ کے کیا کرتے ہیں ہمت والے

پائیں گے سایۂ طوبیٰ اسی فرا محشر میں
فتنہ ہر سمت اوٹھائیں گے بپا محشر میں
مرغ سدرہ سے لگا لینگے بپا محشر میں
دیکھہ لیں گے جو قدر است ترا محشر میں
حشر برپا کریں گے اور قیامت والے

خود کشیدہ ہے ترا اہل وفا سے دامن
بے محل کھینچتے ہیں ہاتھونسے اپنے دامن
جان دے ڈالیں مگر ہاتھ نہ آئے دامن
ہم زر داغ کو بھرتے ہیں اونکے دامن
پھر بھی آنے نہیں دیتے در دولت والے

خاک اوڑاتی ہوئے پھرتے ہیں بکدر ہو کر
خواہش وصل میں نقد دل و دین کھو کر
بیٹھے ہیں انسو دسی دست تمنا دھو کر
اور تو کیا اونہیں ملتا ہے مگر ہاں رو کر
کف افسوس ملا کرتے ہیں حسرت والے

کس کی طاقت جو رہے تیر جفا کی آگے
کون ہو سینہ سپر تیغ قضا کے آگے
دیوا آتے نہیں زلفونکی بلا کے آگے
پاؤں اوٹھہ جائینگے شمشیر ادا کی آگے
ہاں ہی جائیں گے لوہا کبھی جرأت والے

کس کے رہتے ہیں یہاں ہوش بجا اے ساقی
کیا ہوائی جو مے ہوش ربا ای ساقی
نظر آتا نہیں کچھ تیرے سوا اے ساقی
نشہ میں بھی ہے وہی دھیان ترا ایساقی
ہوش جانے نہیں دیتے ہیں تری متوالے

آگے جاتا نہیں کیا آئینہ دل سے غبار
تیرے قربان اوڑا آئینہ دل سے غبار
کسی صورت ہو جدا آئینہ دل سے غبار
دور کر پھر خدا آئینہ دل سے غبار

صاف ہو جا کہین ای میرے کدورت والے

فائدہ کیا جو رفیقان منافق ہاتہ آئین
شمع زیبا ہو تو پروانے بہی لائق ہاتہ آئین
غیر ممکن ہے کہ یاران موافق ہاتہ آئین
خوش نصیبی ہے جو معشوق تو نکو عاشق ہاتہ آئین
اے میر سجان کہان ملتے ہین چاہت والے

سر اوترنے لگے دیکہا جو مری بت کو کبہی
پانی بہرنے لگے دیکہا جو مری بت کو کبہی
لوگ مرنے لگے دیکہا جو مری بت کو کبہی
سجدہ کرنے لگے دیکہا جو مری بت کو کبہی
ایخدا بہول گئے تجکو عبادت والے

کیا منیر اور کہے اسکے سوا اے افضل
رہت ہے نعت مین جو تونی کہا ای افضل
شاعرون مین ہے بڑا نام ترا اے افضل
ہے عجب رتبہ محبوب خدا اے افضل
سبہی حضرت کو شفیع اور شفاعت والے

مخمس غزل نواب صاحب بہادر والی رامپور

پامال روز حشر ہے چالون کے سامنے
ابر سیہ سفید ہے بالون کے سامنے
سنبل ہے زرد گیسوؤن والونکے سامنے
ٹہنڈی ہے برق شوخ جمالون کی سامنے
خورشید و ماہ داغ ہین گالونکے سامنے

آیا وفور جوش جنون سے جو منہ مین کف
شرما کے پانی پانی ہوئے گوہر و صدف
سرمایہ لعلی طوفان ہوا تلف
گذرا اگر مین آبلہ پا بحر کی طرف
روئے حباب پہوٹ کی چہالونکی سامنے

آئی نئی جنون کی ہوا بحر کی طرف
طوفان نوح تازہ ہوا بحر کی طرف
چہائی ہجوم غم کی گہٹا بحر کی طرف
گذرا اگر مین آبلہ پا بحر کی طرف
روئے حباب پہوٹ کی چہالونکی سامنے

زندہ اگر ہون اوجی دعا کی دالون تمی
فکر بلند سے نکرین میری ہمسری

جب دہیان مین نہ لاتی ہون طوبا کی برتری
تعریف تیرے قامت بالا کی ای پری

کیا بات ہے بلند خیالون کی سامنے

تفضیل وصف قصر معلا کی ای پری
تصریح تیری ہمت والا کی اے پری
تعریف اوج بام مصفا کی اے پری
توصیف تیرے قامت بالا کی ای پری

کیا بات ہے بلند خیالون کے سامنے

چہوٹے نہ پاے وصل مین دونون ترنج زر
آیا جو دُر گرسنۂ خندان زبان پر
طوق کمر نہو سکے دے ہاتہ رات بہر
بگڑے تو بوسہ مانگنے پر وہ بہت مگر

کچہ بن پڑی نہ مرے سوالون کے سامنے

آسودہ کیا ہو طایر دل دام ہجر مین
کیا خاک دل لگے سحر و شام ہجر مین
عاشور و عید ایک ہین آلام ہجر مین
شمس و قمر کو دیکہہ کر ایام ہجر مین

رہتے ہین صبح و شام ملالون کی سامنے

ٹکڑے ہوئے دل و جگر ایام ہجر مین
ہے نار و نور سے ضرر ایام ہجر مینا
آتا نہین ہے کچہ نظر ایام ہجر مین
شمس و قمر کو دیکہہ کر ایام ہجر مین

رہتے ہین صبح و شام ملالون کی سامنے

دامان و آستین ہی سراسر لہو مین تر
خونابۂ جگر مین ہے سینہ ورنگ اثر
کچہ منہ سے بولتے نہین پڑتی نگاہ دہر
چپ ہین وہ لخت دل مرے آنکہو مین دیکہکر

طوطی کا نطق بند ہے نالون کے سامنے

زنجیر زلف سے دل دیوانہ شاد ہے
پیش نگاہ چین و ختن کا سواد ہے
ہر وقت سیر سنبل باغ مراد ہے
آنکہین کہلی ہین گیسوے پیچان کی یاد ہے

دیکہو چراغ جلتے ہین کالون کی سامنے

تارونکو روز شام غریبان کی یاد ہے
بیدار یون مین خواب پریشان کی یاد ہے

ان دونون شمعونکو شب ہجران کی یاد ہے
آنکھین کھلی ہین گیسو پیچان کی یاد ہے
دیکھو چراغ جلتے ہین کالونکی سامنے

دعوائے عشق مین کب مجنون ہین راستگو
واقف تمام آہوے صحرا ہین پوچھ لو
ہر دم خیال یار مین ہے کوئی کچھ کہو
لیلی کی آنکھین یاد جو آتی ہین قیس کو
روتا ہے زار زار غزالونکے سامنے

ہر دم نئی ہوائین اوڑاتی ہین قیس کو
ہرنون کی شوخیان نہین بہاتی ہین قیس کو
ناقہ کی چال ڈھال دکھاتی ہین قیس کو
لیلی کی آنکھین یاد جو آتی ہین قیس کو
روتا ہے زار زار غزالونکی سامنے

ہم پاک بینون پر نہ کرو بدگمانیان
منہ کھولو جانے دو یہ پرانی کہانیان
معلوم ہین حضور کی سب نکتہ دانیان
پردہ مین کر رہے ہو یہ کیا لن ترانیان
بیٹھو تو آکے دیکھنے والون کی سامنے

تا چند ایسی بے سر و پا لن ترانیان
کھل کر کہو تو سمجھین سچا لن ترانیان
جانے بھی دو برائے خدا لن ترانیان
پردہ مین کر رہے ہو یہ کیا لن ترانیان
بیٹھو تو آکے دیکھنے والونکی سامنے

شمس و قمر ہزار طرح رات دن چلین
معلوم حال گنبد دوار ہے ہمین
تشبیہ تیری نور کی رفتار سے نہین
باعث یہ ہے جو چرخ فسونگر ہے چرخ مین
جمتا نہین قدم تری چالونکی سامنے

پوچھو کب سپہر مدور ہے چرخ مین
کیا پوچھتے ہو کیون یہ برابر ہے چرخ مین
کچھ بات ہے جو گنبد اخضر ہے چرخ مین
باعث یہ ہے جو چرخ فسونگر ہے چرخ مین
جمتا نہین قدم تری چالونکی سامنے

تیری گلی پسند کی ہمنے بجائے خلد
بہتر نہین یہان کی ہوا سے ہوائے خلد

صدقہ ہین زاغ خال کی دیدون ہمائی خلد
اے حور بانہ آئین اگر میوہ ہائے خلد

کہاؤن کبھی نہ تیرے اگالونکی سامنے

زہاد چاہین آٹھ پہر میوہ ہائے خلد
جائے میری بلا ہین کدہر میوہ ہائے خلد
مانگین خدا سے جن وبشر میوہ ہائی خلد
اے حور بانہ آئین اگر میوہ ہائے خلد

کہاؤن کبھی نہ تیرے اگالونکی سامنے

کچھ ڈر نہین جو ساغر گردون ہو واژگون
جام جہان نما سے دل ودیدہ ہین فزون
ارباب ظرف سب مرے آگے ہین سرنگون
ساقی ترے کرم سے مین جمشید وقت ہون

شیشے چنے ہوئے ہین پیالونکی سامنے

کب بخت بد کرم سے ہین جمشید وقت ہون
کب اور کے کرم سے ہین جمشید وقت ہون
الحس کے نئے کرم سے مین جمشید وقت ہون
ساقی ترے کرم سی مین جمشید وقت ہون

شیشے چنے ہوئے ہین پیالونکی سامنے

مشہور خلق آپ کی ہین قدردانیان
یہ حکم خاص ہے دل وجان پر مری روان
حسب الطلب منیر بہی آتا ہے اب وہان
ناظم منیر آئے یہان ہم ہین قدردان

شرمندہ کیون ہے اپنے کمالونکی سامنے

چل اے منیر قبلہ عالم ہین قدردان
وہ کہتے ہین جو آج مسلم ہین قدردان
بلواتے ہین حضور معظم ہین قدردان
ناظم منیر آئے یہان ہم ہین قدردان

شرمندہ کیون ہی اپنے کمالونکے سامنے

ابتک رہا منیر کہان ہم ہین قدردان
کیون خاک اوڑاتی ہو ولنا ہم ہین قدردان
آگاہ ہین سب اہل جہان ہم ہین قدردان
ناظم منیر آئے یہان ہم ہین قدردان

شرمندہ کیون ہی اپنے کمالونکے سامنے

آیا منیر چھوٹ کے جب قید سی یہان
تہا قصد رامپور کو ہوجاؤن مین روان

لیکن حضور ہو گئے راہی سوئے جنان
اب کس کے پاس جاؤن مین ہی کون قدردان

نادم رہا مین اپنے کمالون کے سامنے

نواب پاک کلب علیخان نے اے منیر
بلوا کے رامپور مین کی بخشش کثیر
صد شکر آ سے راہ پر اب طالع فقیر
ہے قدر دان مرا یہ امیر فلک سریر

اب سرخرو ہون اپنے کمالونکے سامنے

مخمس غزل نواب واجد علیخان بہادر رضوان فرخ آبادی تلمیذ منیر

گل باغ سے نہ آگ سے شعلہ نکل گیا
کیسہ سے زر نہ کان سے سونا نکل گیا
نور آنکھ سے نہ طور سے جلوا نکل گیا
میری بغل سے وہ گل رعنا نکل گیا

دل ٹکڑے ٹکڑے پہر رہا ہون کلیجا نکل گیا

اندہیارے گہر سے نور کا بکا نکل گیا
ابر تنک سے چاند کا ٹکڑا نکل گیا
ابتو دل رقیب سے کانٹا نکل گیا
میری بغل سے وہ گل رعنا نکل گیا

دل ٹکڑے ٹکڑے پہر رہا ہون کلیجا نکل گیا

مجنون کے دل سے جلوہ لیلا نکل گیا
موسے کے قبضہ سے ید بیضا نکل گیا
دام نگہ سے کبک تماشا نکل گیا
نظر دنین پہنس کے وہ بت رعنا نکل گیا

دو تیر کہا کے آہو صحرا نکل گیا

اندہیر کر کے بزم مین کیا ہو گیا رقیب
عیاریون مین سب سے سوا ہو گیا رقیب
آفت ہوا کہ کوئی بلا ہو گیا رقیب
اونسے نرے اوڑا کے ہوا ہو گیا رقیب

اس شمع کو بجھا کے پتنگا نکل گیا

نظارہ بازیون نے نیا مجکو پہل دیا
دم بہر مین میری زیست کا نقشا بدل دیا
جسوقت چٹکیون سے کلیجے کو مل دیا
آنکہون کے سامنے سے وہ عیار چل دیا

روتے ہین طفل اشک تماشا نکل گیا

دیکھا جو محو جلوہ دیدار چل دیا
اے دل نکل سکے دیکھہ کہ دلدار چل دیا
دم بہر دکھا کے چاند سے رخسار چل دیا
آنکھون کے سامنے سے وہ عیار چل دیا
روتے ہین طفل اشک تماشا نکل گیا

تو کھل کے بیٹھو رہ گئی تھوڑی شب وصال
کیا کی ہے دست شوق نے شوخی شب وصال
اسدرجہ بہی حیا نہین اچھی شب وصال
کیدن ہو رہے ہو شرم کی گٹھری شب وصال
انگیا مسک گئی کہ دوپٹا نکل گیا

مدت کے بعد ادہر سے جو نکلا وہ بحر حسن
سیماب وبرق تہا کہ چھلاوا وہ بحر حسن
دیتا گیا نہ دم نہ دلاسا وہ بحر حسن
دم بہر نہ خاکسار وہ نہین ٹھہرا وہ بحر حسن
پیاسی زمین رہ گئی دریا نکل گیا

تو نے خبر ہماری نہ اے رشک ماہ لی
تقدیر کی کمی سے خرابی کی راہ لی
دیکھا کبھی تو ہاتہ مین تیغ نگاہ لی
جس گہر مین دو گھڑی کو بہی جا کر پناہ لی
دیوار مین بھی ٹیڑہی ہو گئین کونا نکل گیا

کرتا نہین کسیکی شکایت یہ ناتوان
تہا شام تک تو قابل خدمت یہ ناتوان
خواہان ہے ٹہوکرون کا نہایت یہ ناتوان
قدمون سے چھٹ گیا شب وصلت یہ ناتوان
پہیلا کے پاؤن سوئیے کانٹا نکل گیا

آمد سے اوسکی ہو گیا گرداب بیقرار
ذرون کی طرح قطرے ہین بیتاب بیقرار
ہے ہر حباب صورت سیماب بیقرار
دریا ہے مثل ماہی بے آب بیقرار
ہر موج خاک اوڑاتی ہے بحرا نکل گیا

نادان ہین جو کہاتے ہین سوگند آبرو
ہین مستقل مزاج غرض مند آبرو
دنیا مین کوئی شے نہین مانند آبرو
اہل صفا ہمیشہ ہین پابند آبرو
طوفان اشک دیکھہ کے دریا نکل گیا

آیات فضل اتری ہین گو تیری شان مین
پر تجکو بیخودی ہے حسینون کی دہیان مین
کی جستجو منیر نے دونون جہان مین
ملتا نہین سراغ زمین آسمان مین
رضوان کدہر ترا دل شیدا نکل گیا

ایضاً غزل دیگر مخمس کردہ شد

ٹہری کبہی نہ چاند کی نسبت گہن کیساتہ
شیرین بہی نام زد نہ ہوئی کوہکن کیساتہ
منسوب خار ہو نہ سکا یاسمن کیساتہ
یہ پہل ہو النصیب نہال چمن کیساتہ
سب نے لگا دیا مجہے اوس گلبدن کے ساتہ

جب روح کو رہے نہ علاقہ بدن کیساتہ
اہل وطن کب ائین غریب الوطن کیساتہ
امیدین قطع ہو گئین اس پیرہن کیساتہ
کیون رشتہ دار آئین کسیکی کفن کے ساتہ
کچہ ہو اگر ہوا تو چلین گورکن کے ساتہ

تجلی کے ساتہ صاعقہ ہو کوہ طور کا
ہمراہ آرسی کے ہو آئینہ نور کا
پازیب کی رکاب مین نالہ ہو صور کا
لائین بڑے جلوس سے زیور حضور کا
اکو نہین آفتاب چلے نور تن کے ساتہ

زینت اگر کرے تن انور حضور کا
جاری ہو حکم شمس و قمر پر حضور کا
پائین اگر اشارہ کمتر حضور کا
لائین بڑے جلوس سے زیور حضور کا
اکو نہین آفتاب چلے نور تن کیساتہ

دل چہین لیتے ہین گل عندلیب سے
چلتے ہو تم بہی چال وہی بے نصیب سے
غارتگری کی راہ نہ پوچہو رقیب سے
زلفین بنا و انکہہ ملا کر غریب سے
دو گہٹہ کٹہی بہی چاہیئے ہر راہزن کیساتہ

رہتا ہے اونکو وصل کی شب تا سحر حجاب
دیوار سے سوا ہے برائے نظر حجاب
دیکہا نہین کسی نے کہین اسقدر حجاب
مسکا لباس یار نہ ٹوٹا مگر حجاب

نکلی نہ میری حسرت دل پیرہن کیساتہ

گو دشمنی ہے موت کو اِس خاکساری
پر دیکھنا کہ قدرت پروردگار سے

سازش ہی کرچکی ہے وہ تیغ نگار سے
ہم قتل ہوگے بہی نہ جدا ہونگے یار سے

بات اپنی سر کے ساتہ ہی سر تیغزن کیساتہ

مانند بوی مشک ترا اوڑتی ہین کاکلین
اوسنے بہی بڑہ کے ہاتہ بہر اوڑتی ہین کاکلین

کس شان سے ادہر ادہر اوڑتی ہین کاکلین
وہ ہین سمند ناز پر اوڑتی ہین کاکلین

پہرتی ہے دوڑتی ہوئی خوشبو ہرن کیساتہ

گلشن ہین سیر سنبل و نرگس کو چہوڑ دون
حیرت ہے اوسکو چہوڑ دون یا اسکو چہوڑ دون

یا آہوان دشت کی مجلس کو چہوڑ دون
دونون ہین کسکے ساتہ رہون کسکو چہوڑ دون

جاؤن خرد کے ساتہ کہ دیوانہ پن کے ساتہ

خالی پڑے ہوئے ہین پریخانے اندنون
کیا سرو چہریان ہین خدا جانے اندنون

بے اختیار پہرتے ہین دیوانے اندنون
جلنے سے نا امید ہین پروانے اندنون

شمعون کی گرمیان بہی گئین انجمن کیساتہ

کثرت سے محو ابرو خمدار جمع ہین
جو سرفروش ہین سر بازار جمع ہین

تلوار ہے کہینچے سیکڑون خونخوار جمع ہین
میلا لگا ہوا ہے خریدار جمع ہین

بن ٹہنکے موت آئی ہے کس تیغزن کیساتہ

بیٹہے ہین منتظر کہ نظر سے نظر ملے
کیا کہتے ہو اندہیرے کی کیونکر خبر ملے

مشتاق ہین کہ کوچہ گیسو مین گہر ملے
حکم ادب شکستہ دلون کو اگر ملے

زلفون مین دوڑتی ہوئے جائین شکن کیساتہ

فکر منیر سے بہی ہے اعلا عروج خاص
ٹہرا فروغ عالم بالا عروج خاص

برتر ہے حد وہم سے اون کا عروج خاص
رضوان جو بڑہ کے عرش سے دیکہا عروج خاص

سات آسمان گھر کے ہوئے پنجتن کیساتھ

مخمس در ذکر ولیعہدی جناب امیر علیہ السلام

ہر طرف دنیا مین قدسی نور برساتے ہین آج
ساغر کوثر غدیر خم سے ہاتھ آئے ہین آج
دین و ایمان آبروئے تکمیل کی پاتے ہین آج
حکم خالق احمد مرسل بجالاتے ہین آج
اپنے بھائی کو دیئے عہد فرماتے ہین آج

ہوتی ہے آراستہ بزم شریعت الطرف
مسند دین الطرف تخت خلافت الطرف
ہے مہیا منبر اوج امامت الطرف
انتظار آمد شاہ ولایت الطرف
جلوہ سے آنکھین کلیم اللہ جھپکاتے ہین آج

قدسیان آسمان ہمراہ ہے جلوس اگے روان
فوج انوار الٰہی کی تجلی ہے عیان
راس وچپ جبریل و میکائیل باہم شادمان
پیچھین بالائے دلدل وہ امام انس و جان
سایۂ انور سے برق طور چمکاتے ہین آج

ہل اتے کا چتر تاج انما بالائے سر
قل کفی کا گوشوارہ طرۂ خیر البشر
خلعت من کنت مولیٰ نوبت فتح و ظفر
ہاتھ مین لاسیف کی شمشیر تقوی کی سپر
لافتے کی شان سے شیر خدا آتے ہین آج

پیشوائی کو بڑھے ہین آپ ختم المرسلین
مرتضٰے کو لائے ہین مجمع مین منبر کے قرین
منتظر ارشاد کے ہین ہر طرف ارباب دین
اہتمام بیعت مولیٰ مین ہین روح الامین
دی خالق مصطفٰے امت کو پہنچاتے ہین آج

ایک منبر پر ہین دو نور الٰہی جلوہ گر
سب سے کہتے ہین نبی بازوئے حیدر تھام کر
یہ ہمارا جانشین ہے حاکم جن و بشر
جسکے ہم مولا ہین اوسکا یہی مولیٰ سربسر
حجت حق ختم مرسل سب پہ کیئے جاتے ہین آج

حق نے سب فضل و کرم بخشے انہی کیواسطے
جو محمدؐ کے لیئے ہین وہ علی کیواسطے

ہے امامت بھی خلافت بھی اسی کیواسطے | بس یہی ہے مقتدا ہر مقتدی کیواسطے
جو خدا نے کہدیا ہے تمکو سمجھاتے ہین آج

تو کرو حیدر کی بیعت رکھو یہ احکام یاد | سن کے آمنّا پکارے مومن پاک اعتقاد
ہو گئے مصروف بیعت حاضران خوش نہاد | تھی یہی اکمال دین اتمام نعمت سی مراد
بہر بیعت ہاتھ ہم بھی اپنے دوڑاتے ہین آج

تہنیت مولا کو یون دیتے ہین سب برنا و پیر | ہو مبارک اب ہے حضرت مومنونکے ہین امیر
جب قصیدہ ہے نذر دیدین ناسخ و رشک و دبیر | تہنیت مین یہ مخمس تو بھی پڑہ دے ای منیر
جتنے ہین مداح حضرت کی صلا پاتے ہین آج

مخمس دیگر تضمین مصرعہ خود

ظاہر کمال رحم خداداد کیجیے | قید ملال و رنج سے آزاد کیجیے
برباد ہے غلام اب آباد کیجیے | گھبرا رہا ہون جلد مجھے شاد کیجیے
للہ یا علی میری امداد کیجیے

اہل زمانہ کو میری ایذا پسند ہے | مدت سے مضطرب ہون رہ چارہ بند ہے
چارو نطرف حصار مصائب بلند ہے | تعویذ کارگر نہ عمل سودمند ہے
للہ یا علی مری امداد کیجیے

تاخیر میری عقدہ کشائی مین اسقدر | زیبا نہین ہے آپ کو یا شاہ بحر و بر
دم بھر بڑے ہے جو پنجہ خیبر شکن ادہر | برباد ہو بنائے غم و رنج سربسر
للہ یا علی مری امداد کیجیے

قطعے قصیدے سے عرض کئے مینے بار بار | اب تک صلہ کیواسطے ہون محو انتظار
رکھتے نہین کریم گدا کو امیدوار | ہین آپ پر فدا میرے مان باپ بھی نثار
للہ یا علی مری امداد کیجیے

اکبار جس نے آپ سے امداد کی طلب
فوراً مدد کی آپ نے اسے محشر عرب
سوئے نجف پکار رہا ہون مین روز و شب
کی آج تک حضور نے تاخیر لیکن اب
للہ یا علی میری امداد کیجیے

انصاف سے حضور سنین میری التماس
اتنی مصیبتو نمین نہ کیونکر ہون بیحواس
راحت نہین مگر ہین غم و رنج بیقیاس
بہر رسول پاک و بتول خدا شناس
للہ یا علی میری امداد کیجیے

رباعی

ہے بعد رسول حق شہنشاہ علی
خورشید سپہر دین ہین ماہ علی
عالم مین خلیفہ بلا فصل رسول
واللہ علی ہے ثم باللہ علی

رباعی

ممدوح صحابہ نکوکار مین ہین
شمع پر نور بزم ابرار مین ہین
سلمان کے اوصاف مین محبوب خدا
فرماتے ہین اہل بیت اطہار مین ہین

رباعی

اصحاب مین ان پر نہین فائق کوئی
اس درجہ نبی کا نہین عاشق کوئی
بالائے زمین و زیر چرخ نیلی
بوذر کے برابر نہین صادق کوئی

رباعی در مدح حضرت مقداد بن اسود رض

بے شبہ یہ خضر رہبر ایمان ہین
ہر حال مین تابع شہ مردان ہین
یہ زمزمہ بلبل سدرہ ہے منیر
مقداد گل سر سبد عرفان ہے

رباعی در مدح حضرت عمار یاسر رض

ہین نشۂ عشق پاک مین چور اے دل
لمعان عبادت سے ہین پر نور اے دل
سر تا بقدم بقول محبوب خدا
عمار ہین ایمان سے معمور اے دل

رباعی

شیرین بھی ہے تجہہ مین فن فرہاد بھی ہے
ہر صید ہے تیرے پاس صیاد بھی ہے
کس باغ کی گل ہین تجہہ مین کس بر کی جانہ
سچ کہنا اسے زمین کچھ یاد بھی ہے

رباعی

آئینہ خاطر مصفا نہ ہوا
سیراب ہو کون آب دریا نہ ہوا
دل خاک ہو صاف آبرو ہی کہوئی
موتی بننے کو ایک قطرہ نہ ہوا

رباعی

جس روز سے دخل بے بسی نے پایا
ہونٹون کا نہ قرب بہی ہنسی نے پایا
اپنا ساتھی تمام دنیا مین منیر
ڈہونڈہا تو مجھے کو بیکسی نے پایا

رباعی

ہر روز پلنگ کیون کسا جاتا ہے
آرام فراق مین کوئی پاتا ہے
کچھ درد جگر کی فکر لازم ہی منیر
کیا پاؤن کے دبوانے سی ہاتھ آتا ہی

رباعی

بڑہتی ہے کہین صفات حیوانیہ
حاصل نہ ہوا خصال انسانیہ
سیدہا ہو خاک نفس امارہ منیر
العادة کالطبیعة الثانیہ

رباعی

ہوتا ہے گالیون سے مختل ایمان
پاکیزہ زبانونکا ہے افضل ایمان
دیندارونکو اے منیر بدنام نہ کر
بئس الاسم الفسوق بعد الایمان

رباعی

آسان ہے زیست اور ہے مشکل موت
سچ ہے کسے آتی ہے پسند اے دل موت
مرتے مرتے نہ بہولے یاد اونکی منیر
اَلْعَادَۃُ لَا یَزُوْلُ اِلَّا بِالْمَوْت

تاریخ جلوس بادشاہ ایران بہ فرمائش حضرات مغلیہ در کانپور و ہر مصرع تاریخ

	سنہ	
ناصر الدین شاہ دایم ناصر دین نبی	۱۲۶۴	شد شہنشاہ زمن حقا از امداد اللہ
جان آسمان حامی شرع مبین ماحی کفر		نایب مہدی گل دین نبی ظل اللہ
دلنواز اوج ہمت سرور اقلیم دین		مالک ملک معلی زینت تاج و کلاہ
کام بخش اہل ایمان مالک جود و جہان		قبلہ امید و ایمان سرور گیتی پناہ
بحر عقل و ابر حلم و مہر برج داب عدل		آسمان اوج حکم اختر و انجم سپاہ
اعلم ادیان و اشجع عاشق نام علی		جاودان ہمت سلیمان سکندر بارگاہ
دائما منصور بادشاہ بر دور ملوک		تا ابد تا بدمہ شاہی با امداد اللہ
دور ماند سلیمان حشمت سلطان پاک		سکہ اش ہمپایہ با نقش جبین مہر و ماہ
آستانش سجدہ گاہ حاکمان گرد و بجا		چون شب منحوس روی کام اعدائش سیاہ
داعی اقبال و عزت بودہ این آزردہ دل		رحم میکن بر منیر کام جو اے بادشاہ
مژدہ سال جلوس شہ بہر مصرع نہان		زین عیان تیزی طبع من ز تائید اللہ

تاریخ ولیعہدی جناب امیر المومنین علیہ السلام بروز عید غدیر

بلغ ما انزل چو جبرئیل آورد		اعلی گردید قدر والای علی
در روز غدیر خم برافراخت نبی		بر منبر نور سرو بالای علی
دیدند بچشم دال من والاہ ۞		ارباب بصر جمال زیبای علی
بسپرد نبی ولایت عہد باد		شد جای نبی بحکم حق جای علی
بر طالع خویش شد امامت نازان		گردید بگرد قد و بالای علی
اکملت لکم دینکم ارشاد خدا		آمد در شان عرش فرسای علی
معراج خلافت حقیقی بودہ ۞		در ظل ہمایون سراپای علی
بر تخت خلافت بلافصل نشست		بنگر معراج بخت اعلای علی

آوردہ سر تاریخ منیر از پے نذر — اوج دل و دین فزود از پائے علی

تاریخ سال شہادت امام الاتقیا خاتم الاوصیا علی ابن ابی طالب غالب کل غالب

چون گشت شہید نور خالق — جیب خود قدسیان دریدند
تاریخ بخنجر چہ نوشتم — افسوس سر علی بریدند
سنہ ۴۰ ہجری

تاریخ سال شہادت شاہ کربلا حسین گلگون قبا علیہ السلام

رفت چون شاہ شہیدان در بہشت — گشت از تیغ الم [illegible] نبی
گفتہ ام سال شہادت اے منیر — بے سر و پا شد حسن بیدل نبی

تاریخ مسند نشینی نواب علی بہادر رئیس باندہ دام اقباله

بہ نواب جان بخش گیتی ستان — عطا کرد مسند چو رب کریم
ازین جشن پر نور شد باغ دہر — رگ برق گردید موج نسیم
بہ فیض خداوند گیتی پناہ — جہان گشت خرم چو باغ نعیم
شدہ دستہا ماہی آب زر — کف ہر گدا گشت چون لوح سیم
سہ تاریخ گفتم بہ یک بیت من — کشیدم درین رشتہ دُر یتیم
خوشا شوکت مسند بزم خود ۱۲۴۹ھ — چراغ امید ۱۲۶۵ و مراد عظیم ۱۲۶۵ھ

ایضاً لہ دام اقباله

بہر نواب فلک رتبہ خداوند جہان — سالے حدا جشن بہر عہد مبارک باشد
دُر تاریخ درین رشتہ چنین سفت منیر — دائما جشن بہر عہد مبارک باشد ۱۲۶۵ھ

ایضاً لہ دام اقباله

وصف نواب فیض بخش منیر — ہست بیرون ز حیز امکان
گفت تاریخ فصلی و ہجری — منتظر زمین ۱۲۸۷ف منظہر احسان ۱۲۶۵ھ

ایضاً لہ دام اقباله

آج جشن جلوس والا ہے	کھل رہی ہے نشاط وعیش کی راہ
آج ارض وسما مین لٹتا ہے	زر خورشید اور نقرۂ ماہ
مسند آرا ہوئے مرے نواب	تہنیت سنج ہین گدا او رشاہ
دُرفشانی کی دیکھ کر کثرت	عقد گوہر بنا ہے تار نگاہ
ہے یہ تاریخ اس خوشی کی منیر	بزم زیب وجلال وثروت وجاہ ١٢٦٥ھ

ایضاً

حق جہاندار عالم پناہ بندہ نواز	نہاد چون بسر خویش افسر شوکت
منیر مصرع تاریخ این تجمل گفت	جلوس باد مبارک بمسند نصرت ١٢٦٥ھ

ایضاً

حضرت نواب کے اوصاف کیا موزون کرون	دامن دولت ہے جسکا اہل دنیا کی پناہ
آپ کی تعریف کی تاریخ کہتا ہے منیر	مسند آرائے امارت بحر جود و دین و جاہ ١٢٦٥ھ

ایضاً

خلعت آیا گورنری سے بنا	کھل گیا باغ ثروت واجلال
میرے نواب ہو گئے مسرور	ہو مبارک یہ سال فتح فال
لکھی برجستہ مینے یہ تاریخ	آج آیا ہے خلعت اقبال ١٢٦٥ھ

ایضاً لہ دام اقبالہ

پھر کوئی تاریخ موزون کر منیر	دھوم تیری فکر کی ہے شہر شہر
مادہ ہے مدحت نواب کا	جامع جود ازل فیاض دہر ١٢٦٥ھ

ایضاً لہ دام اقبالہ

سب خیر خواہون کی یہ اللہ سے دعا ہے	نواب کو ریاست ہو تا ابد مبارک
تاریخ کیا کہی ہے دیکھو منیر ہم نے	یہ دین کی حکومت ہو تا ابد مبارک

ایضاً تاریخ بے نقط دام اقباله

حاکم ملک ہوا ساہو مراد ؛
مصرع سال سرور اور لکھا

عمدۂ دہر سر اہل ہمم
سرور رحم دل و مہر کرم
١٢٦٥ھ

تاریخ انتقال نواب ذوالفقار علی بہادر رئیس باندہ

نواب نامدار بجنت جلوس کرد
شد روزگار خاک بسر آسمان گریست
فیاض دہر و حافظ قرآن و فیض بخش
نواب ذوالفقار بہادر چو جلوہ کرد
موزون نمود سال مسیحی چنین منیر

صبح مراد گشت بآفاق شام آہ
عاشور گشت نیمۂ ماہ صیام آہ
بخشندۂ مراد دل خاص و عام آہ
سرسبز گشت گلشن دار السلام آہ
شد آہ ذوالفقار علی ورشام آہ
١٢٤٩ھ

ایضاً

دلا نواب ذی ہمت فلک جاہ
منیر این مصرع تاریخ بنوشت

ز باندہ شد بسوئے خلد جازم
بود مسند نشین خلد دایم ؛
١٢٦٥ھ

تاریخ انتقال فرزند زادہ جناب اوستادی دام ظلہم

رفت چون فرزند مرشد زادۂ من از جہان
شد سیہ عالم بچشم حضرت استاد من
وا دریغا زان ہلال آسمان برتری
آن نہال نا کشیدہ سر بگلزار شباب
سال رحلت از من محزون چہ پرسی اے منیر

پارہ پارہ شد دلم زین صدمۂ جانکاہ حیف
منخسف گردید در ظلمات قبر این ماہ حیف
نا رسیدہ تا کمال عمر خاطر خواہ حیف
قطع کردش تیشۂ مرگ ایدل آگاہ حیف
ماہ پنجم بست و چہارم روز پنجم آہ حیف
١٢٦٥ھ

ایضاً

مرد چون فرزند مرشد زادہ من
گفت دل تاریخ صوری معنوی را

خاک حسرت بیخت بر سر ہر کہ دید
بست و چہارم ماہ پنجم پنجشنبہ
١٢٦٥ھ

تاریخ انتقال محمد قائم رفوگر ساکن فرخ آباد

صورت نکہت گل زین چمنستان پر بست — راہی ملک عدم گشتہ محمد قائم
گوہر مصرع تاریخ چنین بست منیر — طالب جای ارم گشتہ محمد قائم

تاریخ رحلت جناب زبدۃ الصلحا مرزا احمد بیگ صاحب فرخ آبادی

چون جناب میرزا احمد بدہر — بود سلمان سیرت و بود در سرشت
کرد این دنیای فانی را وداع — در زمین قدس تخم انس کشت
مصرع تاریخ گفتم ای منیر — جای پاکش باد در اوج بہشت

تاریخ وفات نواب بیگم صاحبہ دختر نواب مظفر جنگ بہادر رئیس مسند نشین فرخ آباد

بیگم مرحومہ کی رحلت سے ہے رنج عظیم — فرخ آباد آج ہے ماتم سرائے خاص و عام
اے منیر اسطرح حوروں نے کہی تاریخ مرگ — لالہ زار خلد میں نواب بیگم کا ہے نام

ایضاً

دل از رحلت نواب بیگم نامی — فغان و غلغلہ تا اصفہان رسیدہ زہند
منیر مصرع تاریخ انتقالش گفت — بہ بزم بنت علی در جنان رسیدہ زہند
۱۲۶۶ھ

تاریخ رحلت عمدۃ العرفا شاہ سلطان بخش صاحب فرخ آبادی

چون روان شد از جہان سوی عدم سلطان بخش — خضر صحرای حقیقت ہادی راہ مآل
بر مزار پاک او تاریخ گفتم ای منیر — وای دیدم قبر پیر و مرشد اہل کمال
۱۲۶۶ھ

ایضاً

مرشد اہل صفا سلطان بخش — آنکہ از راز نہان بود آگاہ
رفت ناگہ ز جہان گذران — چاک زد جیب زمانہ تا ماہ
زد رقم مصرع تاریخ منیر — مرشد اہل حقیقت باللہ
۱۲۶۶ھ

تاریخ رحلت حضرت اعوض بیگ صاحب فرخ آبادی شاگرد مصنف

سوئے جنت گیا مرزا عوض ہائے	جوانی پر ہے اوس کے رحم واجب
ہزار افسوس اوس خورشید رو پر	سواد قبر ٹھہرے جس کو مغرب
بحق پنجتن یارب اوسے بخش	عطا کر اپنی رحمت کے مراتب
محبت اوسکو تھی مجھسے نہایت	ہوا ارنج کہنے کا یہ موجب
منیر اوسکی لحد پر لکھہ یہ مصرع	بنا ہے تربت اقدس سے طیب ۱۲۶۶ھ

تاریخ مرگ غلام حسین خان برادر تحصیلدار شکوہ آباد

دل پر ہے داغ مرگ غلام حسین خان	عالم کو رنج ہے اوسی قدسی سرشت کا
تاریخ یہ منیر سے لکھی سر مزار	دیکھو یہی ہے قبر نمونہ بہشت کا ۱۲۶۶ھ

ایضاً

از غم مرگ خان معظم	خون شد دلہا وائے دریغا
گفت منیر این مصرع رحلت	رفت بہ جنت نو گل زیبا ۱۲۶۶ھ

ایضاً

اے خان منیع قدر عالی رتبہ	کیا خنجر مرگ نے ترے تیزی کی
تاریخ تری موت کی پڑھتا ہے منیر	افسوس قضا نے آہ یہ جلدی کی

تاریخ مرگ تلمیذی حسین علی زرم فرخ آبادی

شتافت سوئے عدم زرم نوجوان افسوس	کشید در بغل خویش حور عین بہشت
جوان صالح و شاگرد پاک طینت من	سفیدی کفنش باد یاسمین بہشت
منیر مصرع تاریخ رحلتش گفتم	بود حسین علی وارد زمین بہشت

تاریخ رحلت برادر پاک گوہر سید حسین مطیر خوش سیر

اے برادر اے جگر بند من ای سید حسین	ریختم در ماتم تو خاک بر سر ہائے ہائے
کنار خود چو دل پرورده بودم من ترا	در لحد خفتی کنون بے فرش و بستر ہائے ہائے

چون در آغاز جوانی شد گلوگیرت اجل
بست ساله هم نبودی ای برادر ہائے ہائے

حیف آن اخلاق و تهذیب و صلاح و حلم تو
وا دریغا گشت این مجموعه ابتر ہائے ہائے

بر سخندانی تو اشعار شیرینت گواه
چون بیاد تو نگوید هر سخنور ہائے ہائے

پیش حق خط نجات تو بود هر مرثیه
کرده مداحی آل پیمبر ہائے ہائے

مصرع تاریخ مرگ تو همین گوید منیر
سید من راحت جان برادر ہائے ہائے

ایضاً

بھائی کے غم میں تنگ ہوں بناسی ای منیر
کیون گر نہ روؤں مجکو یہ غم فرض عین ہی

لوح مزار کے لئے تاریخ نظم کی
یہ ہائے ہائے تربت سید حسین ہے
۱۲۶۶ھ

ایضاً

جاتی ہے جان ماتم سید حسین میں
برپا ہمارے گھر میں قیامت ہی دیکھہ لو

اوس جامع فضائل بجد کی موت سے
سر پر ہمارے خاک مصیبت ہی دیکھہ لو

مشہور تہا مطہر جو بھائی منیر کا
اے غافلو اوسی کی یہ تربت ہے دیکھہ لو

حاجت نہیں ہے مصرع تاریخ مرگ کی
قبر مطہر بقعہ جنت ہے دیکھہ لو
۱۲۶۶ھ

ایضاً

افسوس گذاشت عالم فانی
درخوابگه لحد غنوده سید

تاریخ وفات او چنین گفت منیر
گلگشت ارم نکو نموده سید

تاریخ ولادت خلف اکبر نواب تفضل حسین خان بہادر رئیس نامدار فرخ آباد

نواب فلک شکوه فیاض جہان
ہے جنگی گرم سے دشت ہستی گلزار

خالق نے دیا اونہیں ہمایون فرزند
پائی یہ پسر خضر ہو نیک اطوار

تاریخ تولد کی ہوئی فکر منیر
کرتا ہوں طبیعت کی تعلی اظہار

دوہری تاریخیں ایک مصرع میں کہیں
خورشید فلک ہے ماہ بخت بیدار
۱۲۶۵ھ ۱۲۶۵ھ

ایضاً

بہار آگئی غنچۂ دل کھلے — شگفتہ گل باغ نصرت ہوا
دیا حق نے فرزند نواب کو — نمایان دُر دُرج عزت ہوا
کہی عیسوی سال مین نے منیر — نمود اختر اوج صولت ہوا

تاریخ غسل صحت لالہ دہورام جوہر فرخ آبادی

جوہر نے آج پائی بیماری سے صحت — ہے عیش یہ مسرت ہوا خدا مبارک
امراض کی کدورت غسل طرب سے دہوئی — آئینہ بدن کو لطف صفا مبارک
ہے جشن غسل صحت لٹتا ہے مال و دولت — کہتی ہے ساری خلقت عید شفا مبارک
در در زبان ہے مصرع یہ ای منیر مجکو — عمر ابد مبارک بخت رسا مبارک
تاریخ ہمنے لکھی یہ سال عیسوی کی — غسل شفائے والا ہو دائما مبارک
۱۸۷۹ء

تاریخ جشن عقد حکیم محمد حسن خانصاحب طبیب فرخ آبادی

میرے مخدوم ذی الصفا ہین — علم و فضل و ہنر بہم دیکہو
اوس کے نقش نگین حکمت ہین — بو علی جہان رستم دیکہو
آج میدان نکتہ سنجی ہین — اوس کی تیغ زبان علم دیکہو
منطق و شاعری و علم کلام — مجتمع اوس مین یک قلم دیکہو
نام میرا کیا بلند اوس نے — مجہ پہ سر اللہ کا کرم دیکہو
اوس کی بزم خوشی آج کی شب — غیرت افزائے جشن جم دیکہو
سال عقد اس منیر لکہتا ہون — زہرہ و مشتری بہم دیکہو
۱۲۶۵

تاریخ تعمیر مسجد در فرخ آباد

آنکہ کدبانوئے نامی سعادت یافتہ — مسجدے ساختہ چون از سر [illegible]
مصرع سال بنایش چہ نکو گفت منیر — خانۂ طاہر حق کعبۂ اعلائے عبا

تاریخ رسید چھلا طلائی از نواب باندہ دام اقبالہ

نواب نے باندہ سے جو بھیجی ہی نشانی
چھلا ہے کہ یہ حلقہ گیسوئے پری ہے
گستاخی ظاہر ہے جو اس چھلے کو گل کہیں
چھلا یہ بنا ہے زر خورشید سے شاید

چھلا نہین گرداب یم فیض عیان ہے
چھلا ہے کہ گویا دہن تنگ بتان ہے
اس بات کی مشتاق ہر اک حور جنان ہے
سونے کی چمک برق صفت جلوہ کنان ہے

اس چھلہ کی تاریخ منیر اب یہ رقم کر
انگشتر زیبائے سلیمان جہان ہے
۱۲۶۶

تاریخ عطائے گل یاسمن

چنبیلی کے پھولون مین اک طرفہ پھول
دیا مجکو نواب جم جاہ نے
کہی مین نے تاریخ فوراً منیر

کہ جس سے خجل ہو ارم کا چمن
کہ اوس سے نکالون مین عطر سخن
یہ آیا ہے تازہ گل نسترن ۱۲۶۵ھ

تاریخ عطای گل ورد از پیشگاہ نواب باندہ

صبح آئے حضور میرے پاس
لے گئے اپنے ساتھ بگھی پر
بہت ہوا کہانے مین ہوی مصروف
پھر دکھائی گلاب باغ کی سیر
گل تازہ دیا منیر مجھے
مین نے برجستہ یہ کہی تاریخ

نور حق کا ہوا فلک سے نزول
ہوگیا مطلب عظیم حصول
جسطرح تھا ہمیشہ کا معمول
گل جنت سے تھا سوا ہر پھول
ہوگئی باغ باغ جان ملول
گل خورشید ہے اچھی یہی پھول ۱۲۶۷ھ

تاریخ

شیر مارا میر سے نواب نے کس جرأت سے
نظم کی مین نے یہ بیساختہ تاریخ منیر

جیسے تم حسرت سے گیا مینے بھی نظارہ آج
میرے نواب نے کیا شیر کلان مار آج

تاریخ تصنیف مثنوی حضور پُرنور

نکتہ پرور امیر جم شوکت | حسن وخوبی مین یوسفِ ثانی
رستم عصر زور وجرأت مین | فیض بخشی مین ابر نیسانی
علم و دانش مین ہے وحید الدہر | شعر گوئی مین فخر خاقانی
نام نامی علی بہادر ہے | فخر دارا ہے اوسکی دربانی
مثنوی ایسی نظم کی رنگین | جس کے نقطے ہین لعل رُمّانی
بسکہ اوس کا سواد ہے پرنور | صاف ہے سر بسر صفاہانی
نقطہ نقطہ ہے اختر تابان | دائرہ ہے خاتم سلیمانی
سرو باغ ارم ہے ہر مصرع | ہر ورق حور کی ہے پیشانی
اسقدر آبدار ہین مضمون | موتی جن کی حضور مین پانی
معنے صاف کی تجلی سے | آئینہ بہی ہے محو حیرانی
معترف عجز کا نہ کیون ہو منیر | کہ محال اوسکی ہے ثناخوانی
خوب تعریف ہین سنے موزون کی | دیکہہ یہ مثنوی ہے لاثانی
۱۲۶۷ھ

ایضاً

پرنور ہے اسقدر یہ نسخہ | ہے غیرت نیر جہان تاب
یہ بہی ہے منیر اوسکی تاریخ | بے مثل ہے مثنوی نایاب
۱۲۶۷ھ

ایضاً

الحدرے کلک نکتہ سنج نواب | باغ معنی مین سرو موزون ہی یہہ
تاریخ اختتام کہتا ہون منیر | نایاب وجدید بحر مضمون ہی یہہ
۱۲۶۷

ایضاً

مین نے جب اس مثنوی کی سیر کی | گلشن معنی نظر آیا منیر

عیسوی تاریخ فوراً نظم کی
واہ کیسا لکھا مثنوی ہی بے نظیر
۱۲۶۷ھ

الیضاً

دیکھی جس نے یہ مثنوی کہتا ہے
سبحان اللہ واہ واصل علی
دو ہین تاریخین ایک مصرع مین منیر
بت خشنانۂ دہر نظم انور زیبا
۱۲۶۷ھ ۱۲۶۷ھ

الیضاً

خدا کے فضل سے یہ مثنوی کہی ایسی
کہ نکتہ دانو نمین مدح وثنا حضور کی ہی
منیر اور بھی تاریخ نظم کرتا ہے
بنائے مثنوی مہر و ماہ نور کی ہے
۱۲۶۷ھ

الیضاً

مثنوی ہے یہ نسخہ اعجاز
اس مین شبہ نہین خدا ہی گواہ
اے منیر اسکی یہ ہی ہے تاریخ
نور حق مثنوئے مہر و ماہ
۱۲۶۷ھ

تاریخ عطائے خلعت از رونگی دیوانخانہ

مہ برج رفعت ولایت حسین
یم خلق ہے جسکی کوثر ہے موج
دیا اونکو خلعت جو نواب نے
ہوئے شادمان اہل دربار و فوج
کہی مین نے تاریخ فوراً منیر
ہمایون ہے یہ خلعت جاہ و اوج
۱۲۶۷

الیضاً

میرے مخدوم کرمفرما کو آج
حضرت نواب نے خلعت دیا
دوسری تاریخ ہے یہ اے منیر
خلعت اقبال پایا واہ وا
۱۲۶۷

تاریخ عنایت خسخانہ از حضور پُرنور

مجکو خسخانہ دیا نواب نے
فصل گرمی مین ہوئی سردی انیس
عیسوی تاریخ موزون کی منیر
ٹٹیان زیبا ہین جسکی یہ نفیس
۱۸۵۱ء

تاریخ ختم دیوان شاہ غلام اعظم صاحب افضل الہ آبادی

دیوان یہ افضل سخن اس کا ہے
ہر بیت کو بیت ابروے حور کہو
ہر مطلع نو ہے مطلع مہر فلک
ہر نقطہ ہے دُر صدف فضل و کمال
تاریخ منیر سے کہی ہاتف نے

ہر صفحہ ہے نسخہ کرامت دیکھو
ہر مصرع تر کو سرو جنت دیکھو
مضمونوں میں جلوہ فصاحت دیکھو
معنی میں تجلی لطافت دیکھو
دیوان گلستان فصاحت دیکھو
۱۲۵۶ھ

ایضاً

دیوان افضل سخندان ہے یہ
کہتا ہے منیر اور تاریخ اسکی

یا غنچۂ بوستان جنت یہ کھلا
پاکیزہ گلستان فصاحت یہ کھلا
۱۲۵۶ھ

تاریخ عطای خلعت استادی از حضور نواب صاحب بہادر دام اقبالہ

میرے شاگرد اگرچہ ہیں نواب
خلعت آبروے استادی
میں نے تاریخ نظم کی یہ منیر

لطف توقیر لیکن آج ملا
سر عزت کو مثل تاج ملا
خلعت عز و شان آج ملا
۱۲۶۷ھ

تاریخ تالیف دیوان ثالث جناب استادی مولائی دام ظلہ

دیوان ثالث جناب استاد
ہر مطلعش آفتاب برج معنی
گفتم مصراع سال اتمام منیر

در دست خرد بود کتاب الہام
ہر نقطۂ او دست غیب... تمام
پاکیزہ کلام دیدہ اعجاز نظام
۱۲۶۷ھ

ایضاً

وصف دیوان سوم کا قصد جب میں نے کیا
وصف تصنیف مصنف کی یہی تاریخ اے منیر

آ سکے حیرت نطق سے دست و گریباں ہو گئی
طوطی ہندی معانی شکر افشاں ہو گئی
۱۲۶۷ھ

سال مرگش چنان نوشت منیر — ہائے افسوس فاضل کامل

تاریخ انتقال جناب غفران مآب قبلہ مجتہدین کعبۂ متکلمین طاب ثراہ

قبلۂ اہل حدیث و کعبۂ اہل کلام — روح قدسی پیشوای جن و انسان ہای ہای
جامع معقول و منقول اشرف ابرار عصر — اعلم و افقہ پناہ اہل ایمان ہای ہای
نائب پاک ائمہ بحر زہد و علم و فضل — میر دلدار علی ہادی دوران ہای ہای
اورع و اتقی کلیم اوج طور اجتہاد — ہست تصنیفات او بیحد و پایان ہای ہای
زنگ شبہات و خلل زا آئینہ ملت زدود — بود صبح شرع را مہر درخشان ہای ہای
در بہشت آسود نزد اہلبیت مصطفی — شہر علم عقل و دین گردید ویران ہای ہای
نظم کردم مصرع تاریخ رحلت اے منیر — وارث علم پیمبر اوج ایمان ہای ہای
۱۲۳۵

ایضاً

مقتدای عارفان حق ملاذ مومنین — ناصر اسلام دین جای شرع اعتقاد
چھوڑ کر یہ عالم فانی گئے سوئے بہشت — ہوگئی روح مطہر خلعت رحمت سے شاد
دوسری تاریخ ہین سنئے اور موزونی منیر — ہائے پدر پاک دین مہر سپہر اجتہاد
۱۲۳۵

تاریخ جشن صحت افتادن از اسپ حضور پرنور

چون خورد اسپ قبلہ عالم سکندری — نواب گشت از سر پشتش جدا ببین
ضرب عظیم بر جگر پاک او رسید — آسیب یافت ہم کمر و دست و پا ببین
رستم کجاست کین جگر و دل نظر کند — این پاس وضع و حوصلہ نام خدا ببین
زین حادثہ قیامت کبریٰ شد آشکار — جسم لطیف و نازک و این صدمہا ببین
عیسی نفس حکیم محمد حسن طبیب — یکتای عصر اوست بحکمت بیا ببین
گردید او کفیل علاج خدایگان — فکر دوا و محنت بے انتہا ببین

در چند روز صحت کلی نصیب شد	تائید ایزدے و حصول شفا بہ بین
امروز جشن صحت آن بحر ہمت است	این بزم عیش و انجمن جانفزا بہ بین
گفتا منیر مصرع تاریخ اے فلک	امروز جشن صحت نواب ما بہ بین
	١٢٦٩ھ

ایضاً

از درد جبکہ خدا یگانم	چون یافت شفا بوقت محمود
تاریخ عیسوی نوشتم	غسل صحت مدام مسعود
	١٨٥٣ع

تاریخ فصد حضور پرنور

جبکہ فصد پیر و مرشد لیچکے عبد الحکیم	آتی تھی آواز تحسین عالم بالا سے ایک
گورے گورے جسم سے نکلی لہو کی سرخ دھار	چمکی برق تازہ اس آئینہ زیبا سے ایک
فصد کی تاریخ نورانی کہی ہے منیر	لال مچھلی طرفہ ابھری نور کے دریا سے ایک
	١٢٦٥ھ

ایضاً

جناب قبلہ عالم نے فصد کھلوائی	شفا نصیب ہوئی ہوگیا سرور اکمل
منیر ہمنے یہ اس فصد کی کہی تاریخ	بیاض نور کی یہ لال ہوگئی جدول
	١٢٦٥

تاریخ انتقال وزیر الممالک نواب روشن الدولہ بہادر صوبۂ اودہ

روشن الدولہ بہادر مردند	دہر شد بزم عزا ہی ہی حیف
بادشاہان بہ غمش در شیون	بر زبان امرا ہے ہے حیف
گشت خورشید وزارت بی نور	چہ شد آن مجد و علا ہے ہے حیف
در غم حضرت نواب بماند	بر زبان و لب ما ہے ہے حیف

گفتم این مصرع تاریخ منیر

ہاے فخر انورا ہے ہے حیف

١٢٦٩ھ

مخمس غزل حضور پرنور دام اقباله

مطلع

وہ کون تہا جو تری چاہ مین یگانہ ہوا
اوسی کے سینہ سے تیر ستم خطا نہ ہوا
اوسیکے عشق کا کونین مین فسانہ ہوا
ترے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا
کہ جس کے عشق سی تو فتنۂ زمانہ ہوا

مطلع ثانی

جو تجہکو چاہ کی رسوائی جاودانہ ہوا
نظیر جس کا نہ ہوگا نہ ہے نہ تہا نہ ہوا
وہی غریب ترا آشنائے آستانہ ہوا
ترے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا
کہ جسکے عشق سے تو فتنۂ زمانہ ہوا

تہہ زمین مین بہی تو سرگشتگی نے آ گہیرا
پس فنا بہی نہ پائیون نے منہ پہیرا
کہ پاؤن ناصیہ سائی کو سنگ در تیرا
عدو کی ٹہوکرین کہانے کو پائے سر میرا
لحد سے آ کے ترا آشنائے آستانہ ہوا

علاج تہا تو اجل پر ہی منحصر میرا
یہ کیا غضب ہے کہ پہوٹا نصیب پہر میرا
پرا ہے اس گلی کے سفر پر سے دل مضطر
عدو کی ٹہوکرین کہانے کو پائے
لحد سے آ کے ترا آشنائے آستانہ ہوا

نہ کچہ سرور بہار اب نہ لطف وہ واعظ
حرم کا قصد کیا ترک کر دی مے واعظ
نہ دہر مین نہ کوئی میکدہ مین ہے واعظ
خدا کے بندون نے کہنے سی تیری اے واعظ
کیا تو زہد مگر ایک ہی خدا نہ ہوا

کہے جو میکدے کے تو نے پہیری اے واعظ
منہ اپنے کیا یونہین رندسی پہیری اے واعظ
تو متقی ہوئے احباب میرے اے واعظ
خدا کے بندون نے کہنے سی تیری اے واعظ
کیا تو زہد مگر ایک ہی خدا نہ ہوا

ادب سے مجلس جانان مین لگ گئی جھپکی
شب فراق مین آتا ہے دلکو صبح یہی

زبان پر رہی خلوت مین مہر خاموشی
کرین گے کیا وہ آلہی کہ جنسے وصل مین بھی

حجاب عشق سے کچہ مدعا ادا نہ ہوا

زبان ذکر غم و رنج کر گئی گیا گیا
خماری انکہون مین نیند آگئی گیا گیا

طبیعت اون کی مگر عیش پر گئی کیا کیا
یہ کچہ نہ سوجھی کہ مجھپر گذر گئی گیا کیا

تمہین تو قصہ فرقت میر افسانہ ہوا

حکایت غم ہجران سنائی سرتاپا
مزے مین نیند کے مطلق نہ التفات کیا

غضب تو دیکھو گلا درد سر کا ہی اولٹا
یہ کچہ نہ سوجے کہ مجھپر گذر گئی کیا کیا

تمہین تو قصہ فرقت میر افسانہ ہوا

تڑپتے مین میری فریاد سے صغیر و کبیر
طپان ہے برق فلک رو رہا ہی ابر مطیر

ترے ہی دلمین نہ کی ہائی ہائی کچہ تاثیر
فرشتونکو بھی کیا میری آہ نے تسخیر

یہ کیا بلا ہے کہ ایک تو ہی آشنا نہ ہوا

[illegible] نکو رد ان کے تنویر ماہ نے تسخیر
[illegible] جو کئے دل کی چاہ نے تسخیر

فلک کو خسرو خاور پناہ نے تسخیر
فرشتونکو بھی کیا میری آہ نے تسخیر

یہ کیا بلا ہے کہ ایک تو ہی آشنا نہ ہوا

نہوتی عشق کی منظور اگر مجھے تسخیر
کمال کیا جو پریزاد ہو گئے تسخیر

نہ تھی [illegible] سوزش دل [illegible] داغ نے تسخیر
فرشتونکو بھی کیا میری آہ نے تسخیر

یہ کیا بلا ہے کہ ایک تو ہی آشنا نہ ہوا

کسی رقیب نے شاید بہلا دیا رستا
نہین تو تو ہی بتا دے کہ اوسکی وجہ ہی کیا

کہ آپ جان دہی اوسنے کہ تو نے قتل کیا
تری گلی مین تو بھیجا تہا ہمدم کو جا کے پوچھا

کدہر کو بھیجا تہا قاصد کدہر روانہ ہوا

یہ کیا سبب ہے جو صدمہ مجھے بڑا پونہچا
کہان سے ہاے کہان نامہ بر مرا پونہچا
کہ تیرے پاس نہ مکتوب التجا پونہچا
تری گلی کو تو بھیجا عدم مین جا پونہچا
کدہر کو بھیجا تہا قاصد کدہر روانہ ہوا

چمن مین دانہ شبنم بھی ڈال دیگی کہین
میرے پہنسانے کو پہیلائیگا دام حیلہ کہین
بچھائیگی کہین سنبل کا جال گر کہین
بہار آئیگی صیاد بنکر اے گلچین
کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

نہ کیون ہون خوف اسیری سے مضطر اے گلچین
پہنسونگا دام قفس مین مقرر اے گلچین
کہ اس برس ہے بدی پر مقرر اے گلچین
بہار آئیگی صیاد بنکر اے گلچین
کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

خبر کسے ہے کہ تہا پہلے اصل مین کتنا
جو پونہچے تو تو بالا جمال مین کہون اتنا
عیان ہے شوخی رفتار پہ تہا جتنا
بپا ہوا تہا جو کچہ تیری چال سے فتنا
بدل گئے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا

ہوا کچہ اور ہی سابق کی چال سے فتنہ
زمانہ مین ہے اسی قیل وقال سے فتنہ
لیا فلک نے تری چال ڈ[illegible]
بپا ہوا تہا جو کچہ تیری چا[illegible]
بدل گئے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا

اگرچہ ہے یہ گذارش منافی آداب
بتائیے مجھے اے مرشد اولی الالباب
مگر منیر حزین ہے امیدوار جواب
یہ کیا کیا جو کیا دعوئے وفا نواب
کہ اوسکو اور جفا کے لئے بہانہ ہوا

حواس دشمنون کی کیا نہین بجا نواب
منیر ہے اسی صدمہ مین مبتلا نواب
کہ اوس شریر سے راز دلی کہا نواب
یہ کیا کیا جو کیا دعوئے وفا نواب
کہ اوسکو اور جفا کے لئے بہانہ ہوا

تاریخ ختم دیوان

ہوا صد شکر دیوان دوم ختم
منیر اب نام تاریخی کی تھی فکر

پسند آیا نہ اس مین طول گفتار
کہا دل نے کہو تنویر الاشعار
۱۲۶۹ھ

اشعار متفرقہ فارسی دیوان منیر عفی عنہ

بہ من کسیکہ شبہا بدرت رسیدہ باشد
بت من نمیتواند کہ سر قلم تراشد
مپسند تا بحرمان رہ خویش باز گیرد
پس ازانکہ خود زپرسی مگذار ناشنیدہ
تو بسیر لالہ و گل کہ روی ندای ای گل
مژہ ہائے حور و غلمان بتو و اعظا مبارک
گرشتہ بگردم کہ بوقت جان سپردن
بر پاے یار ناصیہ سائیست دین ما
خوش در سرائے بے جہتی آرمیدہ ایم
خون در دل و گرہ بجبین کہ افگنیم
در نزع جان بہ کشمکش زلف میدہیم
در ہجر یار تیغ اجل ہم سنے برد
بہر گریستن چو نشستیم ای منیر
ہر چند بکف تیغ جفا داشتہ باشی
ہمہ حرم حوصلہ سعی بہ تنگ آمدہ است
پیام دیدہ بان شمع انجمن نرسد

ز فلک چہ دین باشد چو تراندین باشد
دل خود ز صحبت ما بچپسان برین باشد
بہ ہوائی شوق جانی کہ بلب رسین باشد
بہزار شوق حرفیکہ بلب رسین باشد
کہ کسیے بخون حسرت چقدر طپین باشد
دل من فداے خاریکہ بپا خلین باشد
زمن و تو چشم بستہ رخ یار دین باشد
پیوستہ سجدہ بوسہ زند بر جبین ما
بیرون در نشستہ لیسار و یمین ما
در وصل غیر یا نبود در کمین ما
عمر خضر بود نفس واپسین ما
برگشت ہمچو بخت دم واپسین ما
جز طفل اشک کس نہ گرفت آستین ما
صد خون بجلت گر سر ما داشتہ باشی
سجدہ رہا پائی درین راہ بہ تنگ آمدہ است
نگاہ ماست غریبی کہ در وطن نرسد

یک جام مانده بادهٔ عشرت درین چمن
گر غنچه بشگفد من آن هم نمی رسد

خون دعوت عشق از دل دیوانه گرفتیم
حق القدم سیل ز ویرانه گرفتیم

از عدم دیوانگان نقد جنون آورده اند
جیب و چاک از یک گریبان سر برون آورده اند

آئینه از جمال تو بابرگ و ساز باد
بر روی بیخودان در نظاره باز باد

هنگام نزع جلوه کوشش به من نبود
عمر نگاه باز پسینم دراز باد

در کوی تو رسید و ره مدعا نیافت
هر گاه به بازگشت نگاهم مرا نیافت

ناف زمین به تیغ تو اصبع بریده اند
بی سجده کس بکعبهٔ تسلیم جا نیافت

حشر برپا گشت و قاتل محو شمشیرم هنوز
زیستم چندان درین حسرت که می میرم هنوز

گر بخوانی ای صنم هر چند از خود رفته ام
خویشتن را در میان راه می گیرم هنوز

زهی جانب که آن ترک پری تمثال می آید
تماشا دست و پا گم کرده از دنبال می آید

بوئی ز جیب یوسف کنعان گرفته ایم
خوش دزد شکل زلف پریشان گرفته ایم

چون مرگ من بدست تو شمشیر میرسد
سر تن به زخم خنجر تقدیر میرسد

خیزد فلک به جنگ چو خیزم برای صلح
تعظیم من عصا بکف پیر میرسد

اگه نبود کسی لب سرای که تو باشی
جای همه خالیست بجائیکه تو باشی

جامهٔ عمرم بلاک طالع فانوس باد
شمع ردی بر شب این بخت [illegible]

از نالهٔ بیهوده سحبان آمده بودم
ای بی اثری ز دو لیفر یاد رسیدی

از تیغ کار عشق بانجام میرسد
این راه تا بمنزل آرام میرسد

بدل بلقند شود تلخی جواب کسے
اگر بصلح کند آشتی عتاب کسی

برای ساعتی ای بخت چشم خود به کشا
که خانه خالی دمن میروم بخواب کسی

پاره شد پیرهن چو جوهر تیغ از صد حباب
زخم دل تنگ تر از بسکه با آغوش

از راه وصل بعد فنا کامران شدم
دنبال جان گرفته بکوئش روان شدم